



season 2  
تم میرے نکاح میں ہو منتہا چوہان

تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تم میرے نکاح میں ہو

سینہ ٹو (تین سال کا گپ)

منہا چوہان

مکمل ناول  
READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اندھیرے کمرے میں اس نے جیسے ہی قدم رکھا۔

پرانی یادوں نے اسے پھر سے چھیڑ دیا۔

وہ سب کچھ بھلانا چاہتی تھی۔ لیکن نہیں بھلا پار ہی تھی۔

دھیرے دھیرے چلتی اس کمرے میں آئی۔ جہاں۔۔ اسکی اور اسکے شوہر کی کچھ بھولی بسری یادیں جڑی تھیں۔

آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

وہ جتنی باہر سے مضبوط نظر آتی تھی۔ اندر سے اتنی ہی ٹوٹ چکی تھی۔

دراز کھولا۔ اور ایک تصویر ہاتھ میں تھامے وہ ماضی کی یادوں میں کھوتی چلی گئی۔

دل کو قرار آیا۔۔ پہلی پہلی بار آیا۔۔!

تجھ پے پیار آیا۔۔ اوہ یارا۔۔۔



شہیر۔! اب بس بھی کر دیں۔ اور کتنا کام کرنا ہے آپ نے۔۔۔؟؟

## تم میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

انابہ اب تنگ آگئی تھی۔ اس لیے جھنجھلا کے بول ہی پڑی۔

بس یار۔۔! یہ لاسٹ میل ہے۔۔! جلدی جلدی لیپ ٹاپ انگلیاں چلاتا وہ مصروف انداز میں بولا تھا۔  
وقت دیکھیں۔۔ آپ۔۔! چھ سالہ معاویہ کو گود میں اٹھائے وہ خفگی سے بولی تھی۔ جو مسلسل اسے تنگ  
کیے ہوئے تھے۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم! READERS CHOICE



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

[readerschoicemag@gmail.com](mailto:readerschoicemag@gmail.com)

Facebook groups : **Readers Choice,**

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ڈیڈا۔۔۔! پلیز۔۔۔ کم ہی ر۔۔۔! معاویہ کی معصوم اور شرارت بھری آواز سنتا وہ تیکھی نظر ان دووں ماں بیٹے پے ڈالتا پھر سے کام میں مصروف ہو گیا۔

معاویہ۔۔۔! پلیز۔۔۔ بیٹا۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔! آپ کے ڈیڈا۔۔۔ ابھی نہیں ہوتے فری۔۔۔!

انابیہ نے منہ بنا کے معاویہ سے کہا۔ جو پھر سے ماں کے بال کھینچ رہا تھا۔

شہیر کے بے جالا ڈیڈا نے اسے بہت زیادہ ٹچی بنا دیا تھا۔ جب تک شہیر اسے گود میں لے کے نہیں سلاتا تھا۔ وہ یونہی تنگ کیے رکھتا تھا۔ ایسے میں انابیہ کی شامت آئی رہتی تھی۔

میری بچی دیکھی ہے۔۔۔ کتنی سلجھی اور سمجھدار ہے۔۔۔ مجال ہے کہ زرا سا بھی تنگ کر جائے۔

دادی کی دیوانی۔۔۔ چپ چاپ دادی کے پاس سو جاتی ہے۔۔۔ اور ایک یہ آپ کالا ڈلا۔۔۔! جب تک تنگی کا ناچ نہ نچالے۔ اسے سکون ہی نہیں آتا۔

انابیہ معاویہ کے ہاتھ سے اپنے بال چھڑاتی بولتی بھی جا رہی تھی۔ جبکہ شہیر کانوں کو سیے اپنے کام میں بزی تھا۔ یہ توروز کا معمول تھا۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اب بس کریں گے آپ۔۔۔؟؟ یا میں یہ لیپ ٹاپ توڑ دوں۔۔۔؟؟ معاویہ نے اسے گال پے چکی کاٹی تو وہ تڑپ کے گال پے ہاتھ رکھے شہیر سے بولی تھی۔

بس ہو گیا۔۔۔! لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتا وہ معاویہ کو گود میں لے چکا تھا۔ اسکی گود میں آتے ہی وہ پر سکون سا ہو گیا تھا۔

انابہ نے سکھ کا سانس لیا۔

یار اکیوں تنگ کرتے ہو۔۔۔؟؟ ماں کو۔۔۔؟ دیکھو تو۔۔۔ مجھے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی ہے۔

معاویہ کے گالوں پے پیار کرتے وہ انابہ کو پھر تپا گیا۔

ایک آپ۔۔۔ اور ایک آپ کا بیٹا۔۔۔! ایک جیسے ہودو نوں۔

زور سے تکیہ بیڈ پے رکھے وہ خفگی سے رخ پھیر گئی۔

جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔۔۔ اتنا تو میں نے بھی اپنے ماں باپ کو تنگ نہیں کیا۔۔۔ پھر۔۔۔ یہ کس پے چلا

گیا ہے۔۔۔؟؟

اب لگا دیں۔۔۔ میرے میکے والوں پے الزام۔۔۔! انابہ اسکا اشارہ سمجھتی واپس اسکی طرف مڑتی تڑخ کے

بولی تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

شہیر کا قہقہہ گونجا تھا۔ اور معاویہ باپ کو ہنستا دیکھ خود بھی کھلکھلا کے ہنس دیا تھا۔

دونوں باپ بیٹا ایک دوسرے کے بنا نہیں رہتے تھے۔

دیوانے تھے ایک دوسرے کے۔

علیزہ شریف اور معصوم سی پچی تھی۔

معاویہ اور علیزہ تھے توجڑواں۔ لیکن انکی رنگ و شباهت ایک دوسرے سے قدرے مختلف تھی۔

معاویہ اپنے ماموں شاہ میر کی کاپی تھا۔

بس آنکھیں باپ پے تھیں۔ جبکہ علیزہ پوری کی پوری شہیر جیسی تھی۔ عادتیں بھی شہیر جیسی۔۔ وہ

مکمل کارب کاپی تھی باپ کی۔ اور انابیہ کے بہت قریب بھی وہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں معاویہ سوچکا تھا۔

معاویہ اور علیزہ کا اٹیچ روم ان کے روم کے دائیں جانب تھا۔ لیکن وہاں اکثر معاویہ ہی سوتا تھا۔ کیونکہ

علیزہ زیادہ تر خانم کے پاس ہوتی تھی۔

دو سال پہلے ار باز خان کی ڈیٹھ کے بعد۔ وہ بھی شہیر اور انابیہ کے پاس لندن آگئی تھیں۔

باپ کی وفات کے بعد شہیر کا رویہ ماں سے قدرے بہتر ہو گیا تھا۔ وہ انہیں معاف کر چکا تھا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

خانم میں بھی کافی بدلاؤ آچکا تھا۔ اپنے بیٹے بہو اور پوتے پوتی کے ساتھ وہ پرسکون تھیں۔  
کیا ہوا۔۔۔؟؟

وہ جو تھکی ہاری نیند کی وادیوں میں کھونے لگی۔  
شہیر کی اچانک گرفت پے جھٹ سے آنکھ کھلی تھی۔  
کھینچ کے اسے خود سے قریب کیا۔

کیا کیا ہوا۔۔۔؟؟ بہت جلدی نیند آگئی۔۔۔؟؟ شہیر نے اسکے بالوں میں چہرہ چھپایا تھا۔  
آپ کے صاحبزادے نے اتنا تھکا دیا۔۔۔ کہ اب بس۔ ہوگئی ہے میری۔۔۔! انابیہ نے بند ہوتی آنکھوں  
سے کہا۔

سو جاؤ۔۔۔ میری جان۔۔۔! شہیر نے اسکے لبوں کو دھیرے سے چھوا۔ اور پیچھے ہٹا۔  
انابیہ نے اسکے سینے پے سر رکھا۔ اور اسکے قریب ہوگئی۔

معاویہ سو گیا۔۔۔؟ نیند میں ڈوبی آواز۔ ممتا سے چور تھی۔

ہمممم۔۔۔! شہیر نے پھر سے اسکی طرف کروٹ لیتے اپنی بانہوں میں سمیٹا۔

اسے اپنی فیملی دل و جان سے زیادہ عزیز ہوگئی تھی۔

# میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جس میں وہ رہتا نہیں جیتا تھا۔

دی جے کی وفات کے بعد دو سال ہی وہ پاکستان رکا تھا۔

اسکے بعد وہ انابہ اور بچوں کو لیے واپس لندن شفٹ ہو گیا تھا۔

اسے لندن آئے تین سال ہو سکے تھے۔ اور ان تین سالوں میں پیچھے چھوڑ جانے والوں کی زندگی میں کتنی ہلچل مچی تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ ورنہ کبھی چھوڑ کے نہ آتا۔



مما۔۔۔! آئی ڈونٹ وانٹ ٹو ایٹ۔۔۔ دس۔۔۔! ملکہ نے منہ بنایا تھا۔

ملکہ۔۔۔! بری بات ہے۔۔۔ کھانا کے لیے ایسے نہیں کہتے۔۔۔! اللہ پاک کی ذات ناراض ہوتی ہے۔

کنول اس وقت ایک چھوٹے سے ریسٹورینٹ میں بیٹھی اپنی بیٹی کو کھانا کھلانے کے جن کر رہی تھی۔

وہ چھوٹا سا ریسٹورینٹ اسکا اپنا تھا۔ جو اسکی تین سالہ محنت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

بٹ۔۔۔ آئی وانٹ ٹو ایٹ پیزا۔۔۔! چار سالہ ملکہ نے پھر سے ضدی پن اپنایا۔

ملکہ۔۔۔! آج کوئی پیزا نہیں۔۔۔ یہ رائی س کھائی ہیں۔۔۔ اسکے بعد آپ کو کوچنگ کے لیے جانا ہے۔

موبائی ل پے آتی کال کو ڈس کونیٹ کرتی وہ سپون کو ملکہ کے منہ کے پاس لے کے گئی۔ تو اس نے

سپون کو پیچھے دھکیلا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہیں کنول کے صبر کی انتہا ہوئی تھی۔ اور رکھ کے ایک تھپڑ اس معصوم کو جڑ دیا تھا۔۔

کنول۔۔۔؟؟ مسز فاروقی غصہ سے آگے بڑھیں۔

اور روتی ہوئی ملکی کو گود میں لے لیا۔

اس معصوم بچے کیوں ہاتھ اٹھایا۔؟؟ بچی ہے وہ۔۔ پیار سے سمجھاؤ ناں۔۔؟؟

کتنی دیر سے سمجھا تو رہی ہوں۔۔ لیکن۔۔۔ یہ۔۔۔ سنے تب ناں۔۔۔! ہر وقت کی ضد۔۔۔! کنول کا غصہ

ابھی بھی ٹھنڈا نہ ہوا تھا۔ جبکہ ملکہ نے رو رو کے برا حال کر دیا تھا۔

معصوم بچی کا گال لال کر دیا۔۔۔؟؟ بہت ظالم ہو کنول تم۔۔۔! مسز فاروقی افسوس سے بولیں۔

صحیح کہہ رہی ہیں۔۔ میں ہی ظالم ہوں۔ باقی سب تو مظلوم ہیں ناں۔۔! غصہ سے کہتی وہ اٹھی تھی۔

ملکہ نے اسکی طرف اپنی بانہیں واکیں۔ وہ روتے ہوئے بھی ماں کے پاس جانے کو مچلی تھی۔

کنول نے آنکھوں کے نم گوشوں کو مہارت سے چھپایا۔ اور ملکہ کو گود میں لیا۔ اور سینے سے لگالیا۔

کنول۔۔۔! وہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔ اس سے پیار سے پیش آیا کرو۔! اس طرح کا رویہ رکھ کے تم

اسے خود سے دور کر دو گی۔

مسز فاروقی نے پیار سے سمجھایا۔ اور کاؤنٹر کی جانب بڑھ گئی یں

# میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول نے زور سے ملکہ کو سینے میں بھینچا۔

کس قدر۔۔۔ تکلیف دہ تھے یہ لمحات جن میں تو میسر ہی نہ تھا۔

کنول کو اس بے وفا کی یاد آئی۔

ٹھیس لگی اور ٹوٹا

دل کا نازک شیشہ

یہ کھیل نصیبوں والا

کوئی ہارا کوئی جیتا۔۔۔



خان اینڈ شیر گروپ آف انڈسٹریز کا اکلوتا وارث

آفتاب شیر خان۔۔! آج بھی اپنی وجاہت اور مغروری میں اپنی مثال آپ تھا۔

وہ اب صرف اپنا ہی نہیں اپنے سگھے باپ شیر خان کا بزنس بھی ہینڈ آور کر چکا تھا۔ اور یہ اب شیر خان کی

خواہش پے ہی ہوا تھا۔ جس میں زیادہ ہاتھ خان بی کا تھا۔

ان تین سالوں نے اسے پہلے سے بھی زیادہ غصہ والا اور سنجیدہ بنا دیا تھا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اسکی زندگی کا مقصد صرف پیسہ کمانا تھا۔ کوئی بھی پروجیکٹ ہو۔۔ کوئی بھی ڈیل ہو۔۔۔

ہر کمپنی کی کوشش ہوتی وہ آفتاب کو ہی دے۔

وہ مٹی کو سونا بنارہا تھا۔ لیکن ان تین سالوں نے اسکی مسکراہٹ چھین لی تھی۔ وہ بس زندگی گزار رہا تھا۔

جینا بھول گیا تھا۔

ایک حادثے نے اسکا سب کچھ چھین لیا تھا۔ وہ آج بھی آفتاب شیر خان تھا۔ ایک دنیا اسکے نام کو جانتی تھی۔

اسکی شخصیت سب کے لیے پراسرار ہو چکی تھی۔۔

لڑکیاں آفتاب شیر خان سے بات کرنے کو ترستیں تھیں۔ لیکن وہ ہر اک کو کہاں میسر تھا۔؟

وہ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایک ہی تھا۔

ایک ہی دل تھا۔

ایک ہی دھڑکن تھا۔ اور اس دھڑکن میں اسکی روح میں آج بھی بس وہ ایک ہی بستی تھی۔

جس کے نقش وہ آج بھی اپنے دل سے نہ مٹا سکا تھا۔

ایک ہی نام۔۔۔

کنول آفتاب خان۔۔

# میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جو اس سے تھی تو دور۔۔۔

لیکن۔۔ آج بھی اسکے نکاح میں تھی۔

سر۔۔ آرہے ہیں۔۔۔ سر آرہے ہیں۔۔

پورے آفس میں شور برپا ہوا تھا۔

سبھی الرٹ ہوتے اپنی اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو چکے تھے۔

وہ ایک کروفر سے چلتا ہوا اپنے ہی آفس کی بلڈنگ میں داخل ہوا تھا۔

وہی دبنگ انداز۔۔ وہی چہرے کی سنجیدگی۔۔ وہ ازیں سردین۔۔ جیسے چہرہ ایک عرصے سے مسکرا رہا تھا۔

بھول گیا ہو۔۔! مسکراہٹ لفظ سے نا آشنا۔ اسکے گلابی لب۔۔ آج بھی وہ ویسا ہی تھا۔ بلکہ پہلے سے بھی

زیادہ مردانہ وجاہت ابھر آئی تھی۔ اسکی آنکھوں کا سردین اسے ہر لڑکی کا کرش بنا چکا تھا۔ اور اک وہ تھا۔

کسی کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ان گزرے تین سالوں نے اسکا کچھ نہیں بگاڑا تھا۔ بس فرق صرف اتنا آیا تھا۔ اب اسکے چہرے پر بیئی رڈ نے جگہ لے لیے تھی۔ اور آنکھوں پر گلاسز نے۔ اسکی شہر رنگ آنکھوں میں سردین سامنے والے کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

لفٹ سے نکلتا وہ اپنے آفس کی جانب بڑھا  
سیکرٹری اسکے ساتھ ساتھ ہی تھا۔

سب نے ہی اسے سلام کیا تھا۔ جس میں کسی کا بھی رک کے جواب دنا اس نے ضروری نہ سمجھا تھا۔  
اپنے آفس آتے ہی وہ سیٹ پر بیٹھتا کوٹ کے آگے کے دو بٹن کھول چکا تھا۔  
زلفی۔۔۔! آج کی ڈیٹیل؟

لیپ ٹاپ آن کیے وہ زلفی سے آج کی میٹنگز کے حوالے سے ڈیٹا لینے لگا۔  
اسکی بات سنتے ہوئے وہ اک پل کو ماضی میں گم ہوا۔

مجھے۔۔۔ یہ شہر اچھا نہیں لگتا۔۔۔ بہت سی تلخ یادیں جڑی ہیں اس شہر سے۔۔۔ بہت کچھ کھویا ہے یہاں  
پے۔۔!



کیا کچھ پایا ہم نے۔۔۔؟؟

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور سب کچھ کھو دیا۔۔۔



سر۔۔؟؟؟ آپ نے بتایا نہیں۔۔؟ زلفی نے دھیرے سے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

کس بارے میں پوچھ رہے تھے۔۔؟؟ لیپ ٹاپ پے نظریں جمائے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔

سر۔۔! علی زمان کے ساتھ آج آپ کی امپورٹنٹ میٹنگ ہے۔

ٹھیک ہے۔۔۔ یو مے گو۔ ناؤ۔! آفتاب نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔۔ وہ فوراً باہر نکلا۔ اور گہرا سانس خارج کیا۔

وہ کوئی اور نہیں۔۔۔ آفتاب ہی تو تھا۔۔۔ آفتاب شیر خان۔۔! اپنے نام کی طرح صرف ایک۔

بز نس کی دنیا کا بے تاج بادشاہ۔

آفتاب شیر خان۔



ایس پی۔۔۔! اگر۔۔۔ مہربانی کریں تو تھوڑی توجہ مجھے بھی دے دیں۔۔؟

کوئل نے طنزیہ کہا۔ تو کاظم نے بھنویں اچکائی۔

جی حکم۔۔۔؟؟ کاظم من و عن اسکی طرف متوجہ ہوا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

تین سال ہو گئی۔۔۔ ایک کام آپ سے کہا وہ بھی آپ نہیں کر سکے۔۔۔؟  
کوئل افسردگی سے بولی تھی۔

کوشش کرتا رہا ہوں۔۔۔! کاظم وہیں پاس بیٹھ گیا۔

اگر اتنی سی بھی۔۔۔ اتنی سی بھی کوشش کی ہوئی۔۔۔ تو ایٹ لیسٹ۔۔۔ اتنا تو پتہ لگا لیتے۔۔۔ کہ کنول  
ہے کہاں۔۔۔؟ ان تین سالوں میں آپ یہ تک پتہ نہ لگا سکے۔۔۔  
کوئل ہاتھ کے اشارہ سے بولتی رخ پلٹ گئی۔

اچھا تم بتاؤ۔۔۔؟ کہاں ڈھونڈو۔۔۔؟ کنول بھا بھی کو۔۔۔؟ کاظم نے اسکا رخ اپنی طرف موڑا۔  
مجھے نہیں پتہ۔۔۔ وہ روہانسی ہوئی۔

اچھا۔۔۔ فکر نہیں کرو۔۔۔ پتہ لگ جائے گا۔۔۔ جلد ہی۔۔۔!

اپنی جگہ سے اٹھتے وہ پولیس یونیفارم پہنے خود کو آئی نے میں دیکھنے لگا۔۔۔ جبکہ کوئل ایک دم سے چپ ہی  
ہو گئی۔

ان تین سالوں نے ان کی زندگیوں کو بدل کے رکھ دیا تھا۔

کنول کا اچانک سے خان ولا چھوڑ کے چلے جانا۔۔۔ اور ساتھ میں ایک سال کی بیٹی کو بھی لے کے۔۔۔!

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کوئل تین سال سے بہن کے لیے تڑپ رہی تھی۔ ملی بھی تو ایسے کہ پھر سے جدا ہو گئی۔

اداس مت ہو۔۔۔ مل جائی گی۔۔۔ کنول بھا بھی۔۔۔! کاظم نے اسے حوصلہ دیا تھا۔

کاظم! آپ کو پتہ ہے۔۔۔ اگر آفتاب اسے ڈھونڈتے۔۔۔

۔۔۔ تو وہ اب تک مل چکی ہوتی۔۔۔ لیکن۔۔۔؟؟

اسکی آنکھیں نم ہوئی ہیں۔

کاظم نے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

فکر نہ کرو۔۔۔ جب دونوں کے بیچ غلط فہمیاں ختم ہوں گی۔ تو سب کچھ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔

آپ ایک بات بتائی ہیں۔۔۔؟ سچ سچ بتانا۔؟ کیا واقعی آفتاب نہیں جانتے ہوں گے۔۔۔؟؟ کہ کنول کہاں

ہے۔۔۔؟؟ انکی بیٹی کہاں ہے۔۔۔؟ کتنے پر سکون ہیں وہ تین سال سے۔۔۔ جیسے سب کچھ ٹھیک ہو ان

کی لائف۔۔۔ میں۔۔۔؟؟

کوئل ہزار بار کی کہی بات پھر سے دہرا رہی تھی۔

آپ مانیں یا نہ مانیں۔۔۔ میرا دل کہتا ہے۔۔۔ وہ جانتے ہیں۔۔۔ ان کے بیوی اور بیٹی کہاں ہیں۔۔۔!

اچھا۔۔۔ پھر۔۔۔ کیا ہو گا۔۔۔؟؟ پتہ بھی ہو تو۔۔۔؟؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کاظم کا آج تسلی بھرا جواب کوئل کو ٹھٹھکا گیا۔

مطلب۔۔۔؟؟ وہ جانتے ہیں۔۔۔!

یونو۔۔ کاظم۔۔! اگر آج میں دیکھ سکتی۔۔ تو اب تک اپنی بہن کو ڈھونڈ چکی ہوتی۔

وہ اٹھ کے تلخی سے کہتی دور جا کھڑی ہوئی۔

کوئل۔۔! یار۔۔ کیوں آج اتنا غصہ ہو رہی ہو۔۔؟ اور نیگیٹو سوچ رہی ہو۔۔؟؟ کاظم کو اسکی فکر ہوئی۔۔

مجھ پے بھروسہ ہے ناں۔۔۔؟؟ اسے پکڑ کے اپنی طرف کیا۔ اس کے چہرے پے خفگی تھی۔

بس تھوڑا انتظار کر لو۔۔! میں پتہ لگا لوں گا۔۔ وعدہ۔۔! کاظم نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے محبت سے کہا۔

وعدہ ناں۔۔۔؟؟ وہ ناز سے بولی۔

کاظم نے اس کے ماتھے پے پیار بھرا بوسہ دیا۔

پکا وعدہ میری جان۔۔! اسے سینے سے لگاتا وہ اسے پر سکون کر گیا تھا۔

کاظم جانتا تھا۔ کوئل کو کیسے پر سکون کرنا ہے۔

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ مہتا چوہان

ان تین سالوں میں کاظم نے آفتاب کو ٹوٹا بکھرا نہیں دیکھا۔ دیکھا تو بس۔۔ بنا کسی تاثر کے۔۔۔! اور کرب  
میں مبتلا۔۔۔



دور منزل ہے

راہزرتہا

رستہ

ختم ہی نہیں ہوتا۔۔۔

ریزہ ریزہ ہیں

خواب آنکھوں میں

کیسے کہہ دوں کہ

غم نہیں ہوتا۔۔۔

READERS CHOICE

کوئی شکوہ نہیں

مگر مولا!



# میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیا کروں۔۔۔

درد کم نہیں ہوتا۔۔۔۔

درد کم نہیں ہوتا۔۔۔۔



مونس۔۔۔

! میری جان۔۔۔! یہاں آئی۔۔۔ اور یہ دودھ پی لیں۔۔۔

تبسم بیگم نے پانچ سالہ مونس کے پیچھے بھاگتے ہوئے اسے پکارا تھا۔۔۔

میں نہیں آؤں گا دادو۔۔۔! مجھے نہیں پسند۔۔۔! آپ پی لیں۔۔۔

آگے سے مشورہ دیا گیا۔

ارے۔۔۔ بڑی بیگم۔۔۔ آپ سے نہیں سنبھالا جائے گا۔۔۔! بہت شرارتی ہے یہ۔۔۔! لائیے۔۔۔

ہمیں دیں۔۔۔!

گورنس ناجیہ نے مسکراتے ہوئے تبسم بیگم کے ہاتھ سے دودھ کا گلاس لے لیا۔

دودھ نہ پینے کے معاملے میں یہ سارا ماں پے گیا ہے۔۔۔!

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تبسم بیگم مسکراتے ہوئے ایک چٹائی پر بیٹھ گئی۔

اور اپنے ہی الفاظ پر وہ خود ہی افسردہ ہو گئی۔

نجانے۔۔ کہاں ہوگی۔۔؟؟ کس حال میں ہوگی۔۔؟؟

اور میری پوتی۔۔ ملکہ۔۔؟؟ دو آنسو۔۔ ٹوٹ کے برسے تھے۔

کچھ نہیں ہوتا۔۔ مونس پی لیجیے۔۔ پھر چاکلیٹ ملے گی۔۔ ناجیہ نے لالچ دیا۔

نہیں۔۔ کھانی۔۔ خود کھالیں۔۔ وہ پورے گارڈن میں ناجیہ بی بی کو بھی بھگاتا تھا۔

اور وہ بھی اب تھک سی گئی تھیں۔

ناجیہ۔۔۔! یہ لے جائیں اور بادام والادودھ لے آئیں۔۔!

تبسم بیگم نے کہا تو ناجیہ سر اثبات میں ہلاتی اندر چلی گئی۔ جبکہ مونس بھاگتا ہوا ان کے پاس آیا۔

بس۔۔۔ تھک گئی۔۔؟؟ دادو۔۔؟؟ مونس نے ان کا ہاتھ پکڑ کے اپنی طرف متوجہ کیا۔

بیٹا۔۔! دودھ کیوں نہیں پیتے آپ۔۔؟؟ یوں تنگ کرتے ہیں۔۔؟؟

آپ۔۔ تنگ کرتی ہیں۔۔ دادو۔۔ یونو۔۔ نہیں دودھ پسند تو نہیں پینا۔۔! آپ بادام والادودھ دیا

کریں۔۔ پھر پی لوں گا۔

# میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ مسکراتے ہوئے اپنی ہی کہی جا رہا تھا۔

کیوں۔۔؟؟ کوئی مسئی لہ ہے؟ اچانک سے آفتاب کی آمد پے دونوں چونکے۔

کچھ پوچھا ہے میں نے۔۔؟؟ کیوں دودھ نہیں پی رہے؟ آفتاب کی سرد آواز پے مونس نے سہم کے دادی کو دیکھا۔

خان۔۔۔! وہ بچہ ہے۔۔۔! دھیمے لہجے میں بات کریں۔

تو۔۔۔؟؟ ابھی سے یہ حال ہے۔۔۔ بڑے ہو کے کیا کرے گا۔۔۔؟؟

یہ لیں جی بادام والا دودھ۔۔۔! ناجیہ بی بی نے دودھ لاتے کہا۔ جبکہ سامنے آفتاب کو دیکھ وہیں رک گئی ہیں۔

واپس لے کے جائیں یہ۔۔۔! آفتاب نے لب بھینچے۔

آفتاب۔۔۔؟؟ بچہ ہے۔۔۔ اسے یہی پینا ہے۔۔۔ تو پینے دیں۔۔۔! تبسم بیگم کو آفتاب کے رویے پے دکھ ہوا۔

ایک بار بول جو دیا ہے۔۔۔ نہیں۔۔۔ تو نہیں۔۔۔! یہ میرا بیٹا ہے صرف۔۔۔ اور یہ وہی کھائے پیے گا۔۔۔ جو میں کہوں گا۔۔۔ آفتاب نے سخت لہجے میں کہا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

معصوم مونس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔۔۔

اس کے بابا بہت سخت تھے۔۔۔ لیکن کبھی کبھیا راتے سخت ہو جاتے کہ اسے لگتا یہ اس کے سوتیلے بابا ہیں۔

ناجیہ دودھ واپس لے گئی ہیں۔

تبسم بیگم نے سر نفی میں ہلایا۔

اندر جائیں آپ۔۔۔! آفتاب نے مونس ک طرف دیکھتے کہا۔ تو وہ فوراً وہاں سے بھاگا۔

آفتاب ایک ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے ماتھے پے تیوری چڑھائے کھڑا تھا۔

کبھی کبھی۔۔۔ تو ہمیں حیرت ہوتی ہے۔۔۔ کہ آپ وہی آفتاب ہیں۔۔۔؟؟ یا کوئی اور۔۔۔؟؟

تبسم بیگم نے آفتاب کے پاس سے گذرتے دکھ سے کہا۔

آفتاب خاموش رہا۔

اسکی تلخی۔۔۔ اسکی زندگی کو بہت متاثر کر رہی تھی۔

اور اس سب کی ذمہ دار صرف وہ ایک تھی۔۔۔ جو اس کی تھی۔

اسکا سب کچھ تھی۔۔۔

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اسکی روح تھی۔۔۔

اسکے جینے کی وجہ تھی۔۔۔

بس۔۔ یہ ایک لفظ ہی تو تھا

تھی۔۔۔

ہاں وہ تھی۔۔۔

اب کہیں نہیں تھی۔۔۔

نہ دل میں نہ روح میں۔۔ نہ زندگی میں۔۔۔

ہوا کیا ہے۔۔۔؟؟ آپ مجھے بتائیں کیا مسیٰ لہ ہے۔۔۔؟؟ کنول کا وئی نڑپے آکے کھڑی ہوئی۔

جہاں ایک شخص بہت بحث کیے جا رہا

کیا کیا۔۔۔؟؟ ایک تو باسی کھانا دیا۔۔ اوپر سے بل بھی اتنا زیادہ بنا دیا کوئی حال ہے۔۔۔؟؟ مری میں تم

لوگ مسافر کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو؟؟

وہ شخص اب مزید غصہ ہوا۔

کنول نے خود پے ضبط کیا۔

READERS CHOICE



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کتنی پے منٹ کی تھی آپ نے۔۔۔؟؟ مسز فاروقی ان کو انکی پے منٹ واپس کر دیں۔

لیکن۔۔۔ یہ۔۔۔؟؟؟ مسز فاروقی نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن کنول نے ٹوک دیا۔

دے دیں۔۔۔ انہیں۔۔۔! کنول نے بات ختم کرنے کو کہا۔

بالکل۔۔۔! نکالو۔۔۔ میرے پیسے۔۔۔؟ لوگوں کو بے وقوف بنایا ہوا ہے۔۔۔

وہ شخص پھر سے بولا۔

آپ کو آپ کے پیسے واپس مل رہے ہیں۔۔۔ مزید کوئی بات نہیں۔۔۔! کنول نے ہاتھ اٹھا کے منع کیا۔ تو وہ منہ بنا گیا۔

اسکے سارے پیسے مسز فاروقی نے واپس کر دیئے۔

وہ پیسے گنتا آگے بڑھا۔

وہ غلط بول رہا تھا۔۔۔ کنول۔۔۔! مسز فاروقی نے دکھ سے کہا۔

جانتی ہوں۔۔۔! جانے دیں۔۔۔ پے منٹ میں کر دوں گی۔۔۔

حساب آپ مکمل کر لیجیے گا۔

کنول نے کیش بک کھولتے اس پے پے منٹ لکھتے اور پیسے وہاں رکھ دیئے۔

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور خود ریسٹورینٹ سے باہر آگئی۔

گاڑی کے قریب پہنچی۔ تو ڈرائیور نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ وہ اندر بیٹھتی اب اپنی منزل کی طرف گامزن تھی۔

ہم جو چلنے لگے ہیں۔۔۔

چلنے لگے ہیں یہ راستے۔۔۔

ہاں۔۔۔ منزل سے بہتر۔۔۔

لگنے لگے ہیں۔۔۔ یہ راستے۔۔۔

MUNTAHACHOUHAN

سفیہ۔۔۔! خان آیا۔۔۔؟؟؟

خان بی نے سفیہ کو پکارا۔

نہیں خان بیگم۔۔۔ نہیں آئے وہ۔۔۔! سفیہ دکھی اندز میں بولی تھی۔

ناراض ہو کے ایسا گیا ہے۔۔۔ کہ لوٹ کے نہیں آیا۔۔۔ اور۔۔۔ نہ ہی۔۔۔ مجھے بیٹے کا چہرہ دکھایا۔

انکا دل دکھاتا تھا۔ وہ نم لہجے میں کہتیں اٹھ کے بیٹھی تھیں۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ فکر نہ کریں۔۔ آجائیں گے وہ۔۔! سفیہ نے انکو حوصلہ دیا۔  
نہیں آئے گا۔۔ وہ۔۔ اپنی دادی کو نہیں رے گا وہ معاف۔۔ مجھے پتہ ہے۔۔ جب مرجاؤں گی۔۔ تو  
ہی وہ آئے گا۔۔ مجھے کاندھا دینے۔۔ وہ بری طرح رو دی تھیں۔  
اللہ نہ کرے۔۔ خان بیگم۔۔ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ آپ۔۔؟؟ کچھ نہیں ہوگا آپ کو۔۔! سفیہ ان  
کے پاس بیٹھتی ان کی بات پے نم ہوئی۔  
سفیہ صدیقی صاحب کو کہو۔ وکیل کو بلوادیں۔۔  
وہ گہرے سانس لیتے بولی۔  
کیوں۔۔؟ خان بیگم۔۔؟؟؟ سفیہ کے کان کھڑے ہوئے۔  
وصیت لکھوانی ہے۔۔! ندگی کا اب کوئی بھروسہ نہیں۔۔! انکا لہجہ ٹوٹا ہوا تھا۔  
وصیت کی بات پے سفیہ ان کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔  
آپ نے کیا سوچا ہے۔۔؟؟ خان بیگم۔۔؟؟؟ سفیہ نے انکے دل کی بات جاننے کی کوشش کی۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

سفیہ۔۔۔! یہ سب کچھ۔۔۔ میرے آفتاب کا ہے۔۔۔ شیر خان کے جانے کے بعد۔۔۔ اسکی دوسری بیوی اور بچیوں کو انکا حصہ دے دیا تھا۔ اب۔۔۔ یہ سب۔۔۔ صرف آفتاب کا ہے۔۔۔ ار اسے اسکا حق ملنا چاہیے۔۔۔

ار و بار۔۔۔ تو سارا۔۔۔ شیر خان نے اپنی زندگی میں ہی اسے دے دیا تھا۔ اب جائی یاد۔۔۔ اور خان حویلی۔۔۔ یہ خان منشن۔۔۔ سب اسی کا ہے۔۔۔!

دل میں صرف اور صرف آفتاب کی محبت تھی۔ سفیہ نے خائف ہوتے انہیں دیکھا۔ مطلب۔۔۔؟؟ سب کچھ۔۔۔ آفتاب کو۔۔۔ میں انکو کہیں نظر نہ آئی۔۔۔؟؟ اٹھتے ہوئے تنفر سے سوچا۔

جوان کی ہر طرح سے خیال رکھ رہی ہوں۔۔۔ انکا ساتھ دے رہی ہوں۔۔۔ مجھے۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ اور۔۔۔ وہ جوانکا پوتا ہے۔۔۔ اسے سب کچھ۔۔۔؟؟؟

سفیہ۔۔۔! انہوں نے جاتی ہوئی سفیہ کو پکارا۔ وہ پلٹی تھی۔

اپنا بنگلہ۔۔۔ جو پشاوڑ ہے۔۔۔ وہ ہم نے آپ کے نام کر دیا ہے۔۔۔ فکر نہ کرنا۔۔۔ خان بیگم کسی کے ساتھ نا انصافی نہیں کریں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بھلے سفیہ نہیں بولی۔ لیکن وہ سمجھ گئی تھیں۔ سفیہ نے سر جھکا لیا۔



مونس۔۔۔! یہ آپ کے ٹیسٹ میں مارکس دیکھے ہیں۔۔۔؟؟ کیوں آپ نے کم مارکس لیے ہیں۔۔۔؟؟؟  
ٹیوٹر فضا نے مونس کا میتھ کا ٹیسٹ دیکھتے ناراضگی سے کہا۔

یہ۔۔۔ بہت اچھا ہے۔۔۔ ٹیچر۔۔۔! مونس اپنے نام کی طرح تھا۔ اپنی غلطی کبھی نہیں مانتا تھا۔ اپنی ماں کی طرح۔

بیٹا۔۔۔! یہ ایک پورا کلو رنگ کیا ہے آپ نے۔۔۔! یہاں ریڈ کلو کرنا تھا۔ آپ نے بلیو کر دیا۔۔۔؟  
آئی ڈونٹ لائی ک ریڈ کلو۔۔۔ مائی فیورٹ کلو از بلیو۔۔۔! کتے ہوئے وہ مسکرایا تھا۔  
وہ تو ٹھیک ہے مونس۔۔۔! بٹ یہاں آپ نے ریڈ ہی کرنا تھا۔! فضا نے پیار سے سمجھایا۔  
ٹیچر۔۔۔! یونو۔۔۔! میری ماما کا فیورٹ کلو بھی بلیو ہے۔۔۔! اور میری دادو کہتی ہیں۔۔۔ میں بالکل اپنی ماما کی طرح ہوں۔

مونس اپنے خیلوں میں ہی بول رہا تھا  
آفتاب جو سیڑھیاں اترتا نیچے آ رہا تھا۔ مونس کی چمکتی آنکھوں کو دیکھتا اسکے بول پے دل کی دھڑکن میں  
ارتعاش پایا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اچھا۔۔۔! تو یہ بات ہے۔۔۔! فضا نے مسکرا کے اسکی طرف دیکھا۔

جی۔۔۔! آپ کو پتہ ہے وہ بہت خوبصورت ہیں۔۔۔ اور میں بالکل انکی طرح ہوں۔۔۔ اس لیے بابا مجھے پسند نہیں کرتے۔۔۔! اب کی بار وہ اداس ہوا تھا۔

ناجیہ بی بی۔۔۔۔۔! آفتاب کی غصہ بھری آواز سنتے وہ دونوں چونکے تھے۔ مونس ڈر کے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

وہ بری طرح سہا تھا۔ اور فضا کو دیکھتا اپنی نوٹ بک کھینچ کے اندر کی جانب بھاگ گیا تھا۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟ بیٹا۔۔۔؟؟ ناجیہ بیگم فوراً وہاں پہنچیں۔

ان کا حساب کریں۔۔۔ مونس کی ٹیوٹر کو چیلنج کریں۔۔۔! آج ہی۔۔۔! سختی سے کہتے وہ فضا کو ایک نظر دیکھتا آگے بڑھا۔

سر۔۔۔! آپ مجھے ٹیوٹر شپ سے تو نکال دیں گے۔۔۔! لیکن۔۔۔ اپنے بیٹے کے دل سے اسکی ماں کو کیسے

نکالیں گے۔۔۔؟؟ فضا نے اپنا بیگ اٹھایا۔ اور آفتاب کے پاس آتے وہ بولتے ہوئے وہاں رکی نہیں۔۔۔ بلکہ

جاچکی تھی۔

دل سے۔۔۔؟؟ دل سے کیسے نکالیں گے۔۔۔؟؟

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اسکے الفاظ کی بازگشت پے وہ ٹھٹکا تھا۔

کیا وہ واقعی۔۔ اپنے بیٹے کے دل سے اسکی ماں کو نہیں نکال پایا تھا۔۔؟؟ ایک شکست خوردہ انداز سے وہ وہیں ایک صوفے پر براجمان ہوا۔

کیا ہوا۔۔؟؟ بیٹا۔۔؟؟ اتنے چپ کیوں ہو؟؟ تبسم بیگم اسے چپ بیٹھا دیکھ اسکے پاس آگئی۔  
کچھ نہیں امی جان۔۔! وقت نے کتنی جلدی پلٹا کھایا ہے۔۔ اس پر حیران ہوں۔۔!  
تبسم بیگم کو آج آفتاب بہت دکھی لگا تھا۔

بیٹا۔۔! یہ جو فضول کی ضدیں ہوتی ہیں۔۔ نا۔۔ یہ گھر برباد کر دیتی ہیں۔۔ انسان اپنے غصہ اور ضد میں اکثر ایسے فیصلے کر لیتا ہے۔۔ جو بعد میں صرف پچھتاوے کا ہی سبب بنتے ہیں۔  
انہوں نے اسکا کندھا تھپکا تھا۔

آپ کو لگتا ہے۔۔؟؟ مجھے اس سے ضد تھی۔۔؟؟ اور جو اس نے کیا وہ۔۔؟؟ آفتاب آج ان تین سالوں میں پہلی بار اسکے متعلق بات کر رہا تھا۔

کچھ پل یونہی خاموشی چھا گئی۔  
READERS CHOICE

بیٹا۔۔! میں نہیں جانتی کون صحیح اور کون غلط۔۔؟؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

لیکن۔۔۔۔۔ اتنا جانتی ہوں۔۔۔ جب۔۔۔ انسان غلط فہمیوں میں پیدا ہونے والے سوالوں کے جواب بھی خود اخذ کرنے لگے۔ تو پھر رشتے نہیں بچتے۔۔۔ سب ختم ہو جاتا ہے۔۔۔! اپنے آپ کو سمجھوا اپنے دل کو ٹٹولو۔۔۔! اگر وہاں ابھی بھی اس کے لیے گنجائی ش ہے۔۔۔ تو۔۔۔ اس کے بارے میں سوچو۔۔۔! اور اگر نہیں لگتا۔۔۔ کہ کوئی گنجائی ش ہے۔۔۔ اٹھتے ہوئے آفتاب کی سوالیہ نظروں کو دیکھا۔ پھر گنجائی ش نکالو۔۔۔ کیونکہ۔۔۔ وہ بیوی کے ساتھ ساتھ آپ کے بچوں کی ماں بھی ہے۔۔۔! اور ایک ماں سے اسکے بچے الگ مت کرنا۔۔۔! یہ بہت بڑا گناہ ہے۔۔۔ انہوں نے رسان سے سمجھایا۔ اور آگے بڑھیں۔

امی جان۔۔۔! دغا تو وہ دے کے گئی ہے۔۔۔! یہاں سے جاتے ہوئے وہ میری ایک اولاد ساتھ لے گئی۔۔۔ اور ایک چھوڑ گئی۔۔۔؟؟؟ چھوڑ کے وہ گئی ہے۔۔۔! الگ وہ ہوئی ہے۔۔۔ اپنے بچے سے تعلق اسنے خود توڑا ہے۔۔۔ اپنی مرضی سے۔۔۔! اب کسی بھی طرح کی کوئی گنجائی ش نہیں بچتی۔ سختی سے کہتا وہ باہر کی جانب قدم بڑھا چکا تھا جبکہ تبسم بیگم کی نظر سیڑھیں کی اوٹ میں چھپ کے کھڑے مونس پے جا ٹھہریں۔ وہ سہا سا بچہ آنکھوں میں آنسو لیے کھڑا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تبسم بیگم کا دل بہت سخت دکھا۔ وہ بچہ اپنی ماں سے دور ہوتے ہوئے بھی اپنی ماں سے بے حد محبت کرتا تھا۔ اور اس کے باپ کا برملا نفرت کا اظہار کرنا۔۔۔ اس معصوم بچے کے ذہن کو بری طرح متاثر کر رہا تھا۔ مونہ۔۔۔؟؟ پیٹا۔۔۔؟؟ تبسم بیگم نے اسے پیار بھرے لہجے میں پکارا۔ لیکن وہ پلٹا اور اندر کی طرف بھاگ گیا۔

تبسم بیگم نفی میں سر ہلاتی رہ گئی۔  
لیکن وہ اس معاملے میں بے بس تھیں۔

وہ چلتے ہوئے بری طرح لڑکھڑائی تھی۔

کنول۔۔۔؟ دھیان سے پیٹا۔۔۔! ابھی گر جانا تھا۔

کنول کو مسز فاروقی نے سہارا دیا تھا۔

مسز فاروقی۔۔۔! نجانے کیوں۔۔۔؟؟ آج دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔! کنول نے دل پے ہاتھ رکھتے پریشان کن انداز میں کہا۔

ایک طرف بڑے سے پتھر پے بیٹھتے وہ مسز فاروقی بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

انکا اس دنیا میں کوئی نہ تھا۔ اور کنول کے بہت قریب ہو گئی تھیں۔ کنول نے انہیں گھر میں رکھا تھا۔ وہ انہی کے ساتھ تھیں تین سال سے۔۔۔ سرد گرم دکھ سکھ سب وقت میں وہ کنول کے ساتھ تھیں۔ کنول۔۔۔ اپنا خیال رکھا کرو۔۔۔ بہت کمزور ہوتی جا رہی ہو۔۔۔! انہیں دن بادن اسکی خاموشی گراں گزر رہی تھی۔

دل ہی بنجر ہو چکا ہے۔۔۔ کیا کروں۔۔۔؟؟ آپ جانتی ہیں۔۔۔؟؟

جب۔۔۔ میں۔۔۔ اسے چھوڑ کے آئی تو۔۔۔ وہ معصوم سو رہا تھا۔۔۔! سوتے میں۔۔۔ میں اسکا ہاتھ۔۔۔ چھوڑ آئی۔۔۔! کہتے ہوئے کنول کا لہرہ روندھ گیا۔ وہ تین سال بیتا ایک لمحہ آج بھی وہ نہیں بھلا پارہی تھی۔ مسز فاروقی۔۔۔! وہ جاگا ہو گا تو اس نے۔۔۔ مجھے ڈھونڈا ہو گا۔۔۔؟؟ وہ اب ایک ماں کی طرح تڑپ رہی تھی۔ اسکے آنسو مسز فاروقی کو بھی رلا رہے تھے۔

وہ۔۔۔ معصوم۔۔۔ ابھی تو۔۔۔ مجھے۔۔۔ ماں۔۔۔ کہنا سیکھا تھا۔۔۔ اور میں نے۔۔۔ اسکی ماں چھین لی۔۔۔! میں۔۔۔ بہت ظالم۔۔۔ ہوں ناں۔۔۔! وہ چہرہ چھپا کے رو دی۔

حوصلہ رکھو۔۔۔! کنول۔۔۔! سب وقت کے ساتھ ٹھیک ہو جائے گا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیا ٹھیک ہوگا۔۔۔؟؟ کچھ بھی نہیں۔۔۔ میرا بچہ چن گیا مجھ سے۔۔۔! صرف ایک اس شخص کی وجہ سے۔۔۔! میں اسے بھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔! وہ ایک ظالم انسان ہیں۔۔۔! کنول نے سسکی بھری۔

بیٹا۔۔۔! اکثر جو دکھتا ہے ویسا نہیں ہوتا۔۔۔ میں تو آج بھی یہی کہوں گی۔۔۔ لوٹ جاؤ۔۔۔ اپنے شوہر اور بچے کے پاس۔۔۔! اپنی دنیا واپس بسالو۔۔۔!

وہ۔۔۔ وہ تو۔۔۔ اب بڑا ہو گیا ہوگا۔۔۔ ہیں ناں۔۔۔ مسز فاروقی۔۔۔؟؟ جب چھوڑ کے آئی تب۔۔۔ صرف۔۔۔ دو سال کا ہی تو تھا۔۔۔ اب۔۔۔ میرا بچہ۔۔۔ ماشاء اللہ پانچ سال کا ہو گیا ہوگا۔۔۔! وہ اپنے خیالوں میں لگی بولے جا رہی تھی۔

کیا۔۔۔ میں اسے یاد ہوں گی۔۔۔؟؟ وہ۔۔۔ وہ تو مجھے پہچان بھی نہیں پائے گا۔۔۔! اس کے۔۔۔ باپ نے۔۔۔ اسے۔۔۔ میری۔۔۔ پہچان بھی نہیں کروائی ہوگی۔۔۔! وہ پھر بلک بلک کے روری۔۔۔

کنول۔۔۔! تمہاری ممتا یوں ہی تڑپتی رہے گی۔

جاؤ۔۔۔ کراچی۔۔۔ ایک نظر دیکھ آؤ۔۔۔ اپنے لختِ جگر کو۔۔۔! جب دیکھ لو گی۔۔۔ تو سکون آ جائے گا۔۔۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

نہیں آئے گا۔۔۔ سکون۔۔۔! بالکل نہیں آئے گا۔۔۔ وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

اسے دیکھ کے میں۔۔۔ میں اسے۔۔۔ پھر سے چھوڑ کے نہیں آسکوں گی۔۔۔!

میں۔۔۔ نہیں رہ پار ہی اس کے بنا۔۔۔! مجھے۔۔۔ وہ واپس چاہیے۔۔۔ مسز فاروقی۔۔۔ مجھے میرا بچہ لا

دیں۔۔۔

وہ روئے جا رہی تھی۔

کنول۔۔۔ لوٹ جاؤ۔۔۔ بیوی ہار بھی جائے تو دکھ نہ ہو گا۔۔۔ لیکن۔۔۔ ایک ماں۔۔۔ نہیں ہارنی

چاہیے۔۔۔!

مسز فاروقی کی بات پے وہ انہیں حیرت سے دیکھنے لگی۔

انہوں نے اس کے آنسو پونچھتے اثبات میں سر ہلایا۔ تو وہ ان کے گلے لگی۔ آنکھوں کے سامنے وہی دو سالہ  
مونس پھر چھم سے آن بسا۔

آئی لو یو میری جان۔۔۔! ایم سوری۔۔۔ ماما زکنگ۔۔۔

دل ہی دل میں وہ بیٹے سے مخاطب تھی۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ابھی اسی وقت۔۔۔ میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔۔۔ کنول۔۔۔ ورنہ۔۔۔ میں وہ کر جاؤں گا۔۔۔ جو۔۔۔ میں نہیں کرنا چاہتا۔

آفتاب انتہائی غصہ میں تھا۔

تو کر دیں۔۔۔ جو کرنا ہے۔۔۔ آپ کی اصلیت جاننے کے بعد آپ کو کیا لگتا ہے۔۔۔ اب میں آپ پر اعتبار کروں گی۔۔۔؟؟ آئی ہیٹ یو۔۔۔ آفتاب شیر خان۔۔۔! آپ بھی اپنے باپ کی طرح ہی نکلے۔  
کنول نے سخت الفاظ کا استعمال کیا کہ آفتاب کا ہاتھ اٹھا۔ لیکن ہوا میں ہی بلند رہ گیا۔۔۔ وہ بروقت خود پر قابو پا کے ہاتھ روک گیا تھا۔

یونو۔۔۔۔! تم میری محبت کے قابل ہی نہ تھی۔۔۔!



تم تو کہتے تھے

ہم لازمی ہیں صنم

READERS CHOICE

خواب والی ہر

اک رات کے واسطے

منتیں منتیں

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہ چوہان

کیا نہ کرتے تھے تم

ہم سے بس اک ملاقات کے واسطے

یہ کہانی مگر تب کی ہے جب

ہم ہوئے تم کو حاصل نہ تھے

آج تم کو پتہ یہ چلا ہے۔۔۔۔۔

ہم محبت کے قابل نہ تھے۔۔۔۔۔



کب کی فلائی ٹ ہے شہیر اور انابیہ کی۔۔۔؟؟

جمیلہ خاتون نے شامی سے پوچھا جو اپنی تین سالہ بیٹی کو گود میں اٹھائے ناشتہ کروا رہا تھا۔ جو بالکل اسی پے گئی تھی۔

ضدی اور انتہائی نک چڑھی۔

جبکہ عالی کچن میں سب کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی۔

اگلے ہفتے تک آئی یں گے۔۔ ایک نوالہ توڑ کے اسکے منہ میں ڈالا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

یہ لیں ناشتہ ریڈی۔۔۔! اسے ہمیں دیں۔۔۔ ہم اسے کروادیتے ہیں۔۔۔ آپ ناشتہ کر لیں۔۔۔ ورنہ دیر ہو جائے گی۔

عجلت میں کہتے منہا کو گود میں لینا چاہا۔ جس نے زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔  
کہ عابی نے کانوں پر ہاتھ رکھا۔

یار۔۔۔۔۔ یار کرتی ہو۔۔۔؟؟ کرو اتورہا ہوں۔۔۔ رلا دیا۔۔۔ میری بچی کو۔۔۔! شامی نے خفگی سے کہتے منہا کو گود میں لیا۔ اور پیار کیا۔ وہ پوری کی پوری باپ کی تھی۔

اور شامی بھی اسکے ہر طرح کے ناز نخرے اٹھاتا تھا۔

ہم نے تو آپ کے لیے بولا۔۔۔ ہمیں کیا پتہ تھا۔۔۔ یہ اس طرح کرے گی۔۔۔؟؟ عابی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ وہ اکثر یہی گلکھیا کرتی کہ منہا اس سے زیادہ شامی سے پیار کرتی ہے۔۔۔ اس سے توجہ ہی نہیں کرتی۔

عابی بیٹا۔۔۔! یہ باپ بیٹی بہت ہیں ایک دوسرے کے لیے۔۔۔ آئی یں ہم ناشتہ کریں۔

جمیلہ خاتون کو اسکے آنسو بالکل اچھے نہ لگے۔

آپ کریں۔۔۔ ہمیں۔۔۔ ابھی بھوک نہیں۔۔۔!



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

نم لہجے میں کہتے وہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔

مما۔۔! آپ اسے سنبھالے میں اسکی ماں کو سنبھالتا ہوں۔۔۔!

شامی منہا کو ٹالتا وہاں بٹھاتا خود عالی کے پیچھے کچن میں آگیا۔

کیا ہوا۔۔ میری موٹو کو۔۔؟؟ جاتے ہی پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا تو وہ اور زیادہ آنکھوں میں آنسو لے آئی۔

آپ۔۔ جائیں اس بے وفا کے پاس۔۔ ہم تو اس کی ماں نہیں۔۔ دشمن ہیں۔۔! عالی نے روتے ہوئے کہا۔

تو شامی نے اس کا رخ اپنی جانب موڑا۔

میری چھوٹی سی جان اتنا روئے گی۔ تو میں آفس کیسے جاؤں گا۔۔۔؟؟ گھمبیر لہجے میں کہتا اسکی ناک سے ناک مس کی تو وہ جھٹ سے سب بھول کے اسکی قربت میں آج بھی پہلے دن کی طرح لرزنے لگی۔ اور نظریں جھک سی گئی۔

ادھر دیکھو میری طرف۔۔! کیا تمہیں اچھا نہیں لگتا۔ منہا کا میرے پاس آنا۔۔؟؟ شامی کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ایسا کب کہا ہم نے۔۔۔؟؟ شامی۔۔ آپ غلط مطلب مت لیں۔۔! وہ نروٹھے پن سے بولتی رخ موڑ گئی۔

پھر۔۔۔؟؟ وہ اس کی کمرپے گرفت مضبوط کرتا خود سے قریب کر گیا۔

ہمیں بھی دل کرتا ہے کہ۔۔ وہ ہم سے بھی ایسے پیار کرے۔۔۔ جیسے آپ سے کرتی ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ ہمیں تو وہ منہ بھی نہیں لگاتی۔

شامی۔۔۔! وہ اسکی جانب پلٹی۔ ہمیں نہیں پتہ۔۔ ہمیں ایسا بے بی چاہیے جو آپ سے بھی زیادہ ہم سے پیار کرے۔۔۔ یہ تو۔۔۔ آپ رکھ لیں۔۔ ہمیں۔۔ ایک اور۔۔؟؟ ایک دم سے کہتے عابی کی زبان کو لگام لگی۔ ایک دم سے اسے احساس ہوا۔ جذبات کی رو میں وہ بہہ کے کیا کیا بولے جارہی ہے۔ ہمممم۔۔۔ بولو۔۔۔ میری جان رک کیوں گئی۔۔۔؟ شامی کو اسکی خواہش پے دل میں عجیب سی گد گدی ہوئی۔

ننہیں۔۔۔ ہمارا۔۔۔ وہ مطلب۔۔۔ نہیں تھا۔

عابی کی زبان لڑکھڑائی۔ اور نظریں بھی جھکی تھیں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

لیکن۔۔۔ میں نے تو سوچ لیا ہے۔۔۔ اب اپنی پیاری سی بیوی کی خواہش کو پورا کرنا ہے۔۔۔ اس کے کان کے قریب ہوتا وہ اسے شرمانے پے مجبور کر رہا تھا۔

اسے پیار اس ابے بی لا کے دینا ہے۔۔۔ جو صرف اس کا ہو گا۔۔۔! لہ گھمبیر ہوا۔

سچ میں۔۔۔؟؟ عابی کے چہرے پے چمک تھی۔ پلٹتے اسکی آنکھوں میں جھانکا۔

ایک سو ایک پرسنٹ سچ۔۔۔! میری جان۔۔۔! اور پلاننگ۔۔۔ آج رات سے ہی شروع کریں گے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔؟؟ شامی نے معنی خیزی سے کہتے اس کے چہرے کے گلال کو دیکھا۔

آپ۔۔۔ مجھے۔۔۔ لا کے دیں گے۔۔۔ اچھا۔۔۔ تو پلاننگ کیسی۔۔۔؟ عابی نے اسکی بات اچک لی۔

ہا ہا ہا۔۔۔ شامی کا قہقہہ بلند ہوا۔

ابھی آفس سے دیری ہو رہی ہے۔۔۔ واپس آ کے سمجھاتا ہوں۔۔۔ کیسی پلاننگ۔۔۔؟؟ شامی ایک آنکھ ونک

کرتا باہر جانے لگا۔ پھر واپس پلٹا۔ اور اسکا ہاتھ تھامتا اسے بی کھینچ باہر لایا۔

چلو جلدی سے ناشتہ کرو۔۔۔ اگر بے بی چاہیے تو۔۔۔! دھیرے سے اس کے کان میں کہتا وہ اسے مسکرانے

پے مجبور کر گیا۔

جبکہ رضیہ خاتون منہا کو لے کے اندر جا چکی تھیں۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہ چوہان

عابی نے ناشتے کی ٹرے اپنی طرف کھسکائی۔ اور پہلا نوالا توڑ کے شامی کے منہ میں ڈالا۔  
وہ ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتی تھی۔

ان تین سالوں میں شامی بہت حد تک اپنے غصہ پے کنٹرول کرنا سیکھ گیا تھا۔ لیکن اس سے بھی کہیں زیادہ  
غصہ اس کی بیٹی میں بھر گیا تھا۔ جسے بس وہ سنبھال سکتا تھا۔



جب یہ ڈیل میں نے کینسل کر دی تھی۔ پھر آپ نے اوکے کیوں کی احمد صاحب۔۔۔؟؟  
آفتاب اس وقت شدید غصہ میں تھا۔ لیکن خود پے ضبط رکھے وہ ان سے بات کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ ان کے بابا  
شیر خان کے بہت قریب تھے۔۔۔ اور بہت ایماندار تھے۔

بیٹا۔۔۔! آپ کے بابا ان شروع سے ان کے ساتھ ہمیشہ ڈیل کی ہے۔۔۔ کبھی آج تک ان اٹھارہ سالوں  
میں ایک بار بھی یہ ڈیل کینسل نہیں کی۔ اس لیے۔۔۔؟؟؟

آفتاب نے ونڈو سے ایک نظر باہر دیکھا۔

احمد صاحب۔۔۔! بزنس۔۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔۔ اب۔۔۔۔ اور کیا ڈیل ہونی چاہیے کیا نہیں۔۔۔ یہ میں  
ڈیسیائیڈ کروں گا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جی۔۔۔ بہتر۔۔۔! احمد صاحب نے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا۔

اسی لمحے آفتاب شیر خان کے موبائل پر کال آئی۔ اس کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا۔

آپ ابھی جائیں۔۔ بعد میں بات کرتا ہوں آپ سے۔

فتاب کے کہنے پر وہ باہر نکل گئے۔ آفتاب نے کال رسیو کی۔

السلام علیکم۔۔! کیسے ہیں آپ؟ دوسری طرف سے نسوانی آواز سن آفتاب نے اپنے جڑے بھینچے۔ پ

کیوں فون کیا۔۔؟؟ سرد لہجہ میں پوچھا۔

خان بیگم آپ کو یاد کر رہی ہیں۔ وہ بہت زیادہ بیمار ہیں۔ ایک اہم بات کرنی ہے انہوں نے آپ سے۔۔

!سفیہ نے فوراً سے مدعا بیان کیا۔

آفتاب نے کوئی جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔ اور کال کاٹ دی۔

لیکن۔۔ اس کا ارادہ اب خان حویلی جانے کا تھا۔ خان بیگم اسکی دادی واقعی بہت بیمار تھیں۔ اس کے

متعلق وہ بھی جانتا تھا۔ لیکن۔۔ کیا اہم بات کرنا چاہتی تھیں۔۔؟ یہ۔۔۔ جاننا چاہتا تھا۔ گاڑی کی چابیاں

اٹھائے وہ آفس سے باہر نکلا تھا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

گارڈاس کی گاڑی کے آگے پیچھے اپنی گاڑیوں میں ساتھ ہو لیے تھے۔ سب کے ہاتھ میں گنز تھیں۔ یہ گارڈز۔۔ شیر خان کے ہائی کر رہے تھے۔

جو پہلے ان کے ساتھ ہوتے تھے۔ اب آفتاب شیر خان کی حفاظت کرتے تھے۔ لیکن آفتاب شیر خان نے کبھی ان کے ہونے یا نہ ہونے کا نوٹس نہیں لیا تھا۔ اور اکثر وہ ڈرائیونگ خود کرتا تھا۔ اور آج بی وہ خود کر رہا تھا۔

اسیے گاڑی کارخانہ حویلی کی طرف تھا۔



کنول نے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کے مسز فاروقی کی بات مان ہی لی۔ اور اپنا اور ملکہ کا کچھ سامان پیک کرتی وہ اب کراچی جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

کراچی۔۔! وہ شہر جہاں اس نے صرف کھویا ہی تھا۔۔۔ پایا کچھ نہیں۔۔۔

سامان پیک کرتے ایک در دس ادل میں جاگا۔۔ دو آنسو ٹوٹ کے نکلے۔

مما۔۔! وائی آریو کرائی نگ۔۔۔؟؟

ملکہ نے اس کے آنسو دیکھ لیے تھے۔ وہ بالکل باپ کی کاپی تھی۔ اور نظروں کی تیزی اور کانفیڈینس بھی باپ کی طرح ہی تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کچھ نہیں بیٹا۔۔۔! بس۔۔۔ کچھ گزرا وقت یاد آگیا۔

ملکہ کو گود میں اٹھایا۔

مما۔۔۔! ہم۔۔۔ کراچی کیوں جارہے ہیں۔۔۔؟ اسکی زہانت کی تو کنول شروع سے قائل تھی۔

چار سال کی تھی۔ لیکن باتیں ہمیشہ اسکی بڑی ہوتی تھیں۔

یہاں آؤ۔۔۔ میرے پاس۔۔۔! کنول نے اسے اپنے قریب بٹھایا۔

درازیں سے ایک تصویر نکالی۔ اور اسے ملکہ کے سامنے کیا۔

یہ دیکھیں۔۔۔ یہ ہیں آپ کے بھائی۔ مونس آفتاب شیر خان۔۔۔! دو سالہ مونس کی طرف انگلی کا اشارہ

کیا۔ اس کے معصوم چہرے پے پیار سے انگلی پھیرتے وہ مسکراتے لب سے افسردہ ہوئی تھی۔

ہی از سو کیوٹ ممما۔۔۔! بٹ یہ تو بہت چھوٹا سا ہے۔۔۔!

یہ پکچر پرانی ہے بیٹا۔۔۔! اب تو یہ ماشاء اللہ پانچ سال کے ہو گئے ہیں۔۔۔ آپ سے بڑے۔۔۔ ہیں

یہ۔۔۔! کنول نے پیار سے اسے بتایا۔

اینڈ۔۔۔ ہی از مائی ڈیڈ۔۔۔؟ دوسری تصویر پے انگلی رکھتے اشتیاق سے پوچھا۔

کنول۔۔۔! ہم اپنے بچوں کو ہر طرح کی خوشی دیں گے۔ انہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔۔۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کانوں میں آفتاب کے الفاظ کی بازگشت ہوئی۔

مما۔۔۔ ہی از سوچ ہینڈ سم۔۔۔ لائی یک می۔۔۔۔۔! ملکہ کی آواز پے وہ چونکی۔  
ہمممم۔۔۔ ہم۔۔۔ بھیا سے ملنے جارہے ہیں!

ملنے کیوں۔۔۔؟؟ ہم انہیں اپنے ساتھ لے آئی یں گے۔ بلکہ ڈیڈ کو بھی۔۔۔! پھر ہم مل کے رہیں گے۔ آ  
ہیپی فیملی۔۔۔! ملکہ پلاننگ کرنے لگی۔

کنول اسے کچھ نہ کہہ سکی۔ وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ کراچی جانے پے کون کون سے سرپرائز سے ملنے  
والے ہیں۔

فی الحال وہ صرف مونس کو کوڈیکھنا چاہتی تھی۔ اتنے عرصے وہ اپنی یہ خواہش اندر ہی اندر مار رہی تھی۔  
لیکن اب اگر مزید برداشت کرتی تو۔۔۔ شاید۔۔۔ زندہ نہ رہ پاتی۔



آفتاب اس وقت خان بیگم کا ہاتھ تھامے ان کے پاس بیٹھا تھا۔ وہ رو رہی تھیں۔ اور آفتاب سے معافی  
مانگ رہی تھیں۔

READERS CHOICE

مجھے۔۔۔ معاف کر دینا۔۔۔ بیٹا۔۔۔! بہت دل دکھایا۔۔۔ آپ کی ماں کا بھی۔۔۔ اور آپ کا بھی۔۔۔!

آفتاب نے جمیل کو اشارے سے پوچھا۔۔۔ ڈاکٹر ابھی تک کیوں نہیں آیا۔۔۔؟؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بیٹا۔۔! آخری وقت ہے۔۔ کبھی بھی مر۔۔۔؟؟؟

آپ۔۔ ایسی باتیں نہ کریں۔ کچھ نہیں ہوگا۔ آپ کو۔۔! آفتاب ان کے لیے پریشان ہوا تھا۔

آپ نے یہ سب۔۔۔؟؟ کیوں کیا۔۔۔؟؟

آفتاب نے صدیقی صاحب اور وکیل کو وہاں موجود وصیت کے ساتھ دیکھا۔

بیٹا۔۔! میں اپنے جیتے جی۔۔۔ وصیت لکھوانا چاہتی ہوں۔۔۔!

آفتاب کے سہارے اٹھتے ہوئے بولیں تھیں۔

آپ جانتی ہیں۔ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔ پھر کیوں۔۔۔؟؟

میں حق و انصاف کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ آفتاب۔۔! ایک اکلوتے وارث ہیں۔ آپ اس ساری جائیداد

کے۔۔ تو آپ کو آپ کا حق ملنا چاہیے۔

وکیل صاحب نے وصیت صدیقی صاحب کی طرف بڑھائی۔ جہنوں نے خان بیگم کے آگے رکھی۔ اور

ایک پن دیا۔ انہوں نے انگوٹھا لگانے کا کہا۔

اور پھر انگوٹھا لگاتے ہی انہوں نے آفتاب کو اپنے قریب بلوایا۔

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ ان کے پاس ہوا۔ اسکے کان میں وہ کچھ بولتی رہیں۔ آفتاب سنجیدگی سے سنتا رہا۔ اور آخر میں آفتاب کے سر پر ہاتھ رکھا۔

آپ آرام کریں۔ آفتاب کے کہنے پر وہ سر اثبات میں ہلاتیں لیٹی تھیں۔  
وکیل صاحب صدیقی صاحب کے ساتھ باہر نکلتے چلے گئے۔

آفتاب کچھ دیر وہاں بیٹھا رہا۔ بہت گہری سوچ میں ڈوبا۔ وہ سارے حالات و واقعات کا از سر نو جائزہ لیتا رہا۔

یہ لیں۔۔۔ چائے۔۔۔! سفیہ نے چائے کا کپ آفتاب کی جانب بڑھایا۔  
آفتاب نے ایک نظر اٹھائی اور رخ پلٹتا اٹھ کھڑا ہوا۔  
خان بیگم سوچکی تھیں۔ ان پر کفر ٹرا چھے سے اوڑھا کے وہ باہر نکلا۔  
سفیہ اسکے پیچھے ہی باہر لپکی۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

READERS CHOICE

For more novel kindly Google this link



# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

[/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com) آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہ چوہان

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

[readerschoicemag@gmail.com](mailto:readerschoicemag@gmail.com)

Facebook groups : **Readers Choice,**

خان۔۔۔؟؟ سفیہ کے تڑپ کے پارنے پے آفتاب کے قدم رکے۔  
ایسے مت جائیں۔۔۔ پلیز۔۔۔! اس کے سامنے آتے وہ روندھی آواز میں بولی تھی۔  
آفتاب نے ایک قہر آلود نظر اس پے ڈالی۔  
خان۔۔۔! آپ۔۔۔!

اپنی زبان سے مجھے خان مت کہنا۔۔۔! یہ حق نہیں ہے تمہیں۔۔۔! اور آئی نہ میرا راستہ روکا۔ تو بھول  
جاؤں گا۔ کہ تمہارا خان بیگم سے کوئی ناتا ہے۔۔۔!  
انتہائی سرد آواز میں کہتا وہ سفیہ کو اسکی اوقات یاد دلا گیا۔  
اگر میں نہ کہوں تو کون کہے گا۔۔۔؟؟ جسے تم نے یہ حق دیا وہ تو تمہیں چھوڑ گئی۔ ایک پل میں۔۔۔؟؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ابھی اس کی بات پوری ہوتی۔ آفتاب نے اسکا گلابوچا تھا۔ کہ سفیہ کو اپنا سانس رلتا محسوس ہوا۔  
خبردار۔۔۔ جو اپنی گندی زبان سے میری بیوی کے برے میں ایک لفظ بھی کہا تو۔۔۔ اگلا سانس نہیں لے  
پاؤ گی۔۔۔!

ایک جھٹکے سے غراتے ہوئے کہتے وہ اسے پرے دھکیلتا لمبے لمبے ڈگ ڈگ بھرتا خن حویلی سے باہر  
نکل چکا تھا۔

اس وقت وہ شدید اضطراب میں تھا۔

دل کو قرار آیا۔۔۔

پہلی پہلی بار آیا۔۔۔

گاڑی کو وہ سڑک پے ڈالتا نجانے کہاں سے کہاں جا چکا تھا۔ گاڑی کی گاڑیاں بھی اسکے ہمراہ ہی تھیں۔  
ساحل سمندر کے ریب پہنچتا وہ جھٹکے سے گاڑی روکتا نیچے اترا۔ گاڑی کا دروازہ بند کرنا بھی ضروری نہ سمجھا  
تھا۔

READERS CHOICE

وہ خود پے ضبط کھ رہا تھا۔

میں رو بھی نہیں سکتا۔۔۔

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیونکہ ہنسے گی دنیا

ناکام چاہت پر۔۔

طعنے کسے گی دنیا۔۔

کوئی دیکھے میری

بے بسی کو زرا۔۔

اشک آنکھوں میں ہے۔۔

دل ہے غم سے بھرا۔۔



معاویہ۔۔! رکیں۔۔ یہ دیکھیں۔۔ یہ شرٹ پہنیں۔۔ بہت پیاری لگے گی۔

اس وقت وہ بچوں کو خانم کے ساتھ لے کے شاپنگ پلازہ آئی تھی۔

وہ کچھ ہی دنوں میں پاکستان جانے والے تھے۔ اب کے گفتس وہ لے چکی تھی۔ اینڈ پے اسے ایک ریڈ کلر

کی شرٹ پسند آگئی۔

وہ معاویہ کو پہنا کے دیکھنا چاہتی تھی لیکن معاویہ اس کے ہاتھ ہی نہیں آ رہا تھا۔ وہ آگے آگے بھاگا جا رہا تھا۔ اور

انابہ پیچھے پیچھے۔ جبکہ خانم علیرہ کو لیے ایک طرف بیٹھیں ماں بیٹے کا یہ تماشا دیکھے ہنسے جا رہی تھیں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کہ تبھی سامنے آتی ایک ہستی سے ٹکراتے ٹکراتے پچی تھی۔

ارے۔۔۔ آرام سے۔۔۔! ابھی گر جانا تھا۔

اس لڑکی نے مسکراتے کہا۔

سوری۔۔۔! انابیہ نے شرمندگی سے کہا۔

ایک منٹ۔۔۔ اگر میں غلط نہیں۔۔۔ تو آپ۔۔۔ شہیر کی وائی ف ہیں۔۔۔ ناں۔۔۔؟؟ شہیر۔۔۔ ارباز

خان۔۔۔؟؟ وہ آنکھوں میں چمک لیے بولی تھی۔

جبکہ انابیہ کے چہرے پے الجھن کی لکیریں نمودار ہوئی تھیں۔

سوری۔۔۔ میں نے آپ ک پیچانا نہیں۔۔۔!

ارے۔۔۔ بھول گئی آپ۔۔۔؟؟ آپ کی شادی پے ہم آئے تھے۔۔۔ شہیر سے بہت اچھی دوستی ہے

میری۔

بائی داوے۔۔۔ میرا ناں کلثوم ہے۔۔۔ پیار سے کو کو کہتے ہیں۔۔۔ سب۔۔۔ شہیر بھی اسی نام سے پکارتا ہے۔

لہجے میں شہیر کے لیے مٹھاس تھی۔ انابیہ نے منہ بنا کے اسے دیکھا۔

تین سال بعد صبح کے وقت کراچی کے ایئر پورٹ پے قدم رکھا۔ تو پرانے زخم پھر سے تازہ ہو گئے۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ایک پل کو وہ وہیں کھڑی رہ گئی۔

کیا وہ۔۔۔ جانتا ہو گا۔۔۔؟؟ میرے آنے کے۔۔۔ متعلق۔۔۔؟

ایک دل میں چھپا ہوا سوال وہ خود سے کر گئی۔

مما۔۔۔! لیٹس گو۔۔۔! ملکہ نے اس کا اتھ پکڑ کے کھینچا۔ تو وہ ہوش میں آئی۔

یس۔۔۔ کم۔۔۔! وہ مسکراتے ہوئے اسکے ساتھ آگے بڑھی۔ جہاں اسکا بیٹا تھا۔ اس کی منزل تھی۔  
اس نے مسز فاروقی کے زریعے ایک ہوٹل میں روم بک کروایا تھا۔ وہ یہاں ہمیشہ کے لیے تو آئی نہیں تھی۔

اور رہنابی چھپ کے چاہت تھی۔ تاکہ کسی کو اسکے آنے کی خبر نہ ہو۔

پہلے تو اسکا ارادہ۔۔۔ بیٹے سے مل کے واپس چلے جانا تھا۔

لیکن۔۔۔ اب وہ بیٹے کو ساتھ لے کے جانا چاہتی تھی۔ اس کے لیے وہ مکمل پلاننگ سے آئی تھی۔

اور یہ بات اسنے کسی سے شئی نہیں کی تھی۔ یہاں تک کہ مسز فاروقی کو بھی نہیں بتایا تھا۔

مما۔۔۔! ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔۔۔؟؟ ہمنے تو بھیا کے پاس جانا تھا ناں۔۔۔؟؟

روم کے اندر جاتے ملکہ نے نہ بنا کے کہا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جائی یں گے ناں۔۔ ضرور جائی یں گے۔۔! اتنا لمبا سفر کر کے آئے ہیں۔۔ پہلے تھوڑا آرام کر لیں۔ کچھ کھا پی لیں۔۔ دن تک چلتے ہیں ملنے۔۔ کنول نے خوشی سے کہا۔ اسکا اپنا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ اڑ کے مونس تک پہنچ جائے۔



آپ۔۔۔؟؟؟ یہاں اکیلی کیا کر رہی ہیں۔۔؟؟؟ شہیر نہیں آیا ساتھ۔۔؟؟؟ وہ خود ہی بولتی جا رہی تھی۔  
نہیں۔۔ وہ بڑی ہوتے ہیں۔۔ اس کو کو کو جواب دیتی وہ اب معاویہ کو گود میں اٹھا چکی تھی۔  
ہاؤ۔۔ سویت۔۔! یہ شہیر کا بیٹا ہے ناں۔۔؟؟؟ سار اسی کا طرح ہے۔۔! کو کو نے معاویہ کے گال پے کس کی تو اسنے منہ باکے اسے دیکھا۔  
ڈرٹی آنٹ۔۔۔! ڈونٹ ڈواٹ اگین۔۔۔! غصہ سے وہ کو کو کو گھوکے بولا۔ اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔  
اوہ۔۔۔ یہ ناں۔۔ کسی کو اپنے گال پے کس نہیں کرنے دیتا تو۔۔ اسلیے۔۔! پیٹا۔۔! بری بات ہے۔  
دل ہی دل میں انا بیہ خوش تو ہوئی لیکن بظاہر معاویہ کو پیار سے ڈانٹا۔  
غصہ میں بھی شہیر کی ہی کاپی ہے۔ وہ پھر سے مسکرا رہی تھی۔  
ہممم۔

We are getting late.. see you...

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

انابہ نے اجازت چاہی۔

ارے ایسے کیسے۔۔؟؟ میں یہاں کچھ دنوں کے لیے آئی ہوں۔۔ یہ میرا ایڈریس ہے۔۔ لازمی آنا شہیر کے ساتھ۔۔۔ باقی۔۔ شہیر کے بنگلے کا تو مجھے پتہ ہی ہے۔۔ اکثر وہاں جاتی رہی ہوں۔۔ بہت گہری نظروں سے وہ انابہ کو دیکھتی دھیمے سے بولی تھی۔

اوکے۔۔۔ ملتے ہیں۔۔ اس سنڈے۔۔ بائی۔

وہ جا چکی تھی۔۔ انابہ نے اسکا دیا گیا کارڈ دیکھا۔

ماتھے پے دو بل پڑے۔

سنڈے۔۔؟؟ مائی فٹ۔۔ شہیر! باز خان۔۔! آپ کی تو میرے ہاتھوں خیر نہیں۔۔!

دل ہی دل میں سوچتی وہ واپس مڑی تھی۔



اوکے۔۔۔! مجھے سیکورٹی کے مکمل انتظامات چاہیئے۔۔ یاد رکھنا۔۔ جمال۔۔! اگر زرا سی بی

لاپرواہی ہوئی۔۔ تو خیر نہیں۔۔! READERS CHOICE

آفتاب فونپے ہدایات دے رہا تھا۔ اور کال بند کرتے وہ ٹیبل پے موبائل ل کور کھتا۔ دونوں ہاتھوں کو جوڑتا ہونٹوں کے ساتھ لگاتا گہری سوچ میں گم ہوا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ڈورپے ہونے ولی دستک پے وہ چونکا تھا۔

یس کم ان۔۔۔! اجازت دیتا وہ لیپ ٹاپ اون کر گیا۔

سر۔۔۔! آپ کے آج کے میٹنگ شیڈیول۔۔۔ میں مسٹر چیمہ سے ملاقات تھی۔

بہت ہی مہذب انداز میں سیکرٹری نے سر جھکائے کہا۔

مسٹر چیمہ نے انکی فارم ہاؤس کے قریب ایک زمین پے نجائی ز قبضہ کر لیا تھا۔ پیپرزمیں وہ زمین شیر خان کی تھی۔ اور اب آفتاب شیر خان کے نام تھی۔

شیر خان نے کبھی اس زمین کو اہمیت نہیں دی تھی۔ اس لیے اس طرف کوئی خاص پیش رفت نہ ہوئی۔

لیکن آفتاب شیر خان اپنی چیزیں چھوڑنے کا عادی نہ تھا۔ چاہے پھر وہ ایک زمین کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔۔۔! اوکے۔۔۔ ڈرائی یور سے کہیں۔۔۔ گاڑی ریڈی کریں۔

میں پانچ منٹ میں آ رہا ہوں۔

آفتاب نے کچھ سوچتے ہوئے جانے کی ہامی بھر لی۔



یہ ابھی تک۔۔۔ ڈرائی یور انکل کیوں نہیں آئے۔۔۔؟؟

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

مونس گیٹ سے دو چکر لگا کے واپس مڑ گیا تھا۔ جبکہ وہ یہ نہیں جانتا تھا۔ آج ڈرائی یور انکل نہیں آنے والے تھے۔ کنول نے انکی گاڑی کو پنچر کروا دیا تھا۔ اب جب تک وہ پنچر لگواتے وہ اپنے بیٹے سے مل لیتی۔ جی۔۔ آپ کون۔۔؟ کنول ملکہ کا ہاتھ تھامے گیٹ سے انٹر ہونے لگی تو گیٹ پے گارڈ نے روک دیا۔ جی۔ میں۔۔ اپنی بیٹی کا اس سکول میں ایڈمیشن کروانا چاہتی ہوں۔

کنول نے بہت مہذب انداز میں کہا۔

گارڈ نے اسے سر سے پیر تک دیکھا۔

کس کے ریفرنس سے آئی ہیں آپ۔۔؟؟

گارڈ پوری تفتیش کر رہا تھا۔

مسٹر۔۔ آفتاب شیر خان کے۔! کنول نے بنا ڈرے یا جھجھکے مکمل اعتماد سے کہا۔ تو گارڈ پیچھے ہٹ گیا۔

اوکے میم! آپ جائیں۔۔ راستہ اس طرف ہے۔

گارڈ کی ٹون ہی بدل گئی۔

کنول ور جھٹکتی اندر کی جانب بڑھی۔

اس کی نظروں نے اپنا بیٹا تلاشنا چاہا۔

READERS CHOICE



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جو کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

کافی وقت وہ اسے تلاشتی رہی لیکن وہ اسے نہ ملا۔ مایوس ہو کے وہ ایک جگہ بیچ پے بیٹھ گئی۔

کہاں جاسکتا ہے وہ۔۔؟ جب ڈرائیور بھی نہیں آیا تو۔۔۔؟؟؟ اب کنول کو اسکی فکر ہوئی۔

اور گیٹ پے ہڑے گاڑ کے پاس پہنچی۔



بابا۔۔۔! آج آپ ہمیں کیوں لینے آئیے۔۔۔؟؟ ڈرائیور انکل کدھر ہیں۔۔۔؟؟

مونس نے ڈرتے ڈرتے آفتاب سے پوچھا۔

جو کچھ دیر پہلے ہی میٹنگ کے لیے نکلا تھا۔ لیکن ڈرائیور کے فون کر کے بتانے پے کہ گاڑی کاٹائی ر

پنچر ہے وہ وقت پے اسکول نہیں جا پائے گا۔ تو آفتاب نے بنا ایک منٹ کی دیری کے ڈرائیور کو گاڑی

مونس کے اسکول کی طرف گھمانے کو کہا۔ اور اب وہ مونس کو لیے گھر جا رہا تھا۔

گاڑی خراب ہو گئی تھی اسلیے۔۔۔! خالف توقع جواب نرمی سے دیا گیا۔

مونس اسی میں خوش ہو گیا۔ کہ اس کے بابا نے اس سے پیار سے بات کی ہے۔

اس کی پیاری سی مسکان کو دیکھتا آفتاب گنگ رہ گیا۔ اس کا بیٹا مسکراتے میں بہت پیارا لگتا تھا۔

دل ہی دل میں ماشاء اللہ کہتا وہ نظریں پھیر گیا تھا۔

# میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

مونس۔؟؟

خان ولا پہنچتے وہ گاڑی سے نیچے اترے۔ تو آفتاب نے اسے پکارا۔ وہ حیرت سے پلٹا۔  
یار۔۔۔! گیومی آکس۔۔۔! بہت پیار سے اسے کہتے وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا آج تین سال پہلے والا پھر سے  
ویسا ہی باپ بن گیا۔ جس میں بیٹے کی جان تھی۔  
مونس دوڑتا ہوا باپ کے سینے سے آگیا۔  
اور اس کے گال پر ایک کس کیا۔  
آئی لویو بابا۔۔۔! اس کے ننھے ہاتھوں نے آفتاب کے چہرے کو چھوا تھا۔ اور بی بی رڈ میں اپنے ہاتھوں سے  
گدگدی کی تھی۔ آفتاب کے لبوں نے مسکراہٹ کو چھوا تھا۔  
لویو ٹو۔۔۔ مائی سن۔۔۔! آفتاب نے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔ اور اسے گود میں اٹھائے اندر آیا۔  
تبسم بیگم کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔  
یہ خواب ہے یا حقیقت۔۔۔؟؟ بلا آخر وہ بول ہی دیں۔  
کیا ہوا۔۔۔؟؟ امی جان۔۔۔؟؟؟ ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں۔۔۔؟؟  
آفتاب نے بیٹھتے ہوئے مونس کو بھی اپنی گود میں بٹھالیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آج۔۔۔؟؟ بیٹا۔۔۔؟؟ نظر کیسے آگیا۔۔۔؟؟ باپ کو۔۔۔؟ سنجیدگی سے وہ بولیں تو آفتاب کے چہرے کی مسکراہٹ پل بھر میں غائب ہوئی۔

بیٹا۔۔۔ ایک لمحے کو بھی باپ کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوا۔ امی جان۔۔۔!  
ہر لفظ پے زور دیا۔

اللہ کرے۔۔۔ اب ایسے ہی رہو۔۔۔! کسی کی بری نظر نہ لگے میرے بچوں کو۔۔۔!  
انہوں نے خفگی ایک طرف کرتے مونس کے چہرے پے خوشی کے رنگ کھلتے دیکھے تو دل پر سکون ہوا۔  
امی جان۔۔۔ میرا بچہ میرے لیے سب سے اہم ہے۔۔۔ اس سے بڑھ کے میرے لیے اور کچھ نہیں۔۔۔  
مونس بھاگتا ہوا اپنے روم میں گیا تو آفتاب سنجیدگی سے بولا۔  
بیٹا۔۔۔ بھولیں۔۔۔ مت۔۔۔ آپ کی ایک بیٹی بھی ہے۔۔۔  
جو آپ کی زندگی سے دور ہے۔  
تبسم بیگم نے آئی نہ دکھایا۔

جی جانتا ہوں۔۔۔ اور بہت جلد۔۔۔ وہ بھی یہاں ہوگی۔۔۔ خان ولا میں۔

پورے یقین اور عزم سے کہتا وہ اٹھتا تھا۔ کوٹ کے دو بٹن بند کرتا باہر جانے لگا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور اس کی ماں۔۔۔؟؟ تبسم بیگم کے الفاظ نے اس کے جاتے قدم روک دیے۔

دل کو قرار آیا۔۔۔

پہلی بار آیا۔۔۔

ایک چہرہ چھن کے آنکھوں کے سامنے آیا تھا۔

وہ چہرہ اسکی زندگی تھا۔

اس کے جینے کی وجہ۔۔۔

لیکن۔۔۔ وہ تصویر چھن سے ٹوٹی تھی۔

سب بکھر گیا تھا

ٹکڑے بھی شاید نہیں بچے تھے اب۔

اس خان ولایت میں صرف آفتاب اور اس کے دونوں بچے رہیں گے۔

مڑ کے کہتے وہ اپنے اندر کے غصہ کو قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔

تبسم بیگم نے اس کا طیش سے سرخ ہوتا چہرہ دیکھا تھا۔

اسکی آنکھوں میں زرا برابر بھی لچک نہ تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ واپس پلٹتا جا چکا تھا۔ تبسم بیگم نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔ اور اندر بڑھ گئی۔

اب تو یہ وقت نے طے کرنا تھا۔ کہ کون کہاں فٹ ہوتا تھا۔؟

کیا واقعی آفتاب شیر خان۔۔؟؟ اپنی بیٹی ملکہ کو کنول سے حاصل کر پاتا۔؟

یا۔۔ کنول اپنا بیٹا مونس اپنے ساتھ لے جا پاتی۔۔؟؟

میم۔۔۔ ان کو تو کچھ دیر پہلے انکے فار دلے گئے ہیں۔۔۔!

کنول کی آنکھوں سے بار بار آنسو بہہ رہے تھے۔ ملکہ کو لی وہ کیب کروا کے واپس ہوٹل کی جانب جا رہی تھی۔ بیٹے کو نہ دیکھ پانے کی حسرت اس کے دل میں ہی رہ گئی تھی۔

مما۔۔۔! ڈونٹ کرائی۔۔۔! ہم کل ملیں گے بھیا سے۔۔۔ ملکہ نے کنول کو حوصلہ دیا۔

یس مائی۔۔۔ جان۔۔۔! کل ملیں گے۔ کنول نے مسکرا کے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

قسمت نے بھی کیا عجیب کھیل کھیلا تھا اسکے ساتھ۔ وہ اتنی قتیب ہو کے بھی اپنے بیٹے سے نہ مل پائی۔  
آفتاب شیر خان اس سے اپنے بیٹے کو آخر دور لے ہی گیا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بس۔۔۔ اب ارچو ہے بلی کا کھیل نہیں ہوگا۔ اب مونس کو میں لے کے جاؤں گی۔ تم نے جو کرنا ہوا۔ کر لینا۔

آنسو پونچھتے وہ کھڑکی بند کرتی ترپے آئی تھی۔ اب اسنے کل کی پلاننگ کرنی تھی۔ کہ مونس اسے مل جائے اور وہ پہلی فلائیٹ سے یہاں سے نکل جائے۔

اس کے لیے اس نے پورا پورا انتظام بھی کر رکھا تھا۔

اب کل بس موقع برابر کرنا تھا۔



شہیر۔۔۔! وہ۔۔۔ بہت فرینکلی آپ کا نام لے رہی تھی۔ اور یہ کارڈ بھی دیا۔۔۔

انابیہ جسے کوکو سے ملی تھی۔ شہیر کی سختی آئی ہوئی تھی۔

یار۔۔۔! تم مجھ پے کیوں شک کر رہی ہو۔۔۔؟؟ شہیر نے سر پکڑا۔

شک۔۔۔؟؟ وہ یہ بھی کہہ رہی تھی۔ کہ یہاں بی آچکی ہے۔۔۔ شہیر۔۔۔! ایسا کب ہوا۔۔۔؟؟

انابیہ کے لہجے میں شک کی آمیزش تھی۔ جو شہیر کو سخت ناگوار گزری۔

بہت دفعہ آئی ہے۔۔۔ بلکہ۔۔۔ میرے اکیلے پن کا ساماں بھی کیا ہے اس نے۔۔۔! تم سے پہلے وہی

تھی۔۔۔ جس کے ساتھ میں اپنا وقت سپینڈ کرتا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

پھر تم آگئی۔۔۔! تو۔۔۔ وہ۔۔۔؟؟

شہیر۔۔۔! کہہ دیں۔۔۔ کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔

وہ آگے بڑھتے روتے ہوئے اس کا کالر پکڑ چکی تھی۔

شہیر نے غصہ سے اپنا کالر چھڑایا۔

کیا فرق پڑتا ہے۔۔۔؟ میں کیا کہہ رہا ہوں کیا نہیں۔۔۔؟؟

تم نے تو اس کی بات کا یقین کر لیا۔۔۔ اب مزید کچھ کہنا باقی ہے کیا۔۔۔؟؟

غصہ سے کہتا وہ اندر جا چکا تھا۔

جبکہ انابیہ وہیں گارڈن میں کھڑی رہ گئی۔ آنسو تھے کی بہتے جا رہے تھے۔

شہیر نے اسے جھٹلایا نہیں تھا بلکہ۔۔۔ اس کی سب باتوں پر مہر لگائی تھی۔

انابیہ بیٹا۔۔۔! خانم کی آواز پر وہ آنسو صاف کتی پلٹی تھی۔ لیکن کچھ بول نہ پائی۔

بیٹا۔۔۔! مرد ذات جب اپنا سب کچھ آپ پر نچھاور کر دے تو۔۔۔ کیا بچتا ہے۔۔۔ کہ پھر شک بھی کیا

جائے۔۔۔؟؟

انہوں نے اس سے نرمی سے پوچھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ بھی تو ملیں تھیں اس سے۔۔۔؟؟؟ انابیہ تلخی سے بولی۔

لیکن۔۔ مجھے اس لڑکی کی بات پے رتی بھر یقین نہیں۔۔۔! میں جانتی ہوں۔۔ میرا بیٹا۔۔ وفادار ہے۔۔۔  
اگر ایسا نہ ہوتا۔۔ تو وہ ماں کے خلاف جا کے۔۔ بھی تم سے شادی نہ کرتا۔۔! اب کی بار خانم نے سنجیدگی سے کہا۔

انابیہ چپ سی ہو گئی۔

دیکھو انابیہ۔۔۔! شہیر تمہارا شوہر ہے۔۔ اور کوئی کچھ کہت ہے وہ زیادہ معنی رکھتا ہے۔۔ یا شہیر جو کہتا ہے۔۔۔ وہ۔۔۔؟؟

خانم۔ نے اس سے اب زرا سختی سے بات کی۔ وہ اپنے لاڈلے بیٹے کا گھر ٹوٹا نہیں دیکھ سکتی تھیں۔  
انابیہ نے انکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

کل کو کوئی شخص آ کے شہیر کے کان بھرے تمہیں لے کے۔۔ تو جانتی ہو۔۔ میرا بیٹا کیا کرے گا۔۔؟؟  
وہ اس کے پاس آ کے کھڑی ہوئی۔ جب کہ انابیہ کا دل زور سے دھڑکا۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جان لے لے گا اس کی۔۔۔! پیار کے ساتھ اعتبار بھی کرتا ہے وہ تم پے۔۔۔! کسی بھی اجنبی کی خاطر۔۔۔  
اپنی ہنستی بستی دنیا کو آگ مت لگاؤ۔۔۔ نابہ۔۔۔! اس کے کندھے پے تھکتے وہ اندر بڑھ گئی۔ جب  
کہ انابہ کو خود پے غصہ آیا۔

شہیر تو اس سے دیوانوں کی طرح چاہتا تھا۔ کسی سے کچھ بھی چھپانہ تھا۔ پھر وہ کیسے بھول گئی سب۔۔۔؟؟  
آنسو پھر سے بہہ نکلے۔

اندر کمرے کی جانب آئی تو شہیر معاویہ کو ساتھ لگائے سلا رہا تھا۔ اور کمرے میں چکر لگا رہا تھا۔  
معاویہ نیند کی وادیوں میں کھور رہا تھا۔ لیکن تھوڑی تھوڑی دیر بعد باپ کے چہرے کو ٹٹولتا۔۔۔ یہ یقین کرتا  
کہ کہ باپ نے اسے تھاما ہوا ہے یا نہیں۔۔۔؟؟

معاویہ کو اس کے کمرے میں لیٹا کے وہ اس کو اچھے سے ڈھکتا وہ باہر نکلے لگا تھا۔ کہ انابہ اس کے راستے میں  
حائل ہوئی۔

وہ کچھ نہیں بولا۔

لیکن چہرہ پے سنجیدگی تھی۔ اور نظریں دوسری طرف۔

ایم سوری۔۔۔! آنسو روکتے وہ بس یہی بول پائی تھی۔

میرے نکاح میں ہو سینرین ۲ منہا چوہان

شہر نے گہرا سانس خارج کیا۔ اور اسے سائیڈ پے کر کے باہر نکلنے لگا کہ اس نے شہیر کی بازو تھام لی۔۔۔

پلیز۔۔۔! معاف۔۔۔؟ وہ پھر سے آگے بڑھا۔ کہ انا بیہ اس کی پشت سے لگ گئی۔

ایسے تو مت کرو۔۔۔ مرجائے گی۔۔۔ آپ کی انا۔۔۔! روتے ہوئے کہتے وہ شہیر کے ضبط کو آزما رہی تھی۔

اس کے آنسو اسے تکلیف دے رہے تھے۔

ہاتھ بڑھا کے اسے اپنے سینے سے لگایا۔ تو وہ پھوٹ پھوٹ کے رو دی۔

اچھا۔۔ اب بس۔۔! آنسو بہانے کی ضرورت نہیں۔۔! اسے خود میں بیٹھنے وہ اسے چپ کر وارہا تھا جب کہ وہ بچوں کی طرح بس روئے جارہی تھی۔

انا۔۔۔ بس کر دو۔۔ ورنہ لگا دوں گا دو۔۔! شہیر نے پیار بھری خفگی سے کہا۔

دیکھا۔۔۔ اب آپ مجھ پے ہاتھ بھی اٹھائیں گے۔۔؟

وہوں سوں کرتی سراٹھا کے بولتی شہیر کے دل کی دنیا ہلا کے رکھ گئی۔

ہممممم۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔! اس کے لبوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوتا وہ پیار سے بولا۔ تو انابیہ نے اس کے سینے

READERS CHOICE میں منہ چھپایا۔

بہت جھلی ہو یا۔۔۔! شہیر اسے لیے واپس روم میں آیا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ۔۔۔ اس طرح بولی۔۔۔ کہ میں۔۔۔ اس کو کوئی جواب ہی نہ دے پائی۔۔۔! انابیہ اپنے حق میں بولی تھی۔  
دینا چاہیے تھا۔۔۔ کوئی بھی تمہارے شوہر کے بارے میں کچھ بھی بول کے چلا جائے تم چپ چاپ سنتی رہو  
گی۔۔۔؟؟

شہیر نے اسے اپنے قریب کیا تھا۔

اب ایسا ہی کروں گی۔۔۔! کوئی بولے گا کچھ تو۔۔۔ منہ توڑ دوں گی اس کا۔۔۔! انابیہ نے آنسو صاف کرتے  
جوش سے کہا۔

جب کہ شہیر اس کے بالوں میں چھپاتا اسے سمٹنے پے مجبور کر گیا۔

شہیر۔۔۔! مجھے۔۔۔ نیند آرہی ہے۔۔۔!

انابیہ شہیر کا ارادہ بھنپتی فوراً کمفرٹ میں گھسی۔

جبکہ اب شہیر کا ارادہ بدل چکا تھا۔ لائیٹ آف کرتا اسے اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔



جب وہ زمین آپ کی ہے ہی نہیں۔۔۔؟؟ تو میں آپ سے خریدوں کیوں۔۔۔؟؟

آفتاب شیر خان کو مسٹر چیمہ کی بات پے انتہائی غصہ آیا لیکن ضبط کر گیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

دیکھیں۔۔! مسٹر خان۔۔! زمین بارہ سال سے بھی اوپر ہوگئے ہیں۔۔ ہمارے قبضے میں ہے۔۔ تب کوئی کچھ نہیں بولا۔ اب آپ۔۔ کیسے آکے مالک بن گئے۔؟

مسٹر چیمہ نے سنبھل کے بات کی۔ وہ مسٹر خان کے غصہ سے خائف بھی تھے۔

زمین۔۔ کے پیپر ز ہیں ہمارے پاس۔۔! آپ اپنا قبضہ خود وہاں سے ہٹائیے گے۔۔؟ ریا میں اپنے طریقے سے ہٹاؤں۔۔؟؟؟

آفتاب نے کھڑے ہوتے بات ختم کرنی چاہی۔

آپ ہمیں دھمکی دے رہے ہیں۔۔؟؟ مسٹر چیمہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

نہیں۔۔ میں دھمکی نہیں دیا کرتا۔ جو کہتا ہوں۔ کر کے دکھاتا ہوں۔۔ آفتاب نے سرد آنکھوں سے انہیں دیکھا۔

ٹھیک ہے اب عدالت میں ہی بات ہوگی۔

مسٹر چیمہ بھی ریڈی ہوگئے۔ جیسے اب وہ بھی سامنا کرنے کو تیار تھے۔

عدالت کس نے جانا ہے۔۔ مسٹر چیمہ۔۔؟؟ آفتاب کے ماتھے پے دو بل پڑے جو اسے ہمیشہ سے پرکشش بناتے تھے۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

مطلب۔۔۔؟؟؟ مسٹر چیمہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس جاگا۔

اپنی عدالت بھی میں خود ہوں۔۔ اور ایٹ داسپوٹ فیصلہ بھی خود لیتا ہوں۔۔! یقین نہ آئے تو کل اس ز مینے آ کے دیکھ لیجی ئیے گا۔

سرد لہجے میں کہتے ہوئے بہر کی جنب قدم بڑھائے۔

جب کہ مسٹر چیمہ تو ایسے چپ ہوئے کھیسے وہاں موجود ہی نہ ہوں۔۔



بابا۔۔۔۔! آپ۔۔۔ بہت اچھے ہیں۔۔۔! نک چڑھی منہا نے شامی کا گال کھینچا تھا۔

میرا بچہ بھی بہت اچھا ہے۔۔۔! بدلے میں شامی نے بھی کھینچ ڈالا۔ تو وہ منہ پے ہاتھ رکھے رونے کی پوزیشن میں آتی اپنا نیچے والا ہونٹ باہر نکال چکی تھی۔

شامی نے فوراً موبائی ل آن کیا۔ اور اس کے رونے کی ویڈیو بنائی۔

کچن سے منہا کی رونے کی آواز سنتی عالی نے باہر جھانکا۔ باہر کا منظر دیکھ اسے تو آگ ہی لگ گئی۔

حد ہے۔۔۔ یہ کیا طریقہ ہوا۔۔۔؟؟

وہ بھاگتی ہوئی باہر آئی اور منہا کو شامی کی گود سے لے کے چپ کرانے لگی۔

کیا یار۔۔۔؟ ساری ویڈیو کی ستیاناسی کر دی تم نے۔۔۔؟؟

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیا۔۔۔؟؟ یہاں ہماری بیٹی۔۔۔ رو رو کے ہلکان ہو رہی ہے۔۔۔ اور آپکو ویڈیو کی پڑی ہے۔۔۔

نے دیں۔۔۔ ممانی جان کو۔۔۔ بتاتے ہیں انہیں۔۔۔! عابی نے خفگی سے دھمکایا۔

جبکہ شامی سر جھٹکتا موبائی ل پے بزی ہو گیا۔ دوسری طرف منہا کی چینیخ و پکار میں اضافہ ہوتا گیا۔ وہ بار بار باپ کی طرف بانہیں کر کے رو رہی تھی۔

بس۔۔۔ چپ ہو جائیں۔۔۔ ہماری جان۔۔۔؟؟ عابی اسے چپ کرانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ جب وہ اسکی گود سے اتر شامی کے پاس جا پہنچی۔

اسکول میں وہ داخل ہو چکی تھی۔ اب اسے کسی بھی طرح کر کے مونس سے ملنا تھا۔ اور یہ بھی مئی لہ حل ہو گیا۔ بریک ٹائی م تھا وہ ایک بیٹیچ پے بیٹھا لچ باکس کھول چکا تھا۔ اور اسے کھانے کا ارادہ کرتا ایک سینڈوٹیج کا بائی ٹ لے چکا تھا۔

تبھی ملکہ کو اسی بیٹیچ پے ایک طرف بٹھاتی وہ مونس کے قریب جا بیٹھی۔

مونس نے ابھی تک دھیان نہ دیا تھا۔

میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

منہ میں بائی ٹ رکھتے غیر اادی نظر اپنی دایں جانب گئی تو وہ سکتے میں ساتھ بیٹھی ہستی کو دیکھ  
ٹھٹھک گیا۔

اور جھٹکا کھاتا وہاں سے اٹھتا تھا۔ اسے یقین نہ آیا کہ وہ خواب ہے یا حقیقت۔۔۔؟؟  
کنول نم آنکھوں سے اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

جب کہ وہ بار بار پلک جھپک کے خود کو یقین دلا رہا تھا۔ کہ وہ حقیقت ہے خواب نہیں۔  
کنول نے آگے بڑھ کے اسے تھا مناجا ہا۔ لیکن وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہی نہ ہو پار ہی تھی۔ اپنی بانہیں وا  
کیں۔ اور اپنے بیٹے کو اپنے پاس بلا یا۔

وہ دھیرے دھیرے چلتا اس کے پاس آیا۔ بے یقینی سے کنول کے چہرے کو چھوا۔ کنول نے اس کا ہاتھ تھام کے اپنے لبوں سے لگایا۔ آنسو متواتر بہتے چلے جا رہے تھے۔

ہمہا۔۔۔؟؟ آپ۔۔۔ سچ میں آگئی ہو۔۔۔؟؟ مونس نے حیرت اور خوشی سے پوچھا۔  
م۔۔۔ آنسو کا گلہ گھوٹتے سر اثبات میں ہلاتے وہ مونس کو یقین دلارہی تھی۔

مونس نے ایک جھٹکے سے کنول کو گلے سے لگایا۔

کنول کو لگا آج اس کی ممتا کو سکون مل گیا ہو۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

زور سے اسے خود میں بھینچا۔

مما۔۔۔ کہاں چلی گئی تھیں۔۔۔ آپ۔۔۔؟؟ میں نے آپ کو کتنا مس کیا۔۔۔؟؟ روز آپ کو خواب میں دیکھتا تھا۔۔۔ آپ مجھے کیوں چھوڑ کے چلی گئی ہیں۔۔۔؟؟

وہ بھی روتا جا رہا تھا۔ اور سوال کرتا جا رہا تھا۔

ایم سوری۔۔۔! میری جان۔۔۔ مما کو معاف کر دو۔۔۔! کنول نے روتے ہوئے بمشکل خود کو سنبھالتے مونس کا ماتھا اسکا چہرہ اس کے ہاتھ سب چوم رہی تھی۔ اپنی ساری ممتا وہ اس پے نچھاور کیے جا رہی تھی۔ دو سال کا وہ چھوڑ کے آئی تھی۔ آج وہ پانچ سال کا ہو گیا تھا۔ اسکی باتیں سنتی کنول خود پے اختیار کھو چکی تھی۔

مما۔۔۔! مونس بار بار اسکا چہرہ چھو کے یقین کر رہا تھا کہ وہ واقعی میں گئی ہیں۔۔۔! اس کے ننھے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتی وہ بلک بلک کے رودی۔

مما۔۔۔ اب مجھے چھوڑ کے نہیں جانا۔ وہ کنول کے سینے سے لگا کھتا کنول کا دل چیر گیا۔

کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔ میری جان۔۔۔! آپ کے بنا آپ کی مما کہاں جی رہی تھیں۔۔۔؟؟ پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ایکس کیسوز می۔۔؟ کیا آپ مجھے بھول گئے ہیں۔۔؟؟

ماتھے پے دو بل ڈالے وہ سامنے سینے پے بازو باندھے کھڑے پوچھ رہی تھی۔

مونس۔۔۔! یہ۔۔۔ ملکہ ہے۔۔ آپ کی بہنا۔۔! کنول نے جھٹ سے تعارف کروایا۔

اوہ۔۔ مائی گاڈ۔۔؟؟ یہ ملکہ ہے۔۔؟؟ یہ تو۔۔ بڑی ہوگئی۔۔!

ہاؤ ڈویونو۔۔؟؟ ملکہ نے اس کے پاس جاتے تجسس سے پوچھا۔

پکچر میں دیکھا تھا۔ اتنی سی۔۔! ہاتھ سے اشارہ کرتے بتایا۔۔ اب۔۔ تو۔۔ اتنی بڑی۔۔؟؟ مونس

کھلکھلا کے ہنسا۔ ملکہ نے منہ بنایا۔ جبکہ مونس ماں کے گلے میں بانہیں ڈال گیا۔



بس۔۔۔ بہت ہو گیا۔۔۔ دونوں چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔! جمیلہ خاتون جو ابھی ابھی لوٹیں تھیں۔ اور

رات بی کافی ہوگئی تھی۔

ان کے پیچھے انکی بہو اور بیٹی کی محاذ آرائی ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔ ابھی بھی دونوں ایک دوسرے کے

دو بدولٹنے مرنے کو تیار کھڑے تھے۔

ممانی جان۔۔۔ غلطی ان کی ہے۔۔ ہماری نہیں۔۔ سو سو کرتی وہ اپنی صفائی میں بولی تھی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

چپ۔۔۔ بالکل چپ۔۔۔! غضب خدا کا۔۔۔ بندہ پوچھے ان سے۔۔۔ کوئی جائی یاد با نیٹنی ہے۔۔۔؟؟ ٹیک  
بچی کے پیچے لڑ رہے ہیں۔۔۔ دونوں۔۔۔؟؟ ماں کا بھی لحاظ نہیں۔۔۔؟؟ چلو دونوں نکلو۔۔۔ جاؤ اپنے کمرے  
میں۔۔۔! کسی ایک کو بھی نہیں ملے گی بچی۔۔۔! سونے دوا سے یہیں۔۔۔! منہا کی طرف پیار سے دیکھتے  
انہیں ڈانٹ پلائی۔

ممائی جان آپ بھی۔۔۔؟؟ عابی کو شک لگا۔

شامی۔۔۔! ایک منٹ سے پہلے بیوی کو لے کے جاؤ۔۔۔ یہاں سے۔۔۔ ورنہ تم دونوں کو گھراے باہر  
نکال دوں گی۔۔۔ جب تک صلح نہ کر لو مجھے اپنی شکلیں مت دکھانا۔

انگلی اٹھا کے دونوں کو وارن کیا۔ شامی نے عابی کا ہاتھ دبو چا۔ اور اسے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ وہ  
چلاتی رہ گئی۔ شامی نے کمرے میں آ کے دروازہ زور سے بند کیا۔ اور اسے صوفے پر پے پٹھا۔

مل گیا سکون۔۔۔؟ بے عزتی کروا کے۔۔۔؟ شامی خوب بھڑکا ہوا تھا۔ عابی سہمتی ہوئی صوفے میں دبک  
گئی جبکہ رونے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

شامی ادھر سے ادھر چکر لگا رہا تھا۔ اپنے غصہ کو کنٹرول کرنا اسے مشکل لگ رہا تھا۔ عابی کا بچپنا وہ مزید اب  
نہیں جھیل سکتا تھا۔ ہر چھوٹی بڑی بات جا کے وہ جمیلہ بیگم کو بتاتی تھی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اب اسمیں بی کوئی بہت بڑی بات نہ تھی۔ لیکن وہ عابی ہی کیا جو زبان قابو میں رکھ لے۔  
حد درجے کی عقل سے پیدل ہو تم۔۔! تم سے شادی کر کے پھس گیا ہوں۔۔ سوچا تھا۔۔ وقت کے ساتھ  
ساتھ میچورٹی آجائے گی۔۔ لیکن یہ نہیں پتہ تھا۔۔ مزید بچپنا بھر جائے گا۔  
غصہ میں شامی کے منہ میں جو آیا بولتا چلا گیا۔ جب کہ عابی اب اسے یک ٹک دیکھے جارہی تھی۔ اس کی  
بات پے اسے شک ہی تو لگا تھا۔  
اب یہ آنھیں پھاڑ پھاڑ کے کیا دیکھ رہی ہو۔۔ جاؤ۔۔ جا کے سو جاؤ۔۔ فضول میں دماغ خراب کر کے رکھ  
دیا۔ اس سے تو اچھا تھا۔ گھر ہی نہ آتا۔ ادھر آفس میں ہی مرارہتا۔  
بستر پے گر رہے وہ غصہ کو قابو کرتا بولتا آنکھیں موند گیا تھا۔  
عابی دھیرے سے اٹھتی ہچکیوں سے روتی باہر نکلنے لگی۔ کہ۔۔۔  
اب کہاں جارہی ہو۔۔؟؟  
ہمیں۔۔ نہیں رہنا یہاں۔۔! ہر وقت بس ڈانٹتے رہتے ہیں۔ ہچکیوں سے روئے بنا مڑے کہتی وہ آگے  
بڑھی۔

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

خبردار جو ایک قدم بھی باہر رکھا تو۔۔۔ ٹانگیں تڑدوں گا۔۔۔ تمہاری۔۔۔! غصہ سے اٹھتے اسے بازو سے پکڑ کے با ترپے دھکیلا۔ اور خود دوسری طرف جالیٹا۔  
بند کرو اپنا رونا۔۔۔! پتہ نہیں کتنے آنسو ہیں۔ جو ختم ہی نہیں ہوتے۔۔۔! دھیمے سے کہا لیکن تلخی ابھی بھی قائم تھی۔

کچھ دیر بعد عابی پھر سے اپنی جگہ سے اٹھی۔  
اب کیا مسئی لہ ہے۔۔۔؟ زچ آتے پوچھا۔  
باتھ روم جارہے ہیں۔۔۔! باہر آپ جانے نہیں دیتے۔۔۔ یہاں آپ روم نے نہیں دیتے۔۔۔ کم از کم باتھ روم جا کے آرام سے روتولیں گے۔۔۔! کہتے ہوئے وہ پھر سے رودی۔  
اب کی بار شامی سے نہ رہا گیا۔ اور اٹھ کے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔  
بس۔۔۔ اب چپ۔۔۔ اور نہیں رونا۔۔۔! شامی نے اس کے آنسو پونچھے۔  
آپ ہر۔۔۔ وقت مجھے ڈانٹتے رہتے ہو۔۔۔! بالکل پیار ہیں کرتے مجھ سے۔۔۔! سوں سوں کرتی وہ شامی کو مسکرا نے پے مجبور کر گئی۔  
اچھا۔۔۔ اب نہیں ڈانٹنا بس پیار کروں گا۔۔۔ بشرطیکہ۔۔۔ تم سہ لوگی۔۔۔ میرا پیار۔۔۔؟؟؟



میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

معنی خیزی سے کہتا وہ اسکی کمر کے گرد بازو حائل کر گیا۔

بنادو پیٹے کے وہ اس کے قریب کھڑی اس کو بہکا رہی تھی۔

شیشیششااااا نممییسی۔۔۔! وہ منمنائی تھی۔ توک نکلتے وہ شامی کی بات کا مطلب بخوبی سمجھ گئی تھی۔

اور اب گہوار ہی تھی۔

کیا شامی۔۔؟ اب۔۔ بس۔۔ تم ہو گی۔۔ میں ہوں گا۔۔ اور ہمارا پیار ہو گا۔۔ گھمبیر لہجے میں کہتا وہ

اس کی کان کی لو کو چھو گیا۔ عابی بری طرح لرزی تھی۔ آنکھیں میچے وہ شامی کے سینے میں منہ چھپا رہی

تھی۔ جب کہ شامی کے ہاتھ اس کے فراک کی زیپ کے ساتھ چھڑخانی کر رہے تھے۔

پلیز شامی۔۔! تنگ نہ کریں۔۔ اور جائی ہیں۔۔ منہا کو لے کے آئی ہیں۔ رات کو وہ جاگ گئی تو آپ کو

ڈھونڈے گی۔

عابی نے اسے ٹالنا چاہا۔

شیشی۔۔۔ امی دیکھ لیں گیں۔۔۔ تم بس آج کی رات مجھے سنبھالو۔۔۔ تمہارے لیے یہی بہت ہے۔

کہتے ہی اسے بانہوں میں اٹھائے وہ بستر پر آیا تھا۔

لائٹی ٹ آف کرتا وہ اس کے لبوں پر جھکا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس سے پہلے کے وہ پھر سے کوئی نیا ٹاپک چھیڑتی شامی نے اسے اپنے آپ میں گم کر لیا۔ اور وہ شامی کے منہ زور جذبوں کے آگے اپنا آپ ہار گئی۔



مما۔۔۔؟؟ ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔؟؟

مونسن نے کیب میں بیٹھے کنول سے سوال کیا۔

اس وقت وہ مونسن کو اسکول سے کسی بھی طرح نکالنے میں کامیاب ہو ہی گئی تھی۔ اب کیب کروا کے وہ۔ ائی رپورٹ جا رہی تھی۔

ایک طرح سے اپنے ہی بچے کو وہ اغوا کے کے لے کے جا رہی تھی۔

بیٹا۔۔۔! ہم اپنے نئے گھر جا رہے ہیں۔! کنول نے اسے تو تسلی سے جواب دیا کہ اندر اس کا دل سخت ڈر رہا تھا۔ وہ بس کسی بھی طرح کر کے کراچی سے نکل جانا چاہتی تھی۔

اس کے بعد وہ اپنے دونوں بچوں کو لے کے مری چلی جاتی۔ اب گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔

پیچھے بیٹھی وہ دائیں بائیں۔ دونوں بچوں کو بٹھائے ان اپنے ساتھ لگائے ہوئے تھی۔ اور انکی چھوٹی موٹی باتوں کا ہی جواب دے رہی تھی۔ کہ تبھی گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

گاڑی جھٹکے سے رکی۔ کنول نے ونڈ سکرین کے پار دیکھا۔ تو سانس اوپر کی اوپر نیچے کی نیچے رہ گئی۔  
تین گاڑیاں ایک ساتھ وہاں سامنے موجود تھیں۔

خان۔۔؟؟ زیر لب کہتی اس کا دل بہت سخت لرزا تھا۔

بھیا۔۔۔ گاڑی پیچھے موڑیں۔۔۔ وہ منت سے بولی۔

اس سے پہلے کے ڈرائیور گاڑی موڑتا پیچھے بھی دو گاڑیاں آن کھڑی ہوئی ہیں۔

اب باہر نکلنے کے علاوہ کوئی آپشن نہ بچا تھا۔

وہ مونس کا ہاتھ تھامے نیچے اتری تھی۔ جبکہ ملکہ کو اس نے اپنے پیچھے کیا تھا۔

سامنے گاڑی سے وہ اتر ا۔ سن گلاسز لگائے ایسے ٹھاٹ باٹھ جیسے کی ریاست کا بادشاہ ہو۔ دونوں ہی نظروں کا  
تصادم ہوا۔

دل کو قرار آیا۔۔۔

پہلی پہلی بار آیا۔۔۔

اوہ۔۔۔ یارا۔۔۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ ایک ایک قدم اڑاتا اس کی جانب آیا تھا۔ اور کچھ فاصلے پر رک گیا تھا۔ اس ایک ایک قدم پر کنول کو اپنے دل ک سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔

کیا۔۔۔ محبت۔۔۔ اب بھی زندہ ہے۔۔۔؟؟؟ کنول نے دل سے پوچھا تو آگے سے خاموشی ملی۔ اس خاموشی نے اسے پتھر کا کر دیا۔

بابا۔۔۔؟؟؟ مونس کنول کا ہاتھ چھڑا کے آفتاب کی طرف لپکا تھا۔ آفتاب نے اسے گھٹنوں کے بل بیٹھتے اپنی گود میں اٹھایا تھا۔

جبکہ کنول اپنا خالی ہاتھ دیکھتی رہ گئی تھی۔

ان تین سالوں میں اس نے کیا کھو دیا۔۔۔ آج اسے احساس ہو تھا۔ دو آنسو لڑھک کے گال پر ہے۔

..baba its a mricle

مما۔۔۔ روز خواب میں آتی تھیں۔ آج سچ میں آگئی ہیں۔۔۔

وہ خوشی سے باپ کو بتا رہا تھا۔

آپ۔۔۔ گارڈنکل کے ساتھ جا کے گاڑی میں بیٹھیں۔ ٹھیک ہے۔۔۔! خان نے سنجیدگی سے بولا۔ تو

مونس خاموشی سے چلا گیا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آفتاب شیر خان۔۔۔! مجھے میرا بیٹا۔۔۔ واپس کر دو۔۔۔! کنول نے اونچی آواز میں اسے للکارا تھا۔  
آفتاب شیر خان ایک جھٹکے سے پلٹا۔ اور اس کے پاس آیا۔ کنول کا دل پھر سے دھڑکنے لگا۔  
تمہیں کیا لگا۔۔۔؟ تم میری ناک کے نیچے سے میرے بیٹے کو لے جاؤ گی۔۔۔؟؟ اور آفتاب شیر خان چپ چاپ تماشا دیکھتا رہ جائے گا۔۔۔؟؟  
کنول اس کے سامنے کمزور پڑ رہی تھی۔ لیکن وہ خان آفتاب کے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔  
پلکیں جھپک جھپک کے اسے دیکھتی وہ آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔  
مجھے۔۔۔ میرا مونس چاہیے۔۔۔! لہجے میں تین سال کا کرب تھا۔ جسے آفتاب باآسانی محسوس کر سکتا تھا۔  
بھول جاؤ۔۔۔ کہ کوئی بیٹا بھی تھا تمہارا۔۔۔  
اس سے پہلے کہ تمہیں اپنے یہاں آنے پے پچھتاوا ہو۔۔۔ دفعہ ہو جاؤ میری نظروں سے۔۔۔! زہر خند  
ہجے میں کہتا وہ کنول کا بھرم ہی توڑ گیا۔  
آنسو اب کی بابت بادھنے سے بھی نہ روکا۔ اور بے وفائی کرتا لڑھکتا ہوا گال پے آن گرا۔  
اس ایک آنسو نے آفتاب کے دل میں ہلچل مچائی تھی۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔  
اور پلٹا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اوہ ہیلو۔۔۔ مسٹر ڈیڈ۔۔۔! کنول کے پیچھے کھڑے ملکہ نے سر نکال کے آفتاب خان کو پکارا۔

اپنی پشت پے وہ بچی کی آواز سنتا رکھا۔ دل میں طوفان برپا ہوا تھا۔ اور جھٹکے سے پلٹا۔



کیا آج تو بڑی برق رفتاری سے کام کیا جا رہا ہے۔۔۔؟؟

خیریت ہے نا۔۔۔؟؟ شامی نے عالی کے فٹ فٹ کام کرنے پے چوٹ کی۔

دودن سمیرا کی بیٹی کی منگنی ہے۔۔۔ تو میں سوچ رہی تھی۔ آپ کے بابا اور میں آج جا کے مبارک دے

آئی یں۔ پھر فضا نے آجانالا ہو ر سے۔۔۔! بچوں سمیت۔۔۔

انابہ بھی آرہی ہے۔۔۔ تو نہیں نکلا جائے گا گھر سے۔۔۔

ہمم۔۔۔ بچوں کو چھٹیوں ہو گئی ہوں گیں۔۔۔؟؟ شامی نے چائے کاسپ لیتے کہا۔

ہاں۔۔۔ بیٹا۔۔۔ یہ چھٹیاں ہی ہوتی ہیں۔۔۔ جب سیٹیاں ماں باپ کے گھر جاتی ہیں۔۔۔ ایک یاس سے کہا۔

ممائی جان۔۔۔؟؟ عالی کی آنکھیں چمکیں۔

چھٹیاں ہو رہی ہیں۔۔۔ تو ہم بھی اپنی امی کے گھر چلے جائیں۔۔۔؟؟

نہ۔۔۔ تمہارے کنسے بچے سکول جاتے ہیں۔۔۔ جو چھٹیوں میں امی کے گھر جانے کا سوچ رہی ہو۔۔۔؟؟ اس

سے پہلے کے جملہ خاتون جواب دیتیں۔ شامی نے تپ کر کہا۔ تو وہ منہ بسور گئی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور بول تو ایسے رہی ہے۔۔۔ جیسے اماں حضور کا گھر کلکتے میں ہو۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ ایک دیوار کا فرق ہے۔۔۔  
نواب صاحب کے گھر کا۔۔۔! اور چھٹیاں گزادنی ہیں۔۔۔ جا کے۔۔۔! شامی صحیح معنوں میں تپ گیا تھا۔  
تو اچھی بات ہے ناں۔۔۔ کرایہ نہیں لگے گا۔۔۔ کوئی۔۔۔ ہمیں بھی جانا ہے ممانی جان۔۔۔ پلیز۔۔۔! کہتے  
ہوئے جمیلہ خاتون کے سامنے منمنائی۔ تو انہوں نے اس کے رپے پیار سے ہاتھ پھیرا۔

اچھا میری جان آج چلی جانا۔۔۔ پیار سے بولا۔

کوئی ضرورت نہیں۔۔۔! گھر بیٹھے آرام سے۔۔۔! شامی نے سنجیدگی سے اپنا بیگ اٹھاتے کہا۔  
تو عابی نے شکی نظروں سے اسے دیکھا۔

ارے بیٹا۔۔۔۔۔ وہ کون سا روز جاتی ہے۔۔۔؟؟ جانے دو۔۔۔ آپ شام کو آتے ہو۔۔۔ کیا کرے گی سارا  
دن۔۔۔؟؟ اکیلی گھر میں۔۔۔؟؟ آپ آنا تو جا کے لے آنا۔۔۔ اور نواب صاحب بھی گلہ کر رہے تھے۔ شامی تو  
نظر ہی نہیں آتا۔۔۔؟؟ ان سے بھی مل لینا۔

جی۔۔۔! میں اتنا فارغ بندہ نہیں۔۔۔! اور ہاں۔۔۔! تم۔۔۔ میرے آنے سے پہلے گھر واپس آ جانا۔۔۔ اور  
منہا کا دھیان رکھنا۔۔۔! غصہ اور سنجیدگی سے کہتے وہ گیٹ کی جانب پارکنگ کی طرف بڑھا گاڑی نکالتے  
وہ پاس کھڑی رونی صورت بنائی ے عابی کو فیکھتا رچ ہوتا پھر سے گاڑی سے باہر نکلا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیا ہے۔۔؟؟ اب دے دی ہے نا۔۔ اجازت۔۔؟؟ اب یہ پانی کی ٹینکی کیوں کھول رہی ہو؟ اس کے آنسوؤں کی طرف طنزیہ اشارہ کیا۔

آپ۔۔۔ بھی۔۔۔ آجائیے گا۔۔ ناں۔۔؟؟ پلیز۔۔؟؟ وہ منمنائی۔۔۔ شامی نے گہرا سانس خارج کیا۔

اچھا۔۔۔ کوشش کروں گا۔۔ اندر جاؤ۔۔ شامی کے اتنا کہہ دہنے پے وہ خوش ہوتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ جبکہ شامی نگہ میں سر ہلاتا۔ گاڑی میں بیٹھا آفس کے لیے نکل چکا تھا۔



وہ بچی کنول کے پیچھے سے ہٹ کے اب سامنے آگئی تھی۔ آفتاب نے گردن تر چھی کرتے ایک نظر اس پٹاخہ کو دیکھا۔

اور اپنا چشمہ اتارا۔ کنول ملکہ کو اس سے چھپانا چاہتی تھی۔ لیکن ملکہ نے سامنے آ کے کنول کے لیے مسیٰ لہ بنا دیا۔

اگر آپ نے میری ماما کو ہرٹ کیا۔۔ تو آئی سوئی یر۔۔ میں آپ کو واپس سپیس میں بھیج دوں گی۔ ملکہ کے تڑپتے چلتے جملے سنتا آفتاب جہاں حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔ وہیں کنول نے سختی سے آنکھیں بند کرتے کھولیں تھیں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آفتاب گھٹنوں کے بل ملکہ کے سامنے بیٹھا تھا۔ اور یک ٹک اپنی بیٹی کو دیکھے جا رہا تھا۔ جو بالکل اسی کی کاپی تھی۔

جھٹ سے دل کی آواز پے لیک کہتے ملکہ کو گود میں اٹھایا۔

آپ۔۔ مجھے سپیس میں بھیجیں گیں۔۔؟؟ بہت محبت سے پوچھا

کنول جو اس سے ملکہ کو چھیننے والی تھی۔ ایک پل کو وہیں تھم گئی۔

ملکہ آفتاب کی گود میں دونوں ایک دوسرے کا چہرے دیکھتے اتنے مکمل لگ رہے تھے۔ کہ کنول اپنی جگہ سے ہل ہی نہ سکی۔

!!....if you hur my mom.. i will

وہ مکمل الفاظ ادا کرتی آفتاب خان کے اندر سکون سا اتار گئی۔ ایک کس اس کے گال پے کرتا وہ اسے گود میں لیے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔ تبھی کنول کو ہوش آیا اور جھٹکے سے آفتاب کے پیچھے بھاگی۔ لیکن وہ ملکہ

کو تب تک اپنی گاڑی میں بٹھا چکا تھا۔

میری بچی۔۔ مجھے واپس کرو آفتاب خان۔۔! کنول اب کی بار غصہ سے چلائی تھی۔

آفتاب اس کی جانب پلٹا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تمہاری عادت گئی نہیں ناں۔۔ پیٹھ پے وار کرنے کی۔۔؟؟

وہ دوبارہ چشمہ چڑھا چکا تھا۔ نجانے وہ آنکھوں میں مجھ کو نسا در د چھپا رہا تھا۔

میرے بیٹے کو اغو کرنے آئی تھی۔۔؟؟ استہزایہ انداز میں ہنسا۔ میں نے تمہارے سامنے اپنی بیٹی تم

سے واپس لے لی۔۔؟؟

آفتاب خان کے الفاظ کنول کو تیر بن کے دل میں پیوست ہوئے تھے۔

وہ گاڑی میں بیٹھنے لگا۔ کہ

ہر گز نہیں۔۔ مجھے ملکہ واپس کرو۔ نول بے بن ہوتی آگے بڑھی۔ کہ آفتاب گاڑی میں بیٹھتا ڈرائیور کو چلنے کا بول دیا۔ گاڑی آگے بڑھ گئی۔

کنول جو گاڑی تک پہنچی تھی۔ گاڑی ک پکڑنے کے چکر میں اس کے پیچھے بھاگتی وہیں گری تھی۔ کہ اس کی کلائی یاں چھلنی ہوئی تھیں۔ اپنے گاڑی کے مرر سے آفتاب خان نے اسے گرتے دیکھا تھا۔ دل ایک دم ہول اٹھا۔ لیکن وہ رکنا نہیں پلٹا نہیں۔۔

نظریں پھیرتا وہ جاچکا تھا۔

ایک ایک کر کے سب گاڑیاں جاچکی تھیں وہاں سے۔۔ وہ خالی ہاتھ رہ گئی تھی۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور دھول رہ گئی تھی۔

آنکھیں برس رہی تھیں۔

اس کھٹور کو بے حسی کے آخری درجے پہ دیکھ وہ آنکھیں بند کرتی اپنے دل سے بھی اسکی محبت کو نکال پھینک دینا چاہتی تھی۔ جو تن سالوں سے جونک کی طرح اس کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔ آج وہ سب ختم ہو گیا۔۔۔

دھول ہٹ چکی تھی۔ اب منظر واضح تھا۔

ایک بیوی تو ہار مان سکتی ہے۔۔۔ لیکن ایک ماں نہیں۔۔۔! مونس۔۔۔ اور ملکہ میرے بچے ہیں۔۔۔ اور اتنی آسانی سے آپ کو دے دوں۔۔۔ آفتاب شیر خان۔۔۔؟؟

ناممکن۔۔۔! اب کی بار اس کے اندر کی ایک ماں نے اسے بہادر بنادیا تھا۔ اس کا رخ اب واپسی کی طرف نہیں۔۔۔ بلکہ خان منشن کی طرف تھا۔

گاڑی جیسے ہی خان منشن میں داخل ہوئی۔ ملکہ نے آفتاب کی طرف دیکھا۔

?...where is my mom

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ملکہ کے چہرے پے ناگواری تھی۔

سارے راستے ملکہ اس کا دماغ کھاتی آئی تھی۔ کہ اسے ماما کے پاس جانا ہے۔ جبکہ مونس تو بس بہن کی دیدہ دلیری ہی دیکھتا رہ گیا۔

اور آفتاب خاموشی سے اسے سنتا رہا۔

نیچے آؤ۔۔ بیٹا۔۔؟؟ گاڑی سے نیچے اترنے پے آفتاب نے ملکہ کو باہر آتا نہ دیکھ اسے پکارا تو وہ نروٹھے پن سے اسے دیکھنے لگی۔

..you are bad dad

ماما نے کہا۔۔ آپ ان سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔ but

..you hurt my mom

ماما نے جھوٹ کہا۔۔! آپ واپس سپیس میں چلے جاؤ۔۔!

اب کی بار ملکہ کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جھملائیے۔

آفتاب نے آگے بڑھ کے اسے گود میں بھرا۔ اور سینے سے بھینچا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آئی لویو۔۔ میری جان۔۔؟؟ بہت انتظار کیا ہے۔۔ آپ کے ڈیڈ نے آپ کا۔۔! آفتاب نے اس کے گال کو چھوتے محبت سے لبریز لہجے میں کہا۔ جبکہ مونس حیرانی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اسی لمحے آفتاب نے مونس کا ہاتھ تھاما۔ اور اندر کی جانب بڑھا۔

ایک جیت کی سی سرشاری کے ساتھ۔

خان منشن کے داخل دروازہ سے انٹر ہوتے اس کے قدم رکے تھے۔

ماتھے پے دو بل پڑے تھے۔ سامنے ہی چہرے پ کر خنگی اور سنجیدگی لیے وہ دشمن جاں کھڑی تھی۔ کنول آفتاب شیر خان۔

مما۔۔؟؟ کنول کو دیکھ دونوں بچے بھاگتے ہوئے کنول سے لپٹ گئے۔

دونوں کو پیار کرتی وہ ان دونوں پے اپنی محبت نچھاور کر رہی تھی۔

آفتاب نے ایک گہری نظر اس پے ڈالی۔

تین سالوں نے اس کے رنگ روپ پے زرا بھی اثر نہیں ڈالا تھا۔ بلکہ وہ مزید چھوئی موئی سی بن گئی تھی۔ ۰۰ بھرا بھرا جسم اب بہت کمزور لگ رہا تھا۔ بہت سمارٹ سی ہو گئی تھی۔ بس اس کے چہرے

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

پے وہ پہلے والی رونق نہ رہی تھی۔ آنکھوں میں برسوں کی اداسی ڈیرا جمائے بیٹھی تھی۔ اپنے نرم ملائی م گال سے آنسو صاف کرتے وہ آفتاب کی ایک ہارٹ بیٹ مس کر گئی۔

دل اختیار سے باہر جاتا۔ اپنی آنکھوں پے فوراً چشمہ چڑھایا۔

سیکیورٹی۔۔۔ گارڈز۔۔۔ کہاں ہیں سب کے سب۔۔۔ یہ۔۔۔ خاتون۔۔۔ اندر کیسے آئی۔۔۔؟؟ وہ غصہ سے چلا رہا تھا۔

فوراً نکال باہر کرو۔۔۔! آفتاب کے چہرے پے نہتا کا غصہ تھا۔

مما۔۔۔؟؟ ملکہ نے سختی سے کنول کا ہاتھ تھاما۔

ناجیہ آنٹی۔۔۔! بچوں کو لے کے اندر جائی یں۔۔۔

آفتاب نے پاس کھڑی ناجیہ بیگم سے کہا۔ تو وہ سر اثبات میں ہلاتی آگے بڑھیں۔

مما۔۔۔؟؟ ایک امید سے ماں کو دیکھا۔

جائی یں بیٹا۔۔۔! اندر جائی یں۔۔۔ یہ آپ کا ہی گھر ہے۔۔۔

مما۔۔۔ آپ۔۔۔؟ کنول نے اسے پیار سے چمکارا۔ لیکن اسکی سوئی کنول پے ہی اٹکی تھی۔

کنول نے تیکھی نظر آفتاب پے ڈالی اور پھر ملکہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ کی مما بھی یہیں۔۔ ہیں۔۔ آپ جائیں اندر۔۔! کنول نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تو وہ مسکراتی ہوئی مونس کا ہاتھ تھامے اندر بڑھ گئی۔

اپنے آنسو پونچھتی وہ آفتاب کے مد مقابل تھی۔

دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے اجنبیت سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

ابھی اسی وقت۔۔ میرے گھر سے نکل جاؤ۔۔! آفتاب ایک قدم اس کے قریب ہوا۔ سارے ملازم وہاں سے ایک منٹ میں عظیم خان نے ہٹوائے تھے۔

اس وقت بات میاں بیوی کے بیچ کی تھی۔ اور وہ اس نوعیت کو سمجھتے تھے۔ اس لیے نہ خود بیچ میں پڑے نہ کسی اور کو مداخلت کرنے دی۔

کسی کی جرات نہیں۔۔ آفتاب شیر خان۔۔ مجھے۔۔ میرے ہی گھر سے نکال سکے۔ وہ بھی ایک قدم غصہ سے کہتی آگے بڑھی تھی۔

اپنا۔۔ گھر تم۔۔ تین سال پہلے چھوڑ کے جا چکی ہو۔۔! آفتاب نے اسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتے ایک قدم مزید بڑھایا۔

READERS CHOICE



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ کی وجہ سے۔۔۔! آپ نے مجھے مجبور کیا۔۔ گھر چھوڑ کے جانے کو۔۔! اپنا بچہ۔۔ آپ کو دے کے چلی گئی میں۔۔! ایسی بد بخت ماں ہوں میں۔۔ وہ غصہ سے چلاتے ہوئے سارا فاصلہ ایک منٹ میں طے کرتی آفتاب تک پہنچی تھی۔ تین سال کا غبار اندر پیل رہا تھا۔ کبھی تو نکلنا تھا۔  
تم۔۔ اپنی انا۔۔ اپنی اکڑ کی وجہ سے گئی۔۔ آج کہاں گئی وہ اکڑ۔۔؟؟ وہ انا۔۔؟؟ جو واپس اسی گھر میں آگئی۔۔؟؟

مجھے کوئی شوق نہیں۔۔ آپ کے اس محل میں رہنے کا۔۔! آنسو صاف کرتی وہ تڑخ کے بولی تھی۔  
مجھے میرے بچے دے دیں۔۔ میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔ اب کی بار مصلحتاً لہجہ دھیمار کھا۔  
بھول ہے تمہاری۔۔ میں اپنے بچوں پے تم جیسی عورت کی پر چھائی بھی نہیں پڑنے دوں گا۔  
وہ میرے بچے ہیں۔۔ میرے۔۔! آفتاب کی بات پے وہ دوانچ کا فاصلہ بھی مٹاتی اس کے کالر کو پکڑ گئی تھی۔

آپ تو کیا۔۔ دنیا کی کوئی طاقت۔۔ ایک ماں کو اس کے بچوں سے الگ نہیں کر سکتی۔ سمجھے آپ۔۔۔! وہ  
بری طرح تڑپی تھی آفتاب کی بات پے اس کا نازک سراپا لرز رہا تھا۔  
آفتاب نے اس کے ہاتھ اپنے کالر پے دیکھے اور ایک کاٹ دار نظر اس پے ڈالی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہاتھ ہٹاؤ۔۔۔! سرد آواز میں کہتا وہ کنول کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا گیا۔

کنول کی گرفت اس کے کالر پے نرم پڑی۔

اسکی آنکھوں کے آنسو۔۔ اس کے گالوں کی سرخی اس کے کپکپاتے لب۔۔ اور اس کا نازک سا وجود۔۔

آفتاب شیر خان کے حواسوں پے چھانے لگا۔ وہ اس سے دور ہونا چاہتا تھا۔

وہ کالر چھوڑتے پیچھے ہٹی کہ ایک دم سے لڑکھڑائی تھی۔ ایک سیکنڈ کے اندر آفتاب نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے واپس اپنے قریب کرتے گہری نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھا۔ کنول کا دل پسلیاں توڑ کے باہر آنے کو مچلا۔

یہ میں آخری بار چھوڑ رہا ہوں۔ ورنہ آفتاب شیر خان کے کالر کو کوئی ہاتھ لگائے تو وہ ہاتھ جسم پے سلامت نہیں رہتے۔

کہتے ہوئے اس کے لب کنول کے لبوں سے مس ہو رہے تھے۔ وہ اتنے جارحانہ انداز میں اسے وارن کرے گا۔ کنول کچھ بول ہی نہ پائی۔

دونوں ہی کی نظروں میں ایک دوسرے کے لیے محبت کا جہاں آباد تھا۔ اور دونوں ہی اس بات کو ماننے سے انکاری تھے۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جھٹکے سے اسے چھوڑتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

کنول نے خود کو سنبھالا۔ اپنے دھڑکتے دل کو لگام ڈالنے کی ناکام کوشش کی۔ وہ بچوں کی خاطر اس منشن میں آتوگئی تھی۔ لیکن آفتاب شیر خان کے جنون سے کیسے بچ پاتی یہ تو اس نے سوچا ہی نہ تھا۔



آفتاب اپنے اس کمرے میں آگیا تھا۔ جو تین سال سے وہ جو کمرہ استعمال کر رہا تھا۔ کمرے میں آتے ہی زور سے دروازہ بند کیا تھا۔

اپنے ہاتھوں کو دیکھتا وہ آئی نے کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ وہ۔۔ ابھی ان ہاتھوں سے اسے تھام کے آیا تھا۔ وہ تو۔۔ اس کا وجود۔۔؟ وہ۔۔ وہ نہیں رہی تھی۔۔ اس کے سراپے میں بہت تبدیلی آگئی تھی وہ پہلے سے بھی کم عمر لگنے لگی تھی۔

کیا ان تین سالوں نے اس کا وجود بھی بدل ڈالا تھا۔

بیڈپے بیٹھتا وہ خود سے سوال کر رہا تھا۔

آج تین سالوں بعد اسے چھوا تھا۔ وہ تو وہ رہی ہی نہیں تھی۔

آفتاب کہیں نہ کہیں اندر دکھی ہوا تھا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بیٹا۔۔! اللہ آپ کو ہمیشہ ایسے خوش ہی رکھے۔۔! عابی اپنے میکے میں تھی۔ اور شامی کے لیے کھانے کا بندوبست کر رہی تھی۔ وہ اتنی خوش تھی کچن میں۔۔ کام کرتے۔۔ کہ ایک پل کو اس کے نداغ سے منہا نکل ہی گئی۔

ماں سے باتیں کرتے خوشی اس کے ہر انداز سے ظاہر ہو رہی تھی۔ کہ تبھی منہا کے رونے کی آواز پے وہ دونوں چونکیں۔ اور باہر بھاگیں۔

اوپر جاتی سیڑھیوں کے پاس گری وہ روئے جا رہی تھی۔ اس کے ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔ عابی بھاگتے ہوئے اس تک پہنچی۔ لیکن تب تمنا بے ہوش ہو گئی تھی۔ عابی کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے۔ اس کا دل گھبرانے لگا۔

امی۔۔ امی ہماری۔۔ بیٹی۔۔ ہماری منہا۔۔؟؟ اسی لمحے نواب صاحب گھر داخل ہوئے شور سنتے اس طرف آئے۔ آگے کا منظر دیکھ وہ دنگ رہ گئے۔

فوراً عابی اور بیوی کو ساتھ لیے منہا کو گاڑی میں ڈالا۔ اور ہاسپٹل لے گئے۔

ایمر جنسی میں لے جاتے عابی کو لگا اس کی بچی اس کے ہاتھ سے چھوٹ رہی ہے۔ رورو کے اس کا برا حال تھا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

شامی کا دل بے چین ہوا تو وہ شام سے پہلے ہی گھر کے لیے نکل آیا۔ اپنا گھر تو لاک تھا۔ لیکن نواب صاحب کے گھر بھی لاک دیکھتے اس کے ماتھے پے بل پڑے تھے۔ فون ملایا۔ عابی کو۔ کال تو جا رہی تھی۔ لیکن پک نہیں ہو رہی تھی۔

غصہ ضبط کرتے نواب صاحب کو کال کی۔ جو دوسری کال پے ہی اٹھالیا گیا۔  
السلام علیکم۔۔۔؟؟ کیسے ہیں۔۔؟ میں گھر آیا ہوں۔۔۔ یہاں لاک لگا ہے۔۔۔۔۔  
سلام دعا کے بعد وہ فوراً مدعے پے آیا۔

بیٹا۔۔۔ ہم آپ کو ہاسپٹل کا ایڈرس سینڈ کر رہے ہیں۔ آپ یہاں پہنچ جائیں۔  
شامی پوچھ نہ سکا۔ وہ ہاسپٹل کیوں ہیں۔۔؟ بس دل بہت بری طرح دھڑکا تھا

گاڑی ہاسپٹل کے باہر روکتا وہ اندھا دھند اندر کی جان بڑھاتا تھا۔  
سامنے ہی نظر روتی بلکتی ماں کے ساتھ گلے لگی عابی پے ٹھہری۔ شامی کے قدم وہیں جم گئے۔۔۔  
منہا۔۔۔؟؟؟ دل نے بیٹی کی غیر موودگی پے تڑپ کے اد گرد دیکھا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بیٹا۔۔۔؟؟ منہا۔۔۔؟؟ نواب صاحب آگے بڑھے کچھ کہتے۔ کہ شامی ان کو نظر انداز کرتا آئی سی یو سے باہر نکلتے ڈاکٹر پے اٹھیں۔

عابی بھی ڈاکٹر کی طرف بھاگی۔

ڈاکٹر ہماری بچی۔۔۔؟؟ وہ تڑپ رہی تھی۔

ڈونٹ وری۔۔۔ بچی اب بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ گرنے کی وجہ سے ماتھے پے چوٹ لگی ہے۔۔۔ دوا سٹیچرز لگے ہیں۔۔۔ گھبرانے کی بات نہیں۔۔۔ ڈاکٹر نے ان کی تسلی کرائی۔ جبکہ اسٹیچرز کا سن شامی کا تو دماغ گھوما تھا۔ فوراً اندر کی طرف بڑھا۔ عابی بھی منہ پے ہاتھ رکھے اندر آئی۔ جہاں شامی بیٹی کو گود میں اٹھائے آنکھیں موندے اسے خود سے لگائے بیٹھا تھا۔

منہا۔۔۔؟؟ ابی اس کی طرف بڑھی۔ کہ شامی نے انگی اٹھا کے وہیں رکوا دیا۔ میسی بچی سے دور ہنا تم۔۔۔! لہجہ خون خوار تھا۔ عابی سہی ہوئی پیچھے ہوئی۔ اور پلٹ کے ماں کو دیکھا۔۔۔

شاہ میر بیٹا۔۔۔؟ انہوں نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن شامی اپنی جگہ سے اٹھتا اپنی بیٹی کو سینے سے لگائے انہیں نظر انداز کرتا باہت نکل گیا۔

مما۔۔۔ ہماری منہا۔۔۔؟؟ پلیز۔۔۔ روکیں انہیں۔۔۔ عابی روتے ہوئے پیچھے بھاگی تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

لیکن شامی منہا کو گاڑی میں بٹھائے جا چکا تھا۔

کیا ہوا۔؟؟ نواب صاحب ڈاکٹر کی بات سننے کے بعد باہر آئے تو انہیں روتا دیکھا۔

منہا کہاں ہے۔؟؟ نواب صاحب کو کچھ صحیح نہ لگا۔

شامی۔۔۔ اسے لے گیا۔۔! عابدہ بیگم نے روتے ہوئے کہا۔

جب کہ عالی کار و رو کے برا حال تھا۔

بابا۔۔۔! ہماری۔۔ منہا کو لے آئی۔۔ وہ۔۔ منہا۔۔ کو لے گئے ہیں۔۔! وہ۔۔ وہ۔۔؟؟ عالی

کہتے کہتے اپنے ہوش و حواس کھتے ہوئے نیچے گرنے لگی۔ نواب حشمت علی نے آگے بڑھ کے بیٹی کو

سنجھالا۔

ڈاکٹر۔۔۔؟؟ وہ وہیں سے چلائی۔



تبسم بیگم شام کو گھر آئی تو ان کے لیے ایک بہت بڑا سرپرائز تھا۔ کنول کے روپ میں۔

انہوں نے کنول کو گلے سے لگایا اسے دیکھتے وہ رو دیں تھیں۔ ملکہ کو دیکھتے انہیں آفتاب کا بچپن یاد آ گیا۔ وہ

سیم اسکی کاپی تھی۔ کتنی یروہ ان کی گود میں بیٹھی رہی۔ پیار لیتی رہی۔ پھر مونس اسے اپنے روم میں لے

گیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ۔۔ کیسی ہیں۔۔؟؟ کنول نے آنسو پونچھتے ان سے پوچھا تھا۔  
اچھی ہوں۔۔ بیٹا۔۔ بس۔۔! کچھ کہتے کہتے وہ رک گئی تھیں۔  
بابا۔۔؟؟ کدھر ہیں۔۔؟؟ اپنے ہی باپ کا پوچھتی وہ جھجک رہی تھی۔  
ان کی۔۔ دو۔۔ سال پہلے ہی۔۔ ڈیٹھ ہوگئی تھی۔۔  
تسم بیگم کے بتانے پے وہ ہکا بکارہ گئی۔  
ان تین سالوں میں اپنے غصہ میں اپنے باپ کو بھی کھوگئی تھی۔  
دو آنسو بہہ کے اس کے گال پے گرتے اس کے اندر کے درد کو بیان کر گئے تھے۔  
بیٹا۔۔! اچانک ہی انکو ہارٹ اٹیک ہوا تو۔۔؟؟ نہیں۔۔؟؟  
دل پے پتھر رکھے وہ یہ بھی سہن کر گئی۔  
کوئل۔۔؟؟ وہ۔۔ وہ کیسی ہے۔۔؟ بہن کا پوچھتے ہوئے اس کا سر جھکا ہوا تھا۔  
بیٹا۔۔ وہ بھی ٹھیک ہے۔۔ آپ کو بہت یاد کرتی ہے۔۔ ملنے کو تڑپتی ہے۔۔! اس کے کاندھے پے تھکی  
دی۔ تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔  
وہ۔۔ بابا سے ملی۔۔؟ دل کی بات زبان پے لے آئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہمممم۔۔۔ ان کے آخری لمحات میں وہ جب آپ کو یاد کر رہے تھے۔ تب۔۔۔ اللہ نے کوئل کے دل میں  
رحم ڈال دیا۔۔۔ اور وہ۔۔۔ اپنے بابا سے مل لی۔  
گال صاف کرتے وہ تسم بیگم کی جانب مڑی۔  
شکر ہے۔۔۔ بابا کو ان کی دوسری بیٹی کا بھی پتہ چل گیا۔ کہتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی۔  
کنول۔۔۔؟ تین۔۔۔ سال۔۔۔ بیٹا۔۔۔؟ کہاں تھی آپ۔۔۔؟؟ انہوں نے وہ سوال کیا جس سے وہ اب  
تک بچ رہی تھی۔  
گہرا سانس خارج کرتی وہ وہیں قریب بیٹھ گئی۔  
مما۔۔۔! تین سالوں سے خود کو سنبھال رہی ہوں۔۔۔ لیکن۔۔۔ آج بھی لگتا ہے۔۔۔ وہیں۔۔۔ کھڑی  
ہوں۔۔۔ جس تین سل پہلے کھڑی تھی۔  
آواز میں یاسیت تھی۔  
بیٹا۔۔۔! حالات وہ واقعات کبھی ایک جیسے نہیں رہتے۔ اور۔۔۔ اکثر جو ہمیں دکھتا ہے۔ وہ سچ نہیں ہوتا۔۔۔  
آپ نے فیصلہ لینے میں بہت جلد بازی کر دی۔۔۔! انہوں نے اسے سمجھانا چاہا۔  
یہ۔۔۔ آپ کہہ رہی رہی ہیں۔۔۔؟؟ سب کچھ جانتے ہوئے بھی؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس نے تڑپ کے انہیں دیکھا تھا۔

مما۔۔۔؟؟ اس سے پہلے کہ وہ اسے کچھ کہتیں۔ اچانک سے آفتاب خان کی آمد پے وہ دونوں چو نکیں۔  
اس سے کہیں۔۔۔ یہ یہاں سے چلی جائے۔۔۔ مجھے اس کی صورت بھی نہیں دیکھنی۔ اور میں نہیں چاہتا۔۔  
کوئی۔۔۔ سخت فیصلہ لوں۔۔۔! قطعی انداز میں کہتا وہ کنول کو بھڑکا گیا۔

مما کو کیوں بیچ میں گھسیٹ رہے ہیں۔۔۔؟؟ جو کہنا ہے مجھ سے کہیں۔۔۔؟؟ سامنے کھڑی ہوں۔۔۔ ڈرتی  
نہیں ہوں آپ سے۔۔۔ اور ایک بات۔۔۔ آپ کان کھول کے سن لیں۔۔۔ آپ کو میری شکل اچھی لگے یا  
بری۔۔۔؟؟ میں اپنے بچوں کی خاطر۔۔۔ اگر آپ کو برداشت کروں گی۔۔۔ تو آپ بھی کریں۔۔۔  
غصہ سے کہتی وہ اس کے قریب جا کے واپس پلٹی تھی۔ کہ آفتاب نے لب بھینچتے اس کی نازک سی کلائی  
پکڑے اسے کھینچا۔ تبسم بیگم نے دل دہل کے ان دونوں کو دیکھا۔

برداشت کرنا۔۔۔ کیا ہوتا۔۔۔؟؟ کبھی محسوس کیا ہے۔۔۔؟؟ اس کی آنکھوں میں دیکھتا وہ غرایا تھا۔ ایک بار  
پھر کنول اس کے لمس پے سٹیٹائی تھی۔ اس کا چھونا کنول کو اپنے آپ میں نہیں رہنے دیتا تھا۔ وہ آج اس  
پے مکمل اختیار رکھتا تھا۔

تین سال سے اور کیا کیا ہے۔۔۔؟؟ اسی کے انداز میں جواب دیا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

خان۔۔۔؟؟ بیٹا۔۔۔؟؟ کنول کو چھوڑو۔۔۔! تبسم بیگم نے آفتاب کے ہاتھ سے کنول کی کلائی چھڑانی چاہی۔

جو آفتاب کے غصہ کا نشانہ بنہ ہوئی اب تک لال ہو چکی تھی۔

چھوڑ تو دیا ہے۔۔۔ اس نے۔۔۔! پھر کیوں آئی ہے واپس۔۔۔؟ ایک جھٹکے سے اسے پرے دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے پچی۔ تبسم بیگم نے اسے فوراً اٹھا۔

کنول لال آنکھوں سے بس اسے دیکھتی رہ گئی۔ وہ اس قدر ظالم ہو جائے گا۔ اس نے سوچا بھی نہ تھا۔ بیٹا۔۔۔ اگر وہ جھک ہی گئی ہے بچوں کی خاطر۔۔۔ تو آپ بھی قینے اندر نرمی اور لچک لائی ہیں۔ اور۔۔۔ کنول کو یہیں رہنے دیں۔۔۔ بچوں کے پاس۔

تباہ بیگم نے اسے سمجھایا۔ تو وہ غصہ سے رخ موڑ گیا۔ پاس پڑا اس زور سے اٹھا کے فرش پر مارا۔ کہ تبسم بیگم اور کنول دونوں ہی سہم گئی ہیں۔

اسے کہیے گا۔۔۔ میرے سامنے مت آئے۔

خود پے حد درجے قابور کھتا وہ وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا۔

گل خان۔۔۔! گل خان۔۔۔! گھر کے ملازم کو آواز دیتے اسے کانچ صاف کرنے کا کہا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور خود ساکت کھڑی کنول کے پاس آئی۔

کنول۔۔۔؟؟ اسے پکارا تو وہ خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

مما۔۔۔؟؟ اتنا غصہ۔۔۔؟؟ اس کی آنکھیں پھر چھلکنے کو تیار تھیں۔

تین سال کا غصہ اور غبار ہے۔۔۔ نکلنے دو۔۔۔ جب کل جائے گا۔۔۔ تو خود بخود ٹھیک ہو جائی گی۔ آپ

چلیں میرے ساتھ۔ بچوں کے کھانے پینے کا بندوبست کرتے ہیں۔ اور خود کو دیکھا ہے۔۔۔؟ کتنی کمزور

ہو گئی ہو۔۔۔؟ کچھ کھاتی پیتی نہیں کیا۔؟

تبسم بیگم کنول کو ٹال کے وہاں سے بچوں کے روم میں لے آئی جہاں ان دونوں بن بھائی نے ایک

الگ ہی دنیا بسائی ہوئی تھی۔

کچھ ہی دیر میں کنول ان کے ساتھ باتوں میں مشغول ہوتی سب کچھ زہن سے نکال چکی تھی۔

ک ❤️ ❤️ ❤️ ❤️ ❤️ ❤️ ❤️ ❤️

شامی منہا کو گھر لے آیا تھا۔ اسے رہ رہ کے عالی پے غصہ آ رہا تھا۔ آج منہا کو چوٹ اس کی لاپرواہی کی جہ

سے ہی لگی تھی۔ اور وہ اسے کسی صورت معاف نہیں کرنے والا تھا۔

اسی لیے اپنے ساتھ گھر بھی نہیں لایا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

پپا۔۔؟ منہا کو درد پھر سے شرور ہوا تو وہ رو دی۔۔! شامی اسے گود میں لیے ادھر ادھر چکر لگاتا رہا۔ اور اسے پیار سے پچکارتا رہا۔

وہ باپ کے سننے سے لگی پھر سے سوگئی۔

دھیرے سے اسے ترپے لٹایا اور خود کچن میں آیا۔

بیٹی کے لیے دودھ گرم کیا۔ اور فیڈر بنا کے اس کے منہ میں لگایا۔ وہ سوتے میں ہی پینے لگی۔

عابی نے اس کی یہ عادت پختہ کر دی تھی۔ چار سال کی ہو گئی تھی۔ اب بی بی وہ فیڈر نہیں چھوڑتی تھی۔ آج

اس کا فیڈر پیناشمی کے لیے فائی دہ مند ثابت ہو گیا۔

ابی وہ فرغ ہوا تھا۔ کہ ڈور بیل بجی۔ دروازہ کھولا۔ تو سامنے نواب صاحب اکیلے ہی کھڑے تھے۔

کہاں ہے منہا۔۔؟؟ کچھ سختی سے بولے۔

اپنے باپ کے پاس۔۔ اور وہ بھی بالکل محفوظ۔

اس طرح سے منہا کو اکیلے لانے کا مقصد۔۔ راہا وہاں عابی کا رورو کے برا حال ہے۔ کوئی احساس ہے آپ

کو۔۔؟؟ نواب صاحب تھوڑا برہم ہوئے۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ کی بیٹی ہے۔۔ تو سنبھالیں اسے۔۔! میں اپنی بیٹی کو خود سنبھال لوں گا۔ شامی کچھ روڈ ہوا تو نواب صاحب نے لب بھینچے۔

ہمیں ہماری بیٹی بھاری نہیں۔۔ شاہ میر سلطان۔۔! لیکن آپ نے جو کیا۔ وہ بہت غلط کیا ہے۔۔! اور اسکا احساس بہت جلد آپ کو ہو گا۔

نواب صاحب کہتے واپس پلٹ گئے۔ شامی نے غصہ سے دروازہ لاک کر دیا۔

آج ان کی پاکستان کی فلائیٹ تھی۔

لندن ایئر پورٹ پر بیٹھے وہ اپنی فلائیٹ کا ویٹ کر رہے تھے۔ انابیہ کے پیچھے پڑنے پر وہ سب وقت سے پہلے تیار ہو کے ایئر پورٹ پہنچ گئے تھے۔

کہا بھی تھا۔۔ ابھی پورا ایک گھنٹہ پڑا ہے۔ لیکن۔۔ نہیں۔۔ جی۔۔ سنتا کون ہے میری۔۔؟ لا کے بٹھا دیا۔۔!

شہیر نے منہ بنا کے کہا۔ جبکہ گود میں معاویہ اس کا موبائل لیے ٹائی م پاس کر رہا تھا۔

علیزہ خانم کے ساتھ لگی سو رہی تھی۔ جکہ انابیہ گن گن کے پل گزار رہی تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

انجوائے کریں۔۔ ہر لمحے کو۔۔ تین سال بعد جارہے ہیں پاکستان۔۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے۔۔ صدیاں بیت گئی ہیں۔۔ اپنا ملک دیکھے ہوئے۔۔! ایک خوشی اور اداسی سی چھلکی تھی۔

شہیر نے پیار سے اپنی من موہنی صورت لیے بیوی ک دیکھا۔

ہائے۔۔ شہیر۔۔؟؟ ہاؤ۔۔ آریو۔۔؟ براٹ آپلیزنٹ سرپرائز۔

اچانک سے کلثوم کے واہس آ کے شہیر کو پکارنے پے وہ سب چونکے۔

اوہ۔۔ ہائے۔۔۔۔ کوک۔۔۔۔ ہاؤ۔۔ آریو۔۔؟؟ شہیر بھی اسے کچھ خوشگواریت سے بولا۔

می فائن۔۔! کچھ دن پہلے تمہاری وائی ف سے ملاقات ہوئی۔ بتایا ہوگا۔۔! کو کو نے مکسراتے ہوئے کہا۔

انانے شہیر کو ایک گھوری سے نوازا۔

ہمم۔۔ بتایا تھا۔ کینیڈا سے لندن کب شفٹ ہوئی؟ شہیر نے سر سری سے انداز میں پوچھا۔ جب کہ وہ شہیر کے پاس ہی بیٹھ گئی تھی۔ اور انابیہ کے تن بدن میں آگ سی لگی تھی۔

بس ایک ہفتہ پہلے۔۔ اب تو پاکستان جارہی ہوں۔ اپنی گرینی سے ملنے۔۔! اینڈ۔۔ یو۔۔؟؟ سب کی طف دیکھتے پوچھا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جبکہ پاکستان کا نام اس کے منہ سے سن کے انابیہ نے لب بھنپتے رخ پھیرا۔

ہم بھی پاکستان جا رہے ہیں۔ شہیر نے مکرراتے ہوئے ہی جواب دیا۔ جب کہ اب زرا دھیان اپنی شریک حیات کی طرف تھا۔

واؤ۔۔۔ پھر تو سفر کا خوب مزہ آنے والا ہے۔۔۔ جب مل بیٹھیں گے دو بچھڑے دوست۔۔۔! ہہا ہا ہا ہا

خود ہی کہہ کے خود ہی ہنس دی۔ اس بار شہیر مسکرا بھی نہ سکا۔

بائی داوے۔۔۔ تمہاری بیوی تھوڑی روڈ سی ہیں۔۔۔؟ شہیر کے کان میں گھس کے بولتی اب کی بار انابیہ کو اچھا خاصا تپاگئی۔

خان۔۔۔؟؟ ہمیں کافی پینی ہے۔۔۔ پلیز لادیں۔

انابیہ نے سنجیفہ انداز میں آرڈر دیا۔ تو وہ سمجھتا ہوا۔ بیٹے کو گود میں ہی اٹھائے انابیہ کے لیے کافی لینے چلا گیا۔

بہت آرڈر لگاتی ہو بھئی ہز بینڈ کو۔۔۔! کو کو کو اس کا انداز اچھا نہ لگا۔

میرے ہز بینڈ ہیں۔ جو چاہے مرضی کروں۔ تم سے مطلب۔۔۔؟ انابیہ بھی اب بنا کسی لحاظ کے دو بدو ہوئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اف۔۔ کتنی لڑاکا ہوتی۔۔۔ تو بہ۔۔۔! کانوں کو ہاتھ لگاتی وہ منہ موڑ کے بیٹھ گئی۔

انابیہ نے کچھ بولنا چاہا۔ کہ خانم نے اشارے سے منع کر دیا۔ پ

انابیہ رخ پھیر گئی۔

کچھ ہی دیر میں شہیر کافی لے آیا۔

اور انابیہ کی جانب بڑھتا اسی کے پاس بیٹھ گیا۔

انابیہ نے خاموشی سے کپ تھاما۔ اور ایک گھوری مسکراتی ہوئی کو کوپے ڈالی۔

اناویٰ نسٹ شروع ہو چکی تھی۔ شہیر نے اپنی فیملی کو لیا اور آگے بڑھا۔ جب کہ کو کو بھی ان کے ہمراہ ہی تھی۔



صبح ناشتے کی ٹیبل پے کنول کو بچوں کو ناشتہ سرو کرتے دیکھ وہ ایک پل کو ٹھٹھا۔ ایسا لگ رہا تھا۔ کہ اس کا

گھر آج مکمل ہو گیا ہو۔ ایک خوبصورت منظر تھا۔ جو آفتاب کی آنکھوں کو بہت بھل لگا۔ تبسم بیگم کی نظر

اس پے اٹھی۔ وہ جو واپس پلٹنے والا تھا۔ ماں کی پکار پے رک گیا۔

اور ان کی جانب بڑھ آیا۔

کنول نے رخ پھیر لیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بیٹاؤ۔۔ ناشتہ کرو۔۔! پیار سے کہتے ہاتھ پکڑا۔

وہ وہیں بیٹھ گیا۔

کنول یہ جوس پکڑانا۔

تبسم بیگم کے کہنے پے کنول نے ایک نظر آفتاب کو دیکھا۔ جو بچوں سے باتیں کر رہا تھا۔  
آگے بڑھ کے جوس کا جگ تبسم بیگم کو تھمایا۔

اب خود بھی بیٹھ کے ناشتہ کر لو۔۔ کل سے کچھ نہیں کھایا۔۔ آپ نے۔۔

جگ لیتے ساتھ ہدایت بھی کی۔ اور جوس گلاس میں انڈیلا۔ اور آفتاب کی جانب بڑھایا۔  
بابا۔۔؟؟ آج چھٹی ہے۔۔ پلیز۔۔ کہیں گھومنے کا پروگرام بنائی یں۔

مونس نے جوش میں آتے کہا۔ خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ ماں۔ اور بہن کو پا کے وہ  
بہت خوش تھا۔

پھر۔۔ کبھی۔۔ میری جان۔۔! آج بابا کی ایک اہم میٹنگ ہے۔ آفتاب کے لہجے میں محبت ہی محبت تھی۔  
جوس کا آدھا گلاس پی کے سائیڈ پے کر دیا۔ اور اٹھ گیا۔

بیٹا۔۔ ناشتہ تو پورا کر لو۔۔؟؟ تبسم بیگم نے ٹوکا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

دیر ہو رہی ہے۔۔ آفس میں کرلوں گا۔ نجیدگی سے کہتا آگے بڑھ کے ایک بسوہ مونس کے ماتھے پہ دیا  
ایک ملکہ کے ماتھے پہ۔

عظیم خان۔۔۔! وہیں سے اپنے سب سے اعتباری ملازم کو بلوایا۔ جو پورے گھر کا سیکیورٹی نظام  
سنجھالے ہوا تھا۔

گاڑی نکالیں۔ آفتاب نے گل خان سے گھڑی اور والٹ لیتے عظیم خان کو حکم صادر کیا۔  
خان۔۔۔؟؟ اس کے قدم باہر کی جانب بڑھے کہ ماں نے پھر سے پکارا۔  
جی ماں۔۔۔؟؟ وہ اسی محبت بھرے انداز سے بولا۔

آج ماں کو اللہ حافظ کہنا بھول گئے۔۔؟ محبت بھرے انداز میں جتایا۔  
تو وہ آگے بڑھتا ان کا ماتھا چوم گیا۔  
اللہ حافظ ماں۔۔۔! میٹھا لہجہ۔۔ کنول تو بس دیکھتی رہ گئی۔

وہ بوسہ دے کے جا چکا تھا۔

سر جھکائے بیٹھے اسے ماضی یاد آیا تھا۔ وہ ہمیشہ اس کے ماتھے پہ بھی بوسہ دے کے جایا کرتا تھا۔ بے اختیار  
ہاتھ اپنے ماتھے پہ گیا۔

# میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تواندر سے کچھ ٹوٹا۔

ہاں۔۔ سب ٹوٹ گیا تھا۔۔ اب کچھ نہیں باقی بچا تھا۔

لیکن۔۔ اس دل کا کیا کرتی۔۔؟؟ جو آج بھی اسی کا دیوانہ تھا۔ اسی کو مانگ رہا تھا۔

کیسے بدل جائے گا۔۔

تو دل کو دے کے دھوکا

پہلے نہ میں جانی

پہلے نہیں یہ سوچا

جھوٹی قسمیں تیری

جھوٹا وعدہ تیرا

کتنا خوش ہے صنم

توڑ کے دل میرا

اچھا یہ احسان ہے۔

READERS CHOICE





## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس کاماتھے پے جاتا تھا آفتاب خان دیکھ چکا تھا۔ ماضی کی یادوں سے وہ کب دور ہوا تھا۔ اس کا بھی دل آج بھی اس سے بغاوت کر رہا تھا۔ لیکن انا کی دیوار پہلے کون گراتا۔؟؟ یہی تو دیکھنا تھا۔



جہاز اڑان بھر چکا تھا۔ بچے خانم کے ساتھ تھے تو شہیر اور انا بیہ ساتھ تھے۔ کچھ سیٹوں کے فاصلے پے ہی کو کو بھی وہیں تھی۔ جو گاہے بگاہے ان پے نظر ڈال لیتی۔ اس کے دیکھنے پے انا بیہ نے شہیر کا بازو تھاما اور اپنے قریب کرتے اس کے کان میں کچھ کہا اور مسکرائی۔ شہیر بی مسکرایا تھا۔ جب کہ کو کو جل گئی تھی۔

مسکرا لو۔۔۔ مسکرا لو۔۔۔ جتنا مسکرا نا ہے۔ شہیر کو حاصل نہ کیا تو میرا نام بھی کلٹوم باسی نہیں۔۔۔ وہ دل ہی دل میں پلان بناتی مطمئن ہو رہی تھی۔



مما۔۔۔ بابا۔۔۔ پلیز۔۔۔ کوئی تو جا کے ہماری منہا کو لادے۔۔۔ آج سارا دن گذر گیا۔۔۔ ہم نے اسے ایک نظر نہیں دیکھا۔ پلیز۔۔۔؟ لادیں۔۔۔ وہ کل سے روئے جا رہی تھی۔ لیکن نواب صاحب نے سختی سے منع کر دیا تھا۔ نہ وہاں جانا ہے اور نہ ہی بچی کو لانا ہے۔ اس لیے منہا بس تڑپ ہی سکتی تھی۔ نواب صاحب دل پے پتھر رکھے باہر نکل گئے۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تو عابی ماں کی طرف مڑی۔

مما۔۔ پلیز۔۔ آپ کچھ کریں۔۔ ہمیں۔۔ صرف۔۔ صرف ایک بار منہا کو دیکھا دیں۔۔ اے۔۔ اے۔۔ اے دیکھ لیں گے تو۔۔ سکون آجائے گا۔۔ پھر بے شک۔۔ آپ اے۔۔ واپس۔۔ چھوڑ آنا۔۔! ہچکیوں سے کہتے وہ عابدہ بیگم کو بھی رلا گئی۔

اچھا بس۔۔ میری جان روؤ نہیں۔۔ میں لے کے آتی ہوں۔ منہا کو۔۔! دیکھتی ہوں کیسے نہیں آنے دیتا شاہمیر۔۔؟؟ لے کے آؤں گی اے۔۔! عابی کے آنسو صاف کرتے وہ اٹھیں تھیں۔ اور منہا کو لینے چل دیں۔ دروازہ کھلا تھا۔ وہ سیدھا اندر چلی گئی۔

جمیلہ خاتون بھی آچکی تھیں۔

عابدہ بیگم پے نظر پڑتے ہی خوش دلی سے ملیں۔

کیسی ہیں آپ۔۔؟؟ میں ابی آپ کی طرف ہی آرہی تھی۔ عابی کہاں ہے۔۔؟

وہ ایسے بات کر رہی تھیں۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔ یا شاید انہیں پتہ ہی نہ ہو۔

جمیلہ بہن۔۔ منہا کو دے دیں۔ اس کی ماں مر جائے گی ورنہ۔۔؟؟ عابدہ بیگم رو دیں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کلیسی باتیں کر رہی ہیں۔ اور روکیوں رہی ہیں۔ یہاں آئی ہیں۔ بیٹھیں۔ جمیلہ خاتون نے انہیں بٹھایا۔ پانی پلایا۔ کیا ہوا۔؟؟ بتائی ہیں آپ۔؟؟

عابدہ بیگم نے انہیں ساری بات بتادی۔ سلطان صاحب بی پاس ہی کھڑے سب کچھ سن رہے تھے۔  
شاہ میر۔۔۔؟؟ شاہ میر۔۔۔؟؟

وہ جو صبح سے منہا کو لیے کمرے میں تھا۔ ہر چیز اس کی خود تیار کر رہا تھا۔ کسی سے بات نہ کی کوئی جواب نہ دیا ماں باپ کے پوچھنے پے صرف اتنا بتایا کہ عالی ماں کے گھر ہے۔ اور منہا کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ اس لیے وہ آفس بھی نہیں گیا آج۔ لیکن اصل بات نہ بتائی۔

باپ کی پکار پے وہ باہر آیا تو ساس کو بیٹھا دیکھ اس کا میٹر پھر گھوما۔  
جی۔۔۔ بلایا آپ نے۔۔۔؟؟ شاہ میر سلطان صاحب کے پاس جا کھڑا ہوا۔

آپ۔۔۔ اتنے بڑے کب سے ہو گئے۔۔۔؟ جو اتنے بڑے فیصلے کرنے لگے؟ وہ غصہ ضبط کرتے بولے  
تھے۔ شامی نے ایک کٹیلی نظر سے ساس کو دیکھا۔

READERS CHOICE

جب سے باپ بنا ہوں۔۔۔!

نڈر ہوتے جواب دیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

باپ بننے کا مطلب یہ نہیں۔ کہ ایک ماں کو اس کی بچی سے دور کر دو۔ لے کے آؤ منہا کو۔۔ اور؟؟؟  
منہا۔۔ کہیں نہیں جائے گی۔۔ وہ میرے پاس رہے گی۔ میری بیٹی ہے وہ۔۔!  
سلطان صاحب کی بات کا ٹاؤہ تیز لہجے میں بولا تھا۔  
شامی بیٹا۔۔؟؟ آپ غلط کر رہے ہیں۔ منہا کو کوئی جان بوجھ کے لے تو عابی نے نہیں گرایا۔ جو عابی کو سزا  
دے رہے ہو۔؟ جمیلہ خاتون نے نرمی سے سمجھایا۔  
لیکن۔۔ ماما۔ اسکی لاپرواہی سے ہوا ہے یہ سب۔۔! اپنی ماں کے گھر جاتی ہے تو سب بھول جاتی ہے۔۔  
اپنی بچی کو بھی۔۔!  
ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ ایک ماں جان بوجھ کے اپنی اولاد کو تکلیف پہنچائے۔۔ اس لیے ختم کر دیا  
سب۔۔ اور جاؤ۔ لے کے آؤ۔ اپنی بیوی کو گھر واپس۔۔! سلطان صاحب نے دو ٹوک انداز میں کہا۔  
وہ وہیں رہے زیادہ بہتر ہے۔ ایک بار جی بھر کے رہ لے۔۔ ہر وقت اسے یہی گلہ ہوتا۔ کہ میں اسے وہاں  
جانے نہیں دیتا۔ اب رہے وہیں۔۔ جب جی بھر جائے تو خود ہی آجائے واپس۔۔! شامی بھی کہتا اندر  
جانے لگا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بیٹا۔۔! اسے ایک بار۔۔ منہا کو دیکھا دو۔۔ پھر بے شک۔۔ نہ ملنے دینا۔ اس نے کل سے کچھ نہیں کھایا۔  
پیا۔ بس روئے جا رہی ہے۔ اور ایسی حالت میں اس کا یوں بھوکار ہنا ٹھیک نہیں۔  
عابدہ بیگم کی بات پے شامی کے قدم رکے۔ وہیں جمیلہ خاتون اور سلطان صاحب نے حیرت سے عابدہ بیگم کو دیکھا۔

کیا۔۔؟ کیا مطلب۔۔؟ کیا ہوا۔۔ عابی کو۔۔؟؟ جمیلہ خاتون نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔  
کل۔۔۔ جب۔۔ شاہ میر بیٹا۔۔ منہا کو ہاسپٹل سے زبردستی لے گئے تو۔۔ عابی وہیں بے ہوش ہو گئی۔

ڈکٹر کوچیک اپ کر وایا۔ تو پتہ چلا۔ وہ امید سے ہے۔۔! ساری بات بتاتے وہ شامی کو بہت بڑا دھچکا دے گئی ہیں۔

جمیلہ خاتون اندر گئی ہیں۔ اور نہا کو گود میں لیے باہر آئی ہیں۔  
چلیں میرے ساتھ دیکھتی ہوں کیسے روکتے ہیں۔۔ یہ۔۔؟؟ اپنی ماں کو۔۔۔ جمیلہ خاتون عابدہ بیگم کے ساتھ منہا کو لے کے باہر نکل گئی ہیں۔

READERS CHOICE



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بیٹا۔۔۔ بہت افسوس ہوا آج آپ کی حرکت پے۔۔۔ کل اگر۔۔۔ عابی کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔؟؟ ایک اولاد کو بچاتے بچاتے دوسری اولاد جو ابھی اس دنیا میں آئی ہی نہیں۔۔۔ اسے کھودیتے۔۔۔؟؟؟ بابا۔۔۔؟؟ وہ تڑپا تھا ان کی بات پے۔

سچ کڑوا ہوتا ہے۔ لیکن۔۔۔ اس بات کو مانو۔۔۔ دکھ تکلیفیں خوشیاں مسرتیں سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہیں۔ لیکن انسان ہی بڑا ناشکرا ہے۔۔۔ خوشی کے لمحات کو اللہ سے جوڑ دیتا ہے۔۔۔ اور غم کے لمحات کو انسانوں سے۔۔۔! عابی کے پاس جاؤ۔۔۔ بیٹا۔۔۔! اس وقت اسے سب سے زیادہ آپ کی ضرورت ہے۔ سلچان صاحب نے اسے پیار سے سمجھایا۔ انہیں دیکھتا وہ گہرا سانس خارج کرتا باہر نکلا۔ اب اس کا رخ بھی نواب صاحب کے گھر کی جانب تھا۔



سارا دن آفس میں کام کرتے اور میٹنگز اٹینڈ کرتے گزر گیا۔ نہ اس نے گھر پرے فون کر کے بچوں کا پوچھا۔ نہ گھر سے کوئی فون آیا۔

اور آنا بھی کیوں۔۔۔؟ وہ متنفر ہوا تھا۔

بچوں کے پاس ماں ہے۔۔۔ اور ماں تو ایسی ہستی ہے سب بھلا دیتی ہے۔۔۔ گہرا سانس خارج کرتے اس نے سیٹ کے ساتھ ٹیک لگائی۔

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ڈوراوین ہوا۔

سر۔۔! آج آپ گھر نہیں جائیں گے۔۔؟؟ اس کے سیکرٹری جنی نے اندر آتے پوچھا۔  
کچھ دیر تک جاؤں گا۔ تم جاؤ۔! بنا اس کی طرف دیکھے آفتاب نے کہتے آنکھیں بند کر لیں۔ تھیں۔  
دعا بھی لگے نہ مجھے۔۔

دوا بھی لگے نہ مجھے۔۔

جب سے دل کو میرے تو لگا ہے۔۔

نیند راتوں کی میری۔۔

چاہت باتوں کی میری۔۔

چین کو بھی میرے تو نے یوں ٹھگا ہے

جب سانسیں بھروں میں۔۔

بند آنکھیں کروں میں نظر تو یار آیا۔

دل کو قرار آیا۔  
READERS CHOICE

تجھ پے پیار آیا۔۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

پہلے پہلے بار آیا۔۔

بیتے ماضی نے پھر سے پنکھ پھلائے۔ وہ اسے جس قدر عزیز تھی اسی قدر تکلیف دے کے گئی تھی۔ بے اعتباری کا وہ درد دیا اس نے۔۔ جو وہ آج تک نہیں بھلا پایا تھا۔

وہ ابھی مزید سوچوں میں گھرا رہتا کہ موبائی لپے ہوتی بیپ پے چونکا۔  
کال پک کی۔

بابا۔۔؟؟ کس ہیں۔ آپ۔۔؟؟

...We are waiting for u

مونس کی چہکتی آواز کانوں سے ٹکرائی تو اسے ایک خوشگوار احساس جاگا۔ اس کا بیٹا۔۔ اسے نہیں بھولا تھا۔  
اس کا بیٹا اس کے لیے سب کچھ تھا۔

بس میری جان۔۔۔ آ رہا ہوں کچھ دیر میں۔ آفتاب کا بس نہیں چلا رہا تھا۔ اڑ کے بیٹے کے پاس پہنچ جائے۔  
مجھے بھی دیں گفون میں نے بھی بات کرنی ہے۔۔ ڈیڈ سے۔۔ ملکہ کی خوبصورت آواز پے آفتاب خان کا  
دل دھڑکا۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہیلو۔۔ ڈیڈ۔۔! آپ کب تک آئیں گے۔۔ میرے لیے ڈھیر ساری چاکلیٹس لے کے آنا۔۔! بیٹیوں کی طرح باپ سے فرمائی ش کرتی وہ آفتاب ختن کی آنکھوں میں آنسو لے آئی۔ کب سے ترس رہا تھا۔ وہ اس میٹھی آواز کے لیے۔۔!

اور آج ملکہ نے جس انداز سے کہا۔ وہ خود کو دنیا کا خوش نصیب باپ سمجھ رہا تھا۔ جو میری جان کا حکم۔۔۔ دل سے اسے کہا۔

بابا۔۔ میرے لیے بھی۔ لائی ی مئے گا۔۔ پیچھے مونس کی آواز سنتا وہ مسکرایا تھا۔  
مما۔۔ آپ کو کیا چاہیے۔۔؟؟ بتادیں۔۔ جلدی سے۔۔! ملکہ نے پاس بیٹھی کنول کو مخاطب کیا۔ تو اس نے دھڑکتے دل سے اپنے معصوم پلس شرارتی بچوں کو دیکھا۔  
دوسری طرف آفتاب بھی دل کو سماعت بنا کے ہمہ تن گوش ہوا۔

مونس نے ملکہ کے بال کھینچے اور باہر بھاگا۔ ملکہ نے فون کنول کا تھمایا۔ اور خود بھی اس کے پیچھے بھاگی۔  
اب فون کنول کے ہاتھ میں تھے۔ دونوں ہی خاموش تھے۔ لیکن دونوں کی سانسوں کا ارتعاش ماحول کو عجیب سا سکون بخش رہا تھا۔

اگلے ہی پل یہ فسوں خیزی ٹوٹی تھی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ پے اعتبار کر کے میں نے زندگی کی سب سے بڑی بھول کی۔۔ مسٹر آفتب شیر خان۔۔ آپ میری محبت کے قابل ہی نہ تھے۔۔

سختی سے فون بند کرتا وہ ایک بار پھر سے اس کے ماضی میں کہے لفظوں کی بازگشت سن رہا تھا۔  
تم۔۔۔۔ میری محبت کے قابل نہ تھی۔۔ کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔ تمہیں۔۔ کبھی نہیں۔

سختی سے ہم کلامی میں کہتا وہ اپنا والٹ اٹھاتا اوچیئی کی پشت سے کوٹ اتارتا باہر کی جانب قدم بڑھا چکا تھا۔

دوسری طرف کنول بس فون کو دیکھے جا رہی تھی۔ جو بند ہو چکا تھا۔  
آنکھیں پھر سے نم ہو گئی ہیں۔

شاید اب۔۔ میں کچھ باقی نہیں۔۔ بچا۔۔! خود کو باور کرواتا وہ اپنی جگہ سے اٹھ کے بچوں کے پاس چلی گئی۔



کاظم۔۔ آپ مجھے اپنے ساتھ لاہور کیوں لے آئے۔۔؟ سارا دن خود گھر پہ نہیں ہوتے۔ میں اکیلی پریشان ہوتی رہتی ہوں۔ ہم کراچی کب جائیں گے واپس۔۔؟؟ مجھے منس سے ملنے کا بہت دل کر رہا ہے۔! کوئل برے برے منہ بناتے بول رہی تھی۔ اور کاظم اس کے واری صدقے ہو رہا تھا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بس۔۔ کچھ دن اور۔۔ ٹیسٹ کروانے ہیں۔ میری جان کے۔۔ پھر واپس چلیں گے۔۔

اس کا ماتھا چومتا وہ اسے خود سے لگا گیا۔

وہ اسے اپنے دوست کے پاس ہاسپٹل لایا تھا۔ اس کی آنکھوں کے علاج کے لیے۔

کچھ ٹیسٹوں کے بعد حتمی فیصلہ ہونا تھا۔ کہ کتنا فیصد چانس تھا۔ کوئل کی آنکھوں کی روشنی واپس آنے کا۔

آپ مجھے بہنے سے لے کے آئے ہیں نا۔۔؟؟ کوئل نے خفگی سے منہ بنایا۔

اگر سچ بتاتا تو آپ کبھی نہ آتیں۔ کاظم اس کی بات پے اس سے مسکرا کے کہتا اٹھا۔

آپ کو پتہ ہے۔۔ اب میں کبھی نہیں دیکھ سکوں گی۔ پھر۔۔ کیوں۔۔؟ آپ۔۔ خود کو اور مجھے۔۔ تکلیف

دیتے ہیں۔۔؟ وہ دکھی ہوئی تھی۔

یہاں ادھر آؤ۔۔؟؟ اسے اپنے قریب کرتا وہ اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ چلانے لگا۔ کہ وہ آنکھیں

موند گئی۔

تم پیدائی شہ ایس نہیں۔۔ جو علاج ممکن نہ ہو۔۔؟؟ آج کل جدید سائنس کے دور میں تو کچھ بھی ناممکن

نہیں رہا۔۔ اور مجھے پورا یقین ہے۔۔ ان شاء اللہ ایک دن تم ضرور دیکھنے لگو گی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس کی آنکھوں کا خالی پن ہمیشہ ہی کاظم کو ایک درد میں مبتلا کرتا تھا۔ اوکچھ کمی اولاد کی طرف سے تھی۔ وہ اولاد چاہتی تھی۔ اللہ سے۔۔ لیکن اللہ نے ابھی اس کی آمائی شیں ختم نہیں کیں تھیں۔ وہ پھر بھی اللہ سے شکوہ نہیں کرتی تھی۔

کاظم نے اسے خود سے لگایا۔

کاظم جانتا تھا۔ کوئی کمی نہیں تھی۔ اولد وہ خو نہیں چاہتا تھا۔ جب تک کوئل کی آنکھوں کی روشنی واپس نہیں آجاتی تھی۔ تب تک وہ اسے کسی امتحان میں نہیں ڈلنا چاہتا تھا۔ اور یہ بات کوئل نہیں جانتی تھی۔ ورنہ کاظم سے بد ظن ہو جاتی۔



جیسے ہی وہ گھر داخل ہوا۔ سامنے ہی سرخ آنچل لہراتا دکھائی دیا۔

وہ تو وہیں جم سا گیا۔ وہ نکھری نکھری سی اس کے سامنے بچوں کا ہاتھ تھامے چلی آرہی تھی۔ اس بات سے انجان۔ کہ سامنے ہی وہ آچکا ہے۔ بچوں کی اچانک نظر آفتاب پے پڑی تو کنول کا ہاتھ چھوڑے دونوں باپ کی طرف بھاگے تھے۔ اور باپ سے لپٹ گئے جیسے برسوں کی بچھڑے ہوں۔ کنول ان کو دیکھتی ایک دھیمی مسکان سبھی تھی۔ لبوں پے۔ جسے ایک نظر آفتاب نے دیکھا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بابا۔۔ یہ میرے لیے ہیں ناں۔۔؟؟ اتنی زیادہ چاکلیٹس۔۔؟ مونس نے خوشی سے چمکتے ہوئے کہا۔

!!...No no.... these are mine

ملکہ کی آواز پے آفتاب کے لب مسکرائے۔

میرے دونوں بچوں کے لیے ہیں۔ آفتاب ان دونوں کو گود میں لیے کھڑا ہوا۔ اب سامنے وہ نہ تھی۔ وہ جا

چکی تھی۔ آفتاب خان کو لگا جیسے زندگی ناراض ہو گئی ہو۔ ادھر اپن سا چھا گیا ہو۔

بچوں کو گود میں لیے وہ ان کے کمرے کی جانب بڑھا۔ دونوں ہی بہت خوش تھے۔ ان کے ساتھ حسین پل

بتاتے اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔

تبسم بیگم اپنی ایک دوست کی طرف گئی تھیں۔ اور آج واپس لوٹنا مشکل تھا۔ اور کنول کو آفتاب

خان کی بھوک کا احساس تھا۔ جسے وہ آیا تھا۔ بچوں کے پاس تھا۔ اور کچھ بھی نہیں کھایا تھا۔ یہاں تک کہ پانی

پینے کا بھی ہوش نہ تھا۔

آپ۔۔؟ بات سنیں۔۔؟؟ ناجیہ بیگم کو جاتے ہوئے دیکھا تو پکارا اٹھی۔

جی بیٹا۔۔؟؟ وہ اس کے پاس کچن میں آگئی تھیں۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

یہ۔۔ ٹرے لے جائیں گی اندر۔۔؟؟ اپنے۔۔ صاحب کے لیے۔۔؟ دھیمے لہجے میں کہتی وہ ناجیہ بیگم کو چائے اور دیگر لوازمات کی ٹرے تھماگئی۔ وہ اسی وقت وہ ٹرے لیے بچوں کے کمرے کی جانب بڑھ گئی ہیں۔

دروازے پے ناک کیا۔ تو اندر آنے کا حکم صادر ہوا۔

یہ آپ کے لیے۔۔ سر۔۔! ناجیہ بیگم نے ٹرے ایک طرف رکھی۔

اسے لے جائیں۔۔ مجھے بھوک ہوئی تو خود لے لوں گا۔

روکھے انداز میں کہتے وہ واپس بچوں کے ساتھ لگ گیا۔

ناجیہ بیگم ٹرے اٹھا کے انسیدہ موں پے واپس مڑ گئی ہیں۔

یہ۔۔ واپس کیوں لے آئی ہیں ہیں۔۔؟ کچن میں کھڑے اپنے لیے چائے انڈیلتے کنول نے حیرت سے نجیہ بیگم کو واپس آتے دیکھا تو پوچھ بیٹھی۔

خان بیٹا نے منع کر دیا ہے۔۔! وہیں ٹرے رکھی۔ کنول کو سخت دکھ ہوا۔ اور برا لگا۔

مما کو بھی آج ہی جانا تھا۔۔ جاے ہوئے اس خونخوار بیٹے کو بھی ساتھ لے جاتیں۔۔ من ہی من وہ کڑھنے لگی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور۔۔ نہیں کھاتے تو نہ کھائی۔۔ پرواہ کرنے کے لیے دوسری بیوی ہے ناں۔۔؟؟ میں کیوں فکر مند ہوں۔۔؟؟

سوچتے ہوئے گر مگر مچائے وہ اپنے اندر انڈیلنے لگی۔ آنکھیں اوت ناک انتہا کے سرخ ہو گئے۔  
لیکن۔۔؟؟

یہ۔۔ کل بھی یہاں تھے۔ آج بھی یہاں ہیں۔۔ یہ۔۔ اپنی دوسری بیوی کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے۔۔؟؟

دوسری بیوی۔۔؟؟؟

اس کے دماغ میں پھر سے سب گردش کرنے لگا۔ فریج سے ٹماٹر اور چکن نکالا۔ اس کا ارافہ بچوں کے لیے بریانی بنانے کا تھا۔ لیکن آفتاب کی وجہ سے وہ کچھ بھی ٹھیک نہیں کر پار ہی تھی۔

ہاں۔۔ کروں گا۔۔ اس سے شادی۔۔ یہی ہوگی میری بیوی۔۔ تمہیں جو کرنا ہے کر لو۔۔!

آفتاب کے تین سلاواں پہلے کہے الفاظ کی بازگشت آج بھی اسے سنائی دیتی تھی۔ اسے راتوں کو سونے نہیں دیتی تھی۔ یہ سوچ آتے ہی کہ۔۔ وہ اس کا نہیں رہا۔۔ اب۔۔ وہ کسی اور کا ہو گیا ہے۔۔ کسی اور

کا۔۔؟؟؟



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

سی۔۔۔۔۔! اچانک سے چھری ٹماٹر کی جگہ اپنے ہاتھ پے چلائی۔

ارے۔۔ کنول بیٹا۔۔۔ یہ کیا کیا۔۔؟؟ ناجیہ بیگم پریشان ہوئی یں۔ اور اس کی جانب لپکیں۔

اس کے ہاتھ سینک سے پانی ڈالا۔

لیکن اس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

بیٹا۔۔۔؟؟ یہاں آؤ۔۔ میں بینڈ تاج کر دوں۔ وہ اسے لیے کچن کے ملحقہ ڈائی ننگ ٹیبکی جی ٹی رگھسیٹ کے بیٹھیں تھیں۔

اور فرسٹ ایڈ باکس نکالے اس کا خون روکنے کی کوشش کرنے لگیں۔

آپ۔۔۔؟؟ یہاں۔۔۔ کب سے ہیں۔۔۔؟؟

کنول نے یو نہی سوال کر لیا۔

بیٹا۔۔ دو سال سے اوپر ہو گیا ہے۔۔ جب۔۔ مونس بابا تین سال کے تھے۔۔ شاید۔۔ تو انہیں کی گورنس

بن کے آئی تھی۔ دنیا میں کوئی نہیں۔۔ لیکن۔۔ بڑی بیگم نے بہت خیال رکھا۔ میرا۔۔

اس دور میں جہاں اپنے چھوڑ جاتے ہیں۔ انہوں نے غیر ہوتے ہوئے بھی مجھے کبھی غیر نہیں سمجھا۔ بہت

اچھی اور نیک خاتون ہیں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس کے ہاتھ پے وہ بینڈ تاج کر چکی تھیں۔

مونس۔۔ کے لیے گورنس۔؟؟ تو۔۔ ان کی۔۔ بیوی کہاں ہے۔۔؟؟ کنول نے حیرانی سے پوچھا۔ جبکہ ناجیہ بیگم نے بھی اس سے زیادہ حیرانی سے اسے دیکھا۔

مطلب۔۔؟؟ آپ کے خان سر کی دوسری بیوی۔۔؟؟ کہتے ہوئے کنول جتنی تکلیف سے گزری یہ بس وہی جانتی تھی۔

میں نے تو ان دو سالوں میں۔۔ کوئی لڑکی نہیں دیکھی یہاں۔۔؟؟ آپ ہی کو دیکھا ہے مونس بیٹا کی مہاں ناں آپ۔۔؟؟ تصدیق کرنا چاہا۔

میں ہی ہوں اس کی ماں۔۔ سگھی ماں۔۔ پوے یقین سے کہتی وہ اٹھی تھی۔

یہ تو مونس کی گورنس ہیں۔ انہیں کیا بتایا ہو گا۔؟؟ اپنی دوسری شادی کا۔۔؟؟ تلخی سے سر جھٹکا۔

بیٹا۔۔ آپ رہنے دو۔۔ میں کر لوں گی کام۔ اور نوی بھی ہے وہ دیکھ لے گی۔ آپ کے ہاتھ پے چوٹ آئی ہے۔ پریشان سی آواز پے وہ خیالوں سے چونکی۔

آپ بچوں کو کھانا کھلا کے سلا دیجیے گا۔ کچن سے نکلتے وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

بیٹا۔۔ آپ بھی کھانا کھا کے ہی سونا۔۔ کچھ کھاتی پیتی نہیں ہیں۔ پتہ نہیں۔۔ کیسے۔۔ رہ لیتی ہیں۔۔؟؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ناجیہ بیگم کے کہنے پہ وہے لٹھنسی ہنسی۔

اب تو بھوک بھی نہیں لگتی۔۔۔ ناجیہ آنٹی۔۔۔!

خیر آپ۔۔۔ بچوں کو دیکھ لیجیے گا۔۔۔ وہ باہر نکل آئی۔ کل بھی وہ بچوں کے روم میں سوئی تھی۔ حالانکہ تبسم بیگم نے اسے کہا بھی تھا۔ کہ اپنے روم میں چلی جائے تین سال سے ویسے ہی بند پڑا ہے۔ جیسے چھوڑ کے گئی تھی۔ آفتاب دوسرا روم استعمال کرتا ہے۔ لیکن اس کا دل ہی نہ مانا بچوں کو چھوڑنے کا۔ لیکن۔۔۔ آج تو آفتاب خان وہاں ڈیرا جمائے بیٹھا تھا۔ سرنفی میں ہلاتی وہ اپنے اور ٹفتاب کے روم میں چلی آئی۔ دروازہ کھولا تو سب ویسے کا ویسا ہی تھا۔

لائیٹ آن کی۔ تو کتنے ہی پل یو نہی ساکت گزر گئے۔ کچھ بھی تو نہ بدلہ تھا۔۔۔ سوائے۔۔۔ اس کمرے کے مکینوں کے۔۔۔! اب وہاں کوئی نہیں رہتا تھا۔

دوپیار کرنے والے۔۔۔ دودیوانے۔۔۔ اب۔۔۔ جدا ہو گئے تھے۔ کبھی واپس نہ ملنے کے لیے۔۔۔! کمرے کی ہر چیز ہی صاف اجلی اور شفاف تھی۔

جیسے استعمال میں تو نہیں تھا۔ یہ کمرہ۔ لیکن۔ صاف صفائی کا خاص خیال رکھا گیا ہو۔۔۔ ہر چیز کو چھوتی وہ ماضی کی یادوں میں کھونے لگی۔

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

— آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں [/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com) آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

[readerschoicemag@gmail.com](mailto:readerschoicemag@gmail.com)

Facebook groups : **Readers Choice,**

آفتاب کے ساتھ بیتائے حسین لحات۔۔ پھر مونس کا اس دنیا میں آنا۔۔ کتنا خوش تھے وہ دونوں۔۔؟ کنول کے چہرے پے ایک دم سے دھیمی مسکان سج گئی۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

پھر۔۔ ملکہ کی پیدائش پے تو ان کی دنیا ہی مکمل ہوگئی تھی۔

وہیں۔۔ وہیں۔۔ وہ ناگن ڈسنے پہنچ گئی۔۔ مسکان کی جگہ نفرت نے لے لی۔

میری جگہ آفتاب شیر خن نے اسے دے دی۔۔ مجھے۔۔ میری محبت کو۔۔ بھلا دیا۔۔؟؟ آنسو پونچھتے وہ غصہ سے بھر گئی۔ ابی اٹھتی کہ۔۔؟؟

تمہاری رجرات کیسے ہوئی اس کمرے میں آنے کی۔۔؟؟ آفتاب کی سخت گیر آواز پے وہ نظریں اٹھاتی اسے دیکھنے لگی۔



شامی اندر عابی کے کمرے کی طرف آیا تو اسے منہا کو گود میں لیے اسے پیار کرتے دیکھا۔ اس کے چہرے پے ایک سکون تھا۔ شامی کو گلٹ سا محسوس ہوا۔

اس کے آنے پے ابدہ بیگم نے ایک نظر اسے دیکھا۔ بسم اللہ میرا بیٹا۔۔؟؟ آ جاؤ۔۔ اندر۔۔! انہوں نے اسے راستہ دیا۔ تو جمیلہ خاتون جو عابی کے قریب ہی بیٹھیں اسے سوپ پلا رہی تھیں۔ انہوں نے پلٹ کے دیکھا۔

ننہیں۔۔ نہیں۔۔ پلیز۔۔ ماما۔۔؟؟ ممائی جان۔۔ ان سے کہیں۔۔ ابی۔۔ منہا کو نہ لے کے جائیں۔ ہم۔۔ ہم۔۔ نے ابھی جی بھر کے۔۔ اپنی بچی کو دیکھا بھی نہیں۔۔ وہ رونے لگی تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جمیلہ خاتون نے اسے چپ کر وایا۔

نہیں لے کے جائے گا۔۔! بس رونا بند کرو۔۔! انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور منہا کو عالی کی گود سے لیا۔

ممائی۔۔؟؟؟ وہ منمنائی۔ وہ نہیں دینا چاہتی تھی اس کے کپڑے چینج کر وادوں۔۔ پھر لے آتی ہوں۔

واپس۔۔! انہوں نے یار سے کہتے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔ عابدہ بیگم بھی باہت جاچکی تھیں۔ داماد کے لیے کھانے پینے کا بندوبست جو کرنا تھا۔

شامی اس کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ سوسوس کر تتی شامی کو مزید شرمندہ کر رہی تھی۔

شامی نے اس کا ہاتھ تھاما۔ تو اس نے حیرت سے پلکیں اٹھا کے اپنے سامنے بیٹھے اپنے شوہر کو دیکھا۔

اب ونا بند بھی کر دو۔۔ یار۔۔؟؟ کتنا روؤ گی۔۔؟ پیار سے اس کے آنسو پونچھے تو وہ پھر سے رودی۔

آپ نے۔۔ ہمیں ڈانٹا۔۔ منہا۔۔ کو دور کیا۔۔؟؟ آپ سچ میں ہم سے منہا کو دور کر دیں گے۔۔؟ مر

جائیں گے ہم۔۔!

ش۔۔۔! شامی نے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ایم سوری۔۔۔! میری جان۔۔! غصہ میں نجانے کیا کیا بول گیا۔ اس کے بال سہلاتا اسے شانت کرنے لگا۔

آپ۔۔ بہت غصہ کرتے ہیں۔۔ شامی۔۔! ہمیں وہیں چھوڑ دیا۔ صرف بچی کو اٹھایا اور۔۔ لے گئے۔۔؟؟ ہم۔۔ ہم کون ہیں۔۔؟ ہماری فکر نہیں ہوئی۔۔؟؟  
وہ گلے شکوے کرتی شامی کو بچی ہی لگی۔

اچھا۔۔ ناں۔ سوری کہاناں۔۔! اب اور کیا کروں۔۔؟؟

اس کی سرخ ہوتی ناک کو چھوا۔

وعدہ کریں۔۔ آئی ندہ ہمیں نہیں ڈانٹیں گے۔۔؟؟ اس نے ہتھیلی آگے پھیلائی۔ تو شامی نے اپنا ہاتھ اس کی نازک ہتھیلی پر رکھ دیا۔  
کبھی نہیں کروں گا۔

دل سے کہتا وہ عالی کو پر سکون کر گیا۔ لیکن نہیں جانتا تھا۔ کہ اس کا یہ سکون کچھ پل کا ہی ہے۔  
آفتاب کو اپنے سامنے پا کے وہ ایک لمحے کو ٹھٹھکی۔ اور اپنی جگہ سے اٹھتی بنا کچھ کہے اس کمرے سے باہر نکلنے لگی۔ کہ آفتاب اس کے راستے میں حائل ہوا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کس کی اجازت سے تم یہاں آئی۔۔؟؟ غصہ سے وہ اسے گھور رہا تھا۔

وہ جو اپنے دوسرے کمرے میں جا رہا تھا۔ اس کمرے کی لائیٹ آن دیکھ اس طرف آیا تھا۔ وہاں کنول کو دیکھ اسے غصہ آگیا۔

مجھے اپنے کمرے میں آنے کے لیے کسی کی اجازت درکار نہیں۔ کنول نے اسی کے لہجے میں جواب دیا۔ تم اپنے سارے حق کھو چکی ہو۔۔ اب تمہارا کسی چیز پے کوئی حق نہیں۔۔ اس لیے یہاں کی ہر چیز سے دور رہو۔۔! بچوں کی خاطر ہو۔۔ یہاں۔۔ تو انہی تک محدود رہو۔۔ سمجھی تم۔۔! آفتاب پھنکار رہا تھا۔ جبکہ کنول کو اس کا انداز بالکل بھی اچھا نہ لگا۔

اچھا۔۔؟؟ اور اگر میں آپ کی بات نہ مانوں تو۔۔؟ کیا کر لیں گے آپ۔۔؟؟ سینے پے بازو باندھے وہ چیلنجنگ انداز میں بولی۔

آفتاب نے ایک سخت گھوری سے اسے نوازا۔

میرے ساتھ زبان درازی کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔ میں وہ پہلے والا آفتاب نہیں۔ جو تم کچھ بھی بکواس کرو گی اور میں سن لوں گا۔ آفتاب دانت پیستا اس کے پاس ہوا۔ تو وہ ایک قدم پیچھے ہٹی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اسے اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو فوراً سر جھکاتی باہر نکلنے لگی۔ کہ ایک دم سے لائیٹ آف ہوئی۔ اس کے قدم وہیں تھم گئے۔ ایک گہرا سانس خارج کیا۔

لائیٹ جاتے ہی جزیٹر آن ہو جاتا تھا۔ لیکن آج نہ ہوا۔ آفتاب کو غصہ آنے لگا۔

عظیم خان۔۔؟؟ عظیم خان۔۔؟؟ وہ چلایا تھا۔ لیکن جواب نہ دار۔

آہستہ بولیں۔۔ میرے کانوں کے پردے پھاڑنے ہیں۔۔؟ اپنے پاس ہی کھڑے وہ کنول کی آواز پے بھنا گیا تھا۔ اپنے موبائل کی روشنی آن کر کے اس نے سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھا۔ ایک پل کو اسے لگا سب کچھ پلٹ گیا ہے۔۔ تین سال نکال کے پیچھے صرف محبت کو بچالے۔۔ لیکن۔۔ ان تین سالوں نے ہی تو۔۔ اس کے اندر سے؟ محبت کو ہی اکھاڑ پھینکا تھا۔ نفی میں سر ہلاتا وہ رخ پھیر گیا۔ اسی لمحے کنول کی نظر بھٹکی اور پاس سے گزرتے چوہے سے ٹکرائی۔

وہیں چینخ مارتی وہ آفتاب کے سینے سے جا لگی۔ آفتاب اس کے نازک سراپے کو خود کے ساتھ لگے دیکھ وہ سانس روک گیا۔

READERS CHOICE



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

پلیز۔۔۔ پلیز۔۔۔ اسے دور کریں۔۔۔! وہ جو۔۔۔ گن سے نہیں ڈرتی تھی۔۔۔ ہر طرح کی مشکل اور پریشانی کو چٹکیوں میں اڑا دیتی تھی۔ لیکن۔۔۔ ڈرتی تھی تو ایک چوہے سے۔۔۔ وہ ابھی بھی آفتاب سے لپٹے لرز رہی تھی۔ اور نہیں جانتی تھی۔ کہ اپنے لیے کتنی بڑی مصیبت مول لے رہی ہے۔۔۔ آفتاب کے سوئے جذبوں کو جگا کے۔

آفتاب کے دل کی دھڑکن میں ارتعاش پیدا ہوا۔ سب کچھ ایک پل کے لیے دماغ سے بلیнк ہو گیا۔ بس دل تھا اور اس دل میں کنول اس کا پیار۔۔۔ آفتاب آنکھیں بند کیے اس کے وجود کو محسوس کرتا اس کے گرد حصار باندھنے لگا۔ کہ تبھی لائیٹ آگئی۔ اور کنول آنکھیں کھولتی ارد گرد دیکھتی پیچھے ہٹی۔ آفتاب نے گہرا سانس خارج کرتے خود کو کمپوز کیا۔ اور رخ پلٹا۔

اس کمرے میں میں تو بنا اجازت آگئی۔۔۔؟ کیا یہ چوہے۔۔۔ آپ کی اجازت سے یہاں رہ رہے ہیں۔۔۔؟؟ طنز کرتی نفی میں سر ہلاتی وہ باہر نکل گئی۔ اسی لمحے آفتاب کی نظر اس کے ہاتھ پے پڑی جو پہلے اس نے آنچل میں چھپایا ہوا تھا۔ فوراً اسے اسکا ہاتھ تھاما۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

یہ۔۔ کیا ہوا۔۔؟؟ لہجے میں فکر تھی۔ کنول تو اسکا انداز دیکھتی حیران ہوئی۔ لیکن اگلے ہی پل اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔

زخم تو ابھی بہت سے ہیں۔۔

جنہیں بھرنا باقی ہے۔۔

سلگتی یادوں کے حصار سے۔۔

خود کو نکالنا۔۔ ابھی باقی ہے۔۔

ابھی تو وقت کا تقاضا ہے۔۔ کہ ساتھ ہیں۔۔

ابھی تو وقت وہ بھی آئے گا۔۔ جب۔۔۔

دل سے اترنا باقی ہے۔۔



دکھی انداز میں کہتی وہ وہاں سے باہر نکل گئی۔

آفتاب بس اس کی پشت دیکھتا رہ گیا۔

اپنی بے اختیاری پے اسے شدید غصہ آیا۔ اور ایک نظر اس کمرے کو دیکھتا وہاں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان



السام آبادائی یر پورٹ سے وہ اب جمیلہ خاتون کے گھر کی طرف جانے کا ارادہ کر چکے تھے۔  
کراچی وہ کچھ دن ٹھہر کے جانے والے تھے۔

معاویہ اور علیزہ بہت خوش تھے۔ ان کو سارے راستے شامی اور فضا آپی کے قصے سناتی آئی تھی۔  
اور انابیہ خوش اس لیے بھی تھی۔ کہ شہیرا سے سب سے پہلے اس کے ماں باپ سے ملوانے لایا تھا۔  
اس کے چہرے پے خوشی دیکھتا وہ بھی مسرور ہوا تھا۔

بابا۔۔؟ ہم کب پہنچیں گے۔۔؟ معاویہ نے ایکسائی ٹڈ ہوتے پوچھا۔  
بیٹا۔۔ ابھی۔۔ ہم ہمارے فلیٹ پے جارہے ہیں۔ ان شاء اللہ کل ہم لاہور جائیں گے۔۔  
گاڑی کا رخ موڑتے وہ پیار سے بولا۔ اتنے لمبے سفر سے وہ سبھی تھک گئے تھے۔  
اس لیے شہیرا انہیں اسلام آباد کے فلیٹ میں لے آیا تھا۔  
کھانے پینے کا سب سامان بھی ساتھ ہی لایا تھا۔

بہت تھک گئے۔۔۔! شہیرا نے صوفے پے ٹانگیں سیدھی کر کے بیٹھتے کہا۔  
آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں۔۔ پیدل لندن سے لے کے آئے ہیں۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

انابہ نے مذاق میں کہا۔

یار۔۔ ایک کپ چائے تو پلا دو۔۔؟؟ محبت سے بیوی کو کہا۔

جی جناب۔ اور کوئی حکم۔۔؟؟ مسکراہٹ دباتے کہا۔

ابھی کے لیے صرف چائے۔۔ باقی۔۔ کامینیورات کو بتاؤں گا۔۔! معنی خیزی سے کہتے وہ انابہ کا چہرہ خفت سے لال کر گیا۔ وہ اٹھ کے کچن میں جا چکی تھی۔

شہیر نے گہرا سانس خارج کیا۔ آفتاب بھائی کو تو آنے کی اطلاع ہی نہیں دی۔ انہیں بتا دیتا ہوں۔ سوچتے ہوئے جیب سے موبائل نکالا۔ اور آفتاب کو کال کرنے کا سوچا کہ اسی لمحے کلثوم کی کال آتی کھائی دی۔

شہیر نے ایک نظر کچن میں کھڑی انابہ کو دیکھا۔ جو مسکراتے ہوئے خانم کے ساتھ مل کے کھانے پینے کا انتظام کر رہی تھی۔

شہیر نے کال کاٹ دی۔

لیکن کال دوبارہ سے آنے لگی۔ تو شہیر نے کلر سیو کرتے گیلری ک رخ کیا۔

شہیر خان۔۔؟؟ میری کال کیوں کاٹی تم نے۔۔؟؟ وہ زرا کا زرا بھڑکی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیوں کال کر رہی تھی۔۔؟ کوئی کام تھا۔۔۔؟؟ روکھے انداز میں پوچھا۔

تم نے جس مصیبت میں مجھے ڈالا۔ اس میں سے اب نکالو گے بھی تم۔۔۔! وہ تیز لہجے میں بولی۔

کوئی مصیبت۔۔؟؟ سر سری انداز میں پوچھتا وہ گیلیری سے نیچے روڈ پر یکھنے لگا۔

جونہی نام کی مصیبت۔۔۔! وہ تڑخی۔

جونہی نہیں جمشید نام ہے اس کا۔۔۔! اور شوہر ہے تمہارا وہ۔۔ عزت سے بات کرو۔

اسے میرے شوہر کے درجے پر بھی تم نے فائی ز کیا۔ ورنہ کو کو اسے اپنا ملازم بھی نہ رکھتی۔

کو کو کے لہجے میں بے انتہا غصہ تھا۔

یہ سب۔۔ تمہیں دو سال بعد یاد آیا۔۔؟ شہیر کے انداز میں حقارت تھی۔ جو کو کو کو طیش دلا گئی۔

نبھانے کی کوشش کی۔ صرف تمہاری وجہ سے۔۔! کیونکہ تم۔۔ اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئے تھے۔

مجھے چھوڑ کے۔۔۔! لیکن۔۔۔۔ نہیں ہو سکا کچھ بھی۔۔۔ ٹھیک۔۔۔! سب ختم ہو گیا۔۔۔۔ مجھے جونہی

کے ساتھ اب نہیں رہنا۔ مجھے اس سے ڈائی یورس چاہیے۔

خاں۔۔۔! آجائیں کھانا ریڈی ہے۔

انابہ کی آواز پر شہیر چونکا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آیا میری جان۔۔۔! وہ بھی اسی کے انداز میں محبت سے بولا۔ کہ دوسری طرف کو کوسلگ کے رہ گئی۔  
اپن مسئی لے خود سالو کرو۔۔۔ مجھے نہیں بیچ میں گھسیٹو۔ انڈر سٹینڈ۔۔۔! سنجیدہ انداز میں کہتے کال کاٹ  
دی۔

یو۔۔۔؟؟؟ کو کونے موبائی ل بیڈ پے پھینکا۔

تمہیں تو میں نہیں چھوڑوں گی۔۔۔ چاہے اس کے لیے مجھے کسی بھی حد تک جانا پڑے۔  
کو کو دل ہی دل میں پلاننگ کر رہی تھی۔ جبکہ شہیر اپنی فیملی کے ساتھ زندگی کے حسین لمحات کو جی رہا تھا۔



چلو۔۔۔ عالی۔۔۔؟؟ یہ کھالو۔۔۔ تھوڑا سا۔۔۔ پھر میڈیسن بھی لینی ہیں۔

شامی عالی کو گھر لے آیا تھا۔ اور اب بہت اچھے سے اس کا خیال رکھ رہا تھا۔ جب کہ وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ  
وہ امید سے ہے۔

ہمیں عجیب سافیل ہو رہا ہے۔ شامی۔۔۔ پلیز بس اور نہیں۔۔۔ اس نے چاول ایک طرف کر دیئے۔

اچھا۔۔۔ چلو۔۔۔ یہ میڈیسن لے لو۔۔۔ پھر دودھ پی لینا۔

شامی نے فکر سے کہا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ۔۔ اتنا کیوں پوزیسو و ہور ہے ہیں۔۔؟؟ ہم بالکل ٹھیک ہیں آپ پاس ہیں۔ منہا پاس ہے۔۔ اب بالکل ٹھیک ہیں ہم۔۔۔۔

جانتا ہوں۔۔ لیکن۔۔ اب کئی پر بھی تو کرنی ہے ناں۔۔؟؟ آخر تمہاری خواہش جو پوری ہو رہی ہے۔۔ پھر سے ماما بننے والی ہو تم۔۔! شامی نے اسے واپس پہلے کی ٹون میں چھیڑا تو ایک پل کو عابی کے چہرے سے مسکان ہٹی۔

کیا۔۔ کیا۔۔ مطلب۔۔؟؟ آپ کے کہنے کا۔۔؟؟

ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔؟؟ کیا تم نہیں جانتی۔۔؟؟ شامی نے اس کا ہاتھ تھامتے دھیمے لہجے میں پوچھا۔ جب کہ عابی کے چہرے پر اب بھی سنجیدگی تھی۔

میری بہت خواہش تھی۔۔ کہ پھر سے بابا بنوں۔۔! بہت۔۔ خوش ہوں میں۔۔! شامی نے اس کا ہاتھ سہلاتے کہا۔ جبکہ عابی نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے کھینچ لیا۔

شامی نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

اس کا۔۔ مطلب۔۔؟؟ آپ۔۔ ہمیں۔۔ اس لیے یہاں لائے۔۔ کہ۔۔ ہم۔۔ پریگنٹ ہیں۔۔! عابی کی آنکھیں نم ہوئی یں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

عابی۔۔۔؟؟ یہ کیا۔۔۔ کہہ رہی ہو۔۔۔؟

شامی کو اس کی بات پے شک لگا۔ جبکہ عابی کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

سچ کہہ رہے ہیں ہم۔۔۔ اور۔۔۔ کتنے بے وقوف ہیں ناں۔۔۔ ہم۔۔۔ کہ جو ایک دن پہلے ہمیں نفرت سے چھوڑ گئے۔۔۔ اگلے دن۔۔۔ خود چل کے آئے۔۔۔ نہ صرف معافی مانگی۔۔۔ بلکہ۔۔۔ اپنے ساتھ واپس بھی لے آئے۔۔۔ ہمیں لگا۔۔۔ آپ۔۔۔ کو ہم سے محبت ہے۔۔۔ اور۔۔۔ اس محبت میں۔۔۔ آپ۔۔۔؟؟  
لیکن۔۔۔ ہم غلط تھے۔

اس نے آنسو پونچھے۔ جب کہ شامی کے ماتھے پے بل نمودار ہوئے۔

آپ نے اب بھی۔۔۔ اپنی اولاد کو ہی عزیز جاننا۔۔۔! صرف۔۔۔ اپنی ہونے والی اولاد کی خاطر۔۔۔ آپ ہمیں واپس لائے۔۔۔؟؟

ہاں۔۔۔! شامی نے غصہ ضبط کرتے یک لفظی جواب دیا۔ عابی کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا۔

اور کچھ۔۔۔؟؟ خود کو کچھ سخت کہنے سے شامی نے باز رکھا تھا۔ عابی جو کھڑی ہوئی تھی واپس بستر پے ڈھے سے گئی۔

جتنے آنسو پونچھتی تھی انہیں بھیگ جاتیں۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

پکڑو۔۔۔ یہ میڈیسن۔۔۔! شامی نے نہایت سنجیدگی سے اسے دوائی دینی چاہی۔ لیکن عابی نے ہاتھ آگے نہ بڑھایا۔

خود کھاؤ گی۔۔۔ یاز بردستی کھلاؤں۔۔۔؟؟ شامی کے سر دانداز پے وہ اس سے سر جھکائے دائی می لیتی منہ میں رکھ گئی۔ اور پانی سے گلے میں انڈیلتی اسے بری طرح کھانسی لگ گئی۔ شامی نے پریشانی سے اس کی کمر سہلائی۔ تو عابی نے اس کا ہاتھ پرے جھٹکا۔

بب۔۔۔۔۔ بے۔۔۔ فکر رہیں۔۔۔ آپ کے بچے کی حفاظت۔۔۔ ہم۔۔۔ اپنی جان سے بھی زیادہ کریں گے۔۔۔! لیکن۔۔۔ صرف۔۔۔ آپ کے بچے کی۔۔۔! عابی نے گردن موڑ کے کہتے شامی کو بری طرح جھنجھوڑ کے رکھ دیا۔

کیا کہنا چاہتی ہو۔۔۔؟؟ صاف صاف کہو۔۔۔!

شامی نے اٹھتے ہوئے غصہ سے کہا۔

ہمیں۔۔۔ ہماری امی کے پاس جانا ہے۔۔۔ ابھی اسی وقت۔۔۔! آنسو صاف کرتی وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

اچھا۔۔۔؟؟ اور تمہیں لگتا ہے۔۔۔ کہ میں تمہیں بھیج دوں گا۔۔۔؟؟ سینے پے بازو باندھے سخت انداز سے پوچھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہمیں۔۔۔ جانا ہے۔۔۔ ابھی اسی وقت۔۔۔ ورنہ۔۔۔؟؟؟ عابی کو بھی غصہ آنے لگا۔۔۔  
ورنہ کیا۔۔۔؟؟ کیا کر لو گی تم۔۔۔؟؟ ہاں۔۔۔؟؟ شامی بی دو قدم کا فاصلہ مٹاتا اس کے قریب ہوا۔  
ہم۔۔۔ خود چلے جائیں گے۔۔۔! عابی اس کے ایک طرف سے ہوتی روتے ہوئے نکلنے لگی۔ کہ شامی نے  
اس کا ہاتھ تھامے اسے بستر پر بٹھایا۔  
خبردار۔۔۔ جو ایک قدم بگی میری اجازت کے بنا اس کمرے سے بھی باہر نکالا تو۔۔۔ ٹانگیں توڑ کے بستر پر  
ڈال دوں گا۔ سمجھی تم۔  
اس پر جگاہ انتہائی طیش کے عالم میں بولا تنگھا۔ اچانک سے شامی کے بدلتے تیور پر عابی منہ کھولے اسے  
دیکھتی رہ گئی۔  
اسے از سر نو۔۔۔ اپنی زندگی کا احتساب کرنا پڑا وہ کہاں مات کھاگئی تھی۔۔۔؟؟  
کیا شامی کو پہچاننے میں اسے غلطی ہوگئی تھی۔۔۔؟؟ یا۔۔۔ وہ جان بوجھ کے آنکھیں بند کر چکی تھی۔  
خاموش آنسو بہاتی وہ شامی کو مزید طیش دلارہی تھی۔  
وہ جو اس پر غصہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کی بے تکی باتوں کی وجہ سے پھر سے اس پر غصہ کر گیا۔  
نجانے کیا کیا خود سے اخذ کر چکی تھی۔۔۔؟؟



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور اب شامی پے اس کی محبت پے شک کر رہی تھی۔ وہ بھی شادی کے پانچ سال بعد اسے یاد آیا کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔۔۔ بلکہ صرف اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے۔۔۔ مطلب۔۔۔؟؟ حد ہی ہو گئی۔ اپنے بالوں میں انگلیاں پھرتا وہ ادھر سے ادھر چکر لگا رہا تھا۔

ہم ہی سب سے بڑے بے وقوف ہیں۔۔۔ اور اسی لائق ہیں۔۔۔ وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ ہو گیا۔۔۔ اندازہ۔۔۔؟؟ اب چپ کر کے سو جاؤ۔۔۔ میرا دماغ خراب مت کرنا۔۔۔! شامی بی تقریباً دبا چینھا تھا۔

عابی سہم سی گئی اور پھر بالکل ہی چپ ہو گئی۔ وہ ایسی ہی تھی۔ جتنا مرضی وہ شامی سے لڑ لیتی۔۔۔ لیکن اس سے آج بھی ڈرتی تھی۔

اپنا غصہ ترک کرتا وہ اس کے پاس آ کے بیٹھا۔

عابی۔۔۔! بہتر ہو گا۔۔۔ اپنے ماغ سے یہ خرافات نکال دو۔۔۔ ورنہ۔۔۔ زندگی۔۔۔ بہت مشکل ہو جانی ہے۔۔۔ یہ سب سوچ کے۔۔۔ بول کے۔۔۔ نہ صرف تم مجھے تکلیف دے رہی ہو۔۔۔ بلکہ خود کو بھی۔۔۔! شامی نے بے بسی سے اس کا ہاتھ تھامتے کہا۔

ہمیں۔۔۔ نیند آرہی ہے۔۔۔ عابی نے رخ پھیرا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہممم۔۔۔ سو جاؤ۔۔۔! شامی خاموشی سے اس کے پاس سے اٹھتا اس پے کمفر ٹراوڑھتا خود گیلری میں چلا آیا۔

اس کا دل بہت بری طرح دکھاتا تھا۔ بھلا ایسے کیسے ممکن تھا۔ کہ وہ عابی سے محبت نہ کرتا۔؟ وہ تو اس کی روح اس کی زندگی میں شامل تھی۔ ہاں وہ الگ بات تھی۔ کہ وہ اظہار کے معاملے میں توڑا کنجوس واقع ہوا تھا۔ لیکن وہ وہ ان پانچ سالوں میں اسے سمجھ ہی نہ پائی تھی۔۔۔؟؟

شامی کو اس بات کا سخت دکھ تھا۔

وہ کتنی نیگیٹیو سوچ رہی تھی۔ لیکن اس کی کنڈیشن کی وجہ سے وہ چپ ہو گیا تھا۔ اور سوچ لیا تھا۔ کہ وہ اب اس سے کبھی کوئی فالتو بات نہیں کرے گا۔۔۔ اونہ ہی بچے کے حوالے سے کچھ۔۔۔ بھی کہے گا۔۔۔

بچہ۔۔۔؟؟ کس قدر خوش ہوا تھا وہ یہ خبر سن کے۔۔۔! لیکن۔۔۔ عابی کے چہرے پے کوئی خوشی ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی تھی۔ وہ کافی دیر وہیں گیلری میں رہا۔ جب دماغ سن ہو گیا تو سر جھٹکا وہ اندر واپس آ گیا۔

لائیٹ آف کرتا بیڈ پے اس کے قریب لیٹا۔ تو اس کا وجود ہلکے ہلکے ہل رہا تھا۔ جس کا مطلب تھا وہ ابھی بھی رورہی تھی۔

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

شامی نے نفی میں سر ہلاتے اسے خود سے قریب کیا۔ اور اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے اسے اپنے مضبوط حصار میں لیا۔ وہ اس کی شرٹ مضبوطی سے تھامے سسکی۔

شامی نے اس کے ماتھے پر محبت بھرا بوسہ دیا۔ جس سے اس پاگل کو سکون محسوس ہوا۔ اور رونے کی شدت میں کمی واقع ہوئی۔

پاگل۔۔۔۔! اسے اپنے ساتھ بھینچے اس کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں چلاتا وہ اسے پر سکون کرتا خود بھی نیند کی وادیوں میں کھو گیا تھا۔



آج وہ بچوں کو لے کے پارک آگئی تھی۔ بچے انتہائی خوش تھے۔ آنا تو آفتاب نے بھی تھا۔ لیکن اس کی اچانک میٹنگ کی وجہ سے وہ نہ آسکا تو اسے اکیلے آنا پڑا۔ جب کہ گارڈز ان کے ساتھ ساتھ تھے۔  
مما۔۔۔ پلیز۔۔۔ اس سیونگ پر چلیں۔ مونس نے خوشی سے چہکتے کہا۔

ارے نہیں۔۔۔ بیٹا۔۔۔ یہ بڑے بچوں کے لیے ہے۔۔۔ آپ آئی اس طرف چلتے ہیں۔

وہ بچوں کو لیے پورے پارک میں مزے سے گھوم پھر رہی تھی۔  
کافی وقت گزار کے وہ اب ایک اوپن ریسٹورینٹ میں کھانے پینے کے لیے بیٹھے تھے۔  
ایم ٹوچ ٹائیڈ۔۔۔۔! ملکہ نے اسٹائی ل سے کہا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

میم کیا لیں گیں۔۔۔؟؟ ویٹران کا آرڈر لینے آگیا۔

آرڈر دیتے ہوئے بھی انہوں نے کافی وقت لگا دیا۔ اور پھر سے آج کے دن کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ کنول ان کے چہرے پے پھیلی خوشی دیکھا اپنے اندر بہت سکون اترتا محسوس کر رہی تھی۔

اس نے رب کا شکر ادا کیا کہ اپنی انا اور ضد میں اس نے زیادہ دیر نہیں کر دی۔۔۔ ورنہ اگت مونس کا دل اس سے بد ظن ہو جاتا۔۔۔؟ تو۔۔۔ وہ کیا۔۔۔؟؟ کیا کرتی۔۔۔؟



آفتاب کو عین وقت سے مسٹر چیمہ کی وجہ دے رکنا پڑ گیا۔

اس شخص نے زمین کے جھوٹے پیپرز بنوا کے عدالت میں پیش کر دیئے۔ جس پے ان کو نوٹس آیا تھا۔ اپنے وکیل سے تمام باتیں ڈسکس کر لینے کے بعد اس نے زمین کے اصل پیپرز کی کاپی وکیل نجم صاحب کو دے دی۔ جو اس کیس کو لے کے آگے چلنے والے تھے۔ نجم صاحب ان سے اجازت لے کے جا چکے تھے۔ اگلی پیشی پے وکیل نجم صاحب نے جانا تھا۔

اپنے آفس میں بیٹھا وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

کہ فون کی بیل پے چونکا۔

کیا حال ہیں۔۔۔ مسٹر خان۔۔۔؟؟ مسٹر چیمہ کی کھنک دار آواز پے آفتاب چونکا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اللہ کا کرم ہے مسٹر چیمہ۔۔۔

آفتاب کے چہرے کے تاثرات سرد ہوئے۔

مسٹر خان۔۔ کیا یہ بہتر نہیں۔۔ کہ ہم آپس میں معاملہ سیٹ کر لیں۔۔؟؟ آپ مجھے وہ زمین دے دیں۔۔ او بدلہ میں کچھ رقم لے لیں۔۔؟؟

آپ کو لگتا ہے۔۔؟؟ اب کچھ بات بن سکتی ہے۔۔؟؟ آپ نے عدالت کا رخ کیا ہے مسٹر چیمہ۔۔۔ اب بات عدالت میں ہی ہوگی۔۔ آفتاب نے سرد لہجے میں ان کو جواب دیا۔

خان۔۔۔! بھولومت۔۔۔ وہ زمین بہت عرصے سے ہمارے قبضے میں ہے۔۔ اور اتنی آسانی سے تو نہیں قبضہ چھوڑنے والا۔

مسٹر چیمہ کی غصیلی آواز آئی۔ تو آفتاب خن تمسخر سے ہنسا۔

یہ عدالت بتائے فیصلہ کرے گی اب۔

آفتاب خان۔۔۔! تمہارے۔۔۔ دووش بچے بہت پیارے ہیں۔۔۔

اس کی بات پے اب کی بار آفتاب چونکا۔

READERS CHOICE



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور بیوی۔۔۔؟؟ وہ تو انتہائی خوبصورت ہے۔۔۔ اس وقت۔۔۔ وہ۔۔۔ کہیں گھومنے لگے ہیں۔۔۔

ناں۔۔۔؟؟ اگر وہ۔۔۔ واپس ہی نہ آئے تو۔۔۔؟؟

چیمہ۔۔۔۔؟؟ آفتاب خان دھاڑا تھا۔

اگر میرے بیوی بچوں کی طرف آنکھ اٹھ کے بی دیکھا۔۔۔ تو تمہارا وہ حال کروں گا۔ کہ تم نہ زندہ میں رہو گے نہ مردہ میں۔۔۔!

شیر جیسی دھاڑ پے ایک پل کو چیمہ صاحب بھی لرز گئے۔ اور جھٹ سے فون بند کر دیا۔  
دوسری طرف آفتاب کا غصہ ساتویں آسمان پہنچ چکا تھا۔



آفتاب خان گاڑی میں بیٹھا اس وقت اس کا رخ اسی پارک کی طرف تھا۔ جہاں اس کے بیوی بچے تھے۔  
گاڑی پارکنگ ایریا میں کھڑی کرتے وہ دو گارڈز کے ہمراہ بھاگتا ہوا پارک میں آیا تھا۔ اور انہیں ڈھونڈنے لگا۔ وہ کب سے کنول کو کال کر رہا تھا۔ لیکن وہ تھی کہ ٹھاہی نہیں رہی تھی۔ جس وجہ سے وہ زیادہ پریشان ہوا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

لیس۔۔۔۔۔ بھیا۔۔۔۔۔ یو کین ڈو۔۔۔۔۔ اٹ۔۔۔۔۔! ملکہ کی آواز عقب سے سنتا وہ اس طرف مڑا تھا۔ جو مونس کو ایک سوینگ کے ساتھ چٹی راپ کر رہی تھی۔ اور تالیاں بجا رہی تھی۔

آفتاب بھاگنے کے سے انداز میں اس تک پہنچا۔ اور اسے اپنے سینے میں بھینچا۔ اس نے رب کا شکر ادا کیا۔ کہ اس کے بچے ٹھیک ہیں۔ مونس باپ کو دیکھتا سوینگ سے اتر آیا۔ بھاگتا ہوا خوشی سے باپ کے گلے لگا۔

آفتاب خان نے دونوں کو سینے سے لگایا۔ بچوں کے ساتھ آئے گا رڈ زبی وہاں موجود تھے۔

ڈیڈ۔۔۔ آپ آگئے۔۔۔ اب اومزہ آئے گا۔۔۔ ملکہ خوشی سے چہکی۔

بیٹا۔۔۔ اب گھر چلتے ہیں۔۔۔ نیکسٹ سنڈے آئی یں گے۔۔۔ ٹھیک ہے۔ آفتاب نے ملکہ اور مونس کا ماتھا چوما۔

مما۔۔۔ کہاں ہیں۔۔۔؟ اچانک سے آفتاب کو محسوس ہوا۔

وہ۔۔۔ ابی تو یہیں تھیں۔ مونس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائی یں۔

آفتاب کو وہ کہیں دکھائی نہ دی۔

عظیم خن بچوں کو گا رڈ ز کے ساتھ لے کے گاڑی میں جائی یں۔۔۔ بلکہ گھر جائی یں۔۔۔ میں آتا ہوں۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آفتاب نے بچے عظیم خان کے حوالے کرتے خود آگے بڑھتا کنول کو ڈھونڈنے لگا۔ جو یہاں اتنے رش میں کہیں نظر نہ آئی۔

یار۔۔ بہت برا حادثہ ہوا ہے۔۔ پورا سوینگ ہی گر گیا۔۔ اس بیچاری لڑکی پے۔۔ کسی کی پاس سے گزرتے ہوئے بات کانوں میں پڑی تو آفتاب کا دل بری طرح لرزا اٹھا۔  
تمہاری بیوی بت خوبصورت ہے۔۔۔۔

چیمہ کے الفاظ کی بازگشت سے اس کا سر گھوما تھا۔ وہ بھاگت ہو اس حادثے کی جگہ پہنچا۔ کافی رش تھا۔ ایک سوینگ ہی الٹ گیا تھا۔ آفتاب نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن وہ اظالم کہیں نظر نہ آئی۔  
اس کا دل اب بری طرح اسے صحیح سلامت دیکھنے کا متمنی ہوا تھا۔  
ڈونٹ وری۔۔! بیٹا۔۔ ہمت کرو اٹھو۔۔

سوینگ کے قریب پہنچتے اسے ایک طرف سے آواز آئی تھی۔ وہ آواز وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتا تھا۔ وہ پلٹا۔ اور اس طرف آیا۔ وہ کسی بچے کو کھڑا کیے اس کی ہیلپ کر رہی تھی۔  
آفتاب نے مٹھیاں بھینچیں۔ اور غصہ سے اس کی طرف بڑھا۔  
اور اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تمہارا دماغ کام کرتا ہے یا نہیں۔۔ کیا کر رہی ہو تم یہاں۔۔؟ وہ غصہ سے پھٹ پڑا تھا۔ کنول اسے بس دیکھتی رہ گئی۔

لیکن پلٹ کے کچھ بول نہ سکی۔ اس بچے کو اس کے ماں باپ کبھی تھے بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ شکر اللہ کا ہمارا بچہ صحیح سلامت ہے۔ آپ کو شکریہ۔۔ آپ نے ہمارے بچے کی جان بچالی۔۔ وہ کنول کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔ کنول آگے سے مسکرا بھی نہ سکی۔ اس بچے کو وہ گرتے ہوئے دیکھ چکی تھی۔ اس لیے وہاں اپنے بچوں کو گارڈز کے حوالے کرتی خود بھاگتی ہوئی اس طرف آئی تھی۔ جس میں اس بچے کو جھولے کے نیچے سے نکالتے وہ اپنا ہاتھ پھر سے زخمی کر چکی تھی۔

آفتاب نے اس کا وہی ہاتھ غصہ سے تھاما۔ اور اسے وہیں سے کھینچتا ہوا لے جانے لگا۔ کنول اس کے ساتھ گھسیٹتی چلی گئی۔

اسے لے جا کے گڑی میں پٹخنے والے انداز میں بٹھایا اور خود بھی بیٹھا۔ ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کی۔ تو کنول کو ہوش آیا۔

بچے۔۔؟

بہت جلدی یاد آگئی بچوں کی۔۔؟ طنز سے اس کی طرف دیکھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس کا انداز بتا رہا تھا۔ بچے اسے مل گئے ہیں۔ کنول نے محسوس کیا تو دوبارہ کچھ نہ بولی۔ اپنا ہاتھ آنچل میں چھپالیا۔ جس میں سے اب خون بہنے لگا تھا۔ آفتاب کی نظر اس کے سفید آنچل پر پڑی جو لال ہو رہا تھا۔ ایک نظر اسے دیکھا جو بنا کسی تاثر کے باہر دیکھ رہی تھی۔

آفتاب نے دانت پیسے۔ اور ڈرائی یور کو گاڑی ہاسپٹل کی طرف لے جانے کا کہا۔

کچھ ہی دیر میں وہ ہاسپٹل کے سامنے تھے۔ کنول نے حیرت سے مڑ کے اسے دیکھا۔ اس نے گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے نیچے آنے کا اشارہ کیا۔ کنول نے گہرا سانس خارج کرتے اس کے ساتھ نیچے اترتی ہاسپٹل کے اندر چلی آئی۔ اس کے زخم کا معائنہ کیا جانے لگا۔

آفتاب اس کے سر پر ہی کھڑا تھا۔ ڈاکٹر کی جرات نہ تھی کہا سے باہر جانے کو کہتا۔ فون پر وہ بچوں کے گھر پہنچ جانے کا اطمینان کر چکا تھا۔

کنول کی بینڈج ہوتے وہ بھی باہر نکلے تھے۔ اسے لیے وہ گاڑی میں واپس بیٹھا تھا۔

سارے راستے خاموشی ہی رہی تھی۔ دونوں میں سے کوئی بھی کچھ نہیں بول پارہا تھا۔

گاڑی گیٹ سے انٹر ہوئی۔

رکو۔۔۔!



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اتر کے وہ اندر کی جانب بڑھتی کنول آفتاب کی آواز پے رکی۔ اور اس کی طرف پلٹی۔

آج کے بعد۔۔۔ بچوں کو اکیلے لے کے تم کہیں نہیں جاؤ گی۔۔۔! آواز میں سختی تھی۔

کیوں۔۔؟ کنول کو اس کی بات پے سخت غصہ آیا۔

کیوں۔۔؟؟ یہ پوچھنے کا حق تم نہیں رکھتی۔۔۔ آفتاب نے پاس آتے اسے سر سے پاؤں تک جانچا تھا۔

وہ کہیں سے بھی دو بچوں کی ماں نہیں لگتی تھی۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ حسین ہو گئی تھی۔ اور کم عمر لگنے

لگی تھی۔ حقیقت میں ایسا تھا۔۔؟؟ یا آفتاب کے دیکھنے میں بدلاؤ آ گیا تھا۔۔۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

میں حق رکھتی ہوں۔۔ آفتاب شیر خان۔۔۔ کیونکہ۔۔۔ میں ماں ہوں۔۔۔ اور میں اپنے بچوں کو کہیں بھی

لے جاسکتی ہوں۔۔ اس کے لیے مجھے کسی کی بھی پر میشن کی ضرورت نہیں۔۔۔

ضرورت ہے۔۔۔ وہ بچے میرے ہیں۔۔ اس گھر میں اور اس گھر سے باہر۔۔ وہ کہیں بھی ہوں گے۔۔

میری ذمہ داری ہیں۔ اس لیے جتنا کہا ہے۔۔ اتنا ہی کرو تو تمہارے لیے بہتر ہو گا۔۔ ورنہ۔۔؟؟

ورنہ کیا۔۔؟؟ وہ پھر لڑنے مرنے پے تل آئی تھی۔ اسے آفتاب کے رویے سے دن بدن مسی لہ ہوتا جا

رہا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

صرف دھمکیاں ہی دیتے ہیں آپ۔۔۔! لاسٹ سنڈے بھی وہ آپ کا ویٹ کرتے رہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ آپ کو اپنے کام سے فرصت ہی کب ملی کہ انہیں لے کے جاتے۔۔۔؟؟ آج بھی وہ آپ کا ویٹ کرتے رہے۔۔۔ کہ آپ انہیں لے کے جائیں گے۔۔۔ لیکن۔۔۔ آج بھی۔۔۔ آپ نے ہی انہیں اکیلا بھیجا۔۔۔ اپنی مرضی سے۔۔۔ اب آپ۔۔۔ مجھے مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں۔۔۔؟؟ کنول نے اسے آئی نہ دکھایا۔ تو وہ لب بھینچ گیا وہ صحیح کہہ رہی تھی۔ اس نے ہی اجازت دی تھی اسے جانے کی۔۔۔ اور اب وہ خود ہی اس پے بھڑک رہا تھا۔ اور اس سب کی وجہ وہ مسٹر چیمہ تھے۔۔۔ اپنا ماتھا مسلتا وہ نفی میں سر ہلاتا گہرا سانس خارج کر گیا۔

میں تمہیں کوئی الزام نہیں دے رہا۔۔۔ اگر منع کر رہا ہوں۔ تو اس کے پیچھے کوئی وجہ ہے۔۔۔ اس لیے۔۔۔؟

کیا وجہ۔۔۔؟؟ یہی ناں۔۔۔ کہ آپ کو لگتا ہے کنول کہ اپنے بچوں کو لے کے کہیں فرار ہوگئی تو کیا ہوگا۔۔۔؟؟ کنول نے اس کو غصہ سے دیکھتے ماتھے پے بل ڈالے پوچھا۔

آفتاب اس کی سچ پے اسے دیکھتا رہ گیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ ہستی ہی پیدا نہیں ہوئی۔۔ جو مجھ سے میرے بچوں کو چھین کے لے جاسکے۔۔! آفتاب نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے سرد آواز میں کہا۔

کنول ایک پل اس کی آنکھوں کی گہرائی میں کھوسی گئی۔

کیا یہ وہی آفتاب خان ہے۔۔؟؟ دل نے سوال کیا۔۔؟؟ لیکن اندر سے سوائے خاموشی کے کچھ نہ ملا۔  
کنول واپس پلٹی۔

آنسو چھپانا چاہتی تھی۔

مونس اور۔۔۔ ملکہ۔۔۔ کو جتنی ایک ماں کی ضرورت ہے۔۔۔ اس سے زیادہ۔۔۔ شاید ایک باپ کی۔۔۔! اور۔۔۔ ایک ماں اپنے بچوں کو۔۔۔ ان کے باپ سے کبھی جدا نہیں کرے گی۔۔۔!  
آنسو چھلک ہی آئے۔ لیکن لہجہ نارمل رکھا۔

میرا یہاں ہونا۔۔۔ صرف میرے بچوں کی وجہ سے ہے۔۔۔ جنہیں۔۔۔ ہم دونوں کا پیار چاہیے۔۔۔ بچوں کی شخصیت بنانے اور بگاڑنے میں۔۔۔ ماں باپ دونوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔۔۔ ماں اگر بچوں کو سنوارتی ہے۔۔۔ تو باپ۔۔۔ ایک مضبوط سائی بان دیتا ہے۔۔۔ لہجہ دکھی اور دھیماتا تھا۔ مجھے۔۔۔ نہیں ملا۔۔۔ نہ ماں۔۔۔ کی ممتا۔۔۔ نہ باپ کا سائی بان۔۔۔ اور۔۔۔ نہ شوہر۔۔۔؟؟ کہتے کہتے وہ رکی تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آفتاب نے اسے دکھ سے دیکھا۔ لیکن اس کے آنسو وہ دیکھ نہ سکا۔

میری۔۔ اللہ سے دعا ہے۔۔۔

اللہ آپ کو ہمیشہ۔۔ ان کے سر پہ قائم رکھے۔۔ اور۔۔؟؟ کبھی۔۔ ان کا سائی بان نہ بکھرے۔۔۔  
! وہ اب ضبط ٹھوٹا محسوس کرتی وہاں سے اندر بڑھ گئی۔

اس کی برداشت سے اب باہر ہو گیا تھا۔

یہ بات اسے بہت تکلیف دے رہی تھی۔ کہ۔۔ آفتاب کو صرف بچوں کی پرواہ ہے۔۔ اس کی نہیں۔۔  
مطلب۔۔؟؟ وہ جیئے مرے۔۔ جہاں مرضی جائے۔۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔ کیا۔۔ واقعی۔۔  
اب وہ سب کچھ کھو چکی تھی۔۔ وہ محبت۔۔؟؟

سب۔۔

ختم ہو گیا تھا۔۔؟؟

مجھ سے پہلی سی محبت۔۔ میرے محبوب نہ مانگ۔۔۔

دو آنسو ٹوٹ کے گرتے بے مول ہو گئے۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آفتاب اس کے لفظوں کو سمجھ کے بھی انجان بنا رہا۔ وہ اسے نہیں بتا سکا۔ کہ وہ اس کے لیے کیا معنی رکھتی ہے۔۔ اس کا تین سال پہلے کا یاد کھ سب پے حاوی ہو جاتا تھا۔

عابی ناشتہ بنانے میں مصروف تھی۔ جب باہر دروازے پے نیل بجی۔ آج سنڈے تھا۔ اور شامی اور سلطان صاحب دونوں ہی گھر تھے۔

جمیلہ خاتون منہا کو ناشتہ کروا رہی تھیں۔ جبکہ شامی اپنے روم میں آج دیر تک سونے کا شغل منانے والا تھا۔ سنڈے اس کا یو نہی گزرا کرتا تھا۔

ایک منٹ پھوپھو آپ بیٹھیں ہم دیکھتے ہیں۔ عابی نے دروازہ کھولا۔ تو سامنے انابیہ کو اپنی فیملی کے ساتھ دیکھ کھل اٹھی۔۔

انا آپی۔۔۔؟؟ عابی نے آگے بڑھ کے فوراً اسے اپنے گلے سے لگایا۔ دونوں ایک دوسرے سے گلے لگیں  
دنا جہان کو بھول گئی تھیں۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

یار۔۔ ہم بھی۔۔ ساتھ ہی ہیں۔۔ راستے سے تو ہٹ جاؤ۔۔ دونوں۔۔ شہیر نے نفی میں سر ہلاتے انہیں آگے سے ہٹنے کو کہا۔

اوہ۔۔ سوری خان بھائی۔۔ آجائیں اندر۔۔! وہ سب کو راستہ دیتی ایک طرف ہوئی۔  
جمیلہ خاتون خانم کو اپنے گھر دیکھ بہت خوش تھیں وہ یکسر ہی بدل گئی تھیں۔ محبت سے سب سے ملیں۔  
سلطان صاحب بھی باہر آچکے تھے۔ سب سے پر تپاک انداز میں ملے تھے۔

شامی کہاں ہے۔۔؟؟ انابیہ نے اپنے سول میٹ کا پوچھا۔

وہ۔۔۔ سورہے ہیں۔۔ عابی نے جھجھکتے ہوئے کہا۔

میں اٹھاتی ہوں۔۔ عابی فوراً اندر کی جانب بڑھنے لگی۔ ایک منٹ میں خود جگاتی ہوں۔۔ اپنے اسٹائیل سے۔۔۔ اسے۔۔ بھلا کون پاگل اتنی دیر تک سوتا ہے۔۔؟؟ انابیہ نے کہتے ہی پانی سے بھرا جگ اٹھایا۔  
اور شامی کے کمرے کی جانب بڑھی۔ سبھی اسے دیکھ کے مسکرا اٹھے تھے۔

شامی بہت مزے سے نیند کی وادیوں میں کھویا ہوا تھا۔ جب اچانک سے اس پے پانی کا فوارہ چھوٹا۔ وہ ہڑبڑا کے اٹھا۔  
READERS CHOICE

عابی۔۔۔؟؟ یہ کیا طریقہ ہے۔۔؟ وہ چلایا تھا۔ یہ دیکھے بنا کہ پانی پھینکنے والا کون تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جیسے ہی کھلکھلاتی انابیہ پے نظر پڑی۔ ایک دم ساکت ہوا۔  
آنکھیں بند کرتے دوبارہ کھولیں۔ وہ ابھی بھی سامنے تھی۔

تم۔۔ تم کب آئی۔۔؟؟ آگے بڑھ کے انابیہ کو گلے سے لگاتے اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔  
بس ابھی ابھی۔۔! انابیہ نے خوش ہوتے بتایا۔

تم لوگ تو دو دن بعد آنے والے تھے۔۔ پھر اچانک۔۔؟؟ کیسے پروگرام بن گیا۔  
اپنا حلیہ بگڑا دیکھتا وہ بہت پیار سے پوچھ رہا تھا۔

ایسے۔۔۔۔! انابیہ نے ایک اور جگہ پاس سے اٹھایا۔ اور پھر سے شامی پے سارا انڈیل دیا۔ اس کے بعد وہ  
رکی نہیں۔ فوراً باہر بھاگی۔ شامی بھی اس کے پیچھے تھا۔ اب انابیہ آگے تھی اور شامی پیچھے پیچھے۔۔۔  
دونوں پورے گھر میں بھاگ رہے تھے۔

کہ تبھی شامی سامنے سے آتی عابی سے ٹکرایا۔ وہ پیچھے کی طرف گرنے لگی تھی۔ کہ شامی نے اس کی کمر کے  
گرد بازو حائل کرتے فوراً اسے تھاما۔

اور خود سے لگایا۔  
READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تم ٹھیک ہو۔۔؟؟ اس کے ہاتھ سے ٹرے گر گئی تھی۔ وہ جو پراٹھے بناتی باہر لارہی تھی۔ بری طرح شمی سے ٹکرائی تھی۔

انابیہ نے فوراً آگے بڑھ کے ٹرے اور پراٹھے نیچے سے اٹھائے۔  
عابی سر پکڑ کے رہ گئی۔

کوئی حل نہیں۔۔ تم دونوں کا۔۔ اتنے بڑے بڑھے ہوگئے ہو۔۔ لیکن بچوں والی حرکتیں نہیں  
چھوڑتیں۔۔ اب کہیں لگ جاتی اسے تو۔۔؟؟ تہ بھی ہے کس حل میں ہے۔۔ وہ۔۔! جمیلہ خاتون نے  
دونوں کو ہی ڈانٹا۔

چلو یہاں۔ آؤ۔۔ عابی۔۔ ادھر چل کے بیٹھو۔

عابی کا ہاتھ تھامے وہ اسے سب کے پاس گارڈن ایریا میں لے آئی۔ جہاں سب ناشتہ کرنے میں  
مصروف تھے۔

یہ بڑے تو ٹھیک تھا۔۔ پر۔۔ امی نے بڑھا کسے کہا۔۔؟؟ انابیہ کو جمیلہ خاتون کی بات کچھ ہضم نہ ہوئی۔  
جب کہ شامی کان کھجاتا رہ گیا۔

ویسے۔۔ اچھا لگا۔۔! تم بھی اب ہماری فہرست میں آنے والے ہو۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

انانیہ نے اسے کانگریس لیٹ کیا۔ تو وہ مسکرا دیا۔ دونوں باتیں کرتے ہوئے گارڈن میں سب کے پاس آئے۔

شہیر سے گلے ملتے شامی نے کن اکھیوں سے عابی کو دیکھا جو ابھی بھی بس سر کو پکڑے ہوئے ہوئے دبا رہی تھی۔

زکیہ باجی۔۔۔! سب کے لئے ناشتہ ڈائی ننگ پے لگا دیں۔۔۔ جمیلہ خاتون نے گھر کی اکلوتی ملازمہ سے کہا۔  
تو وہ اثبات میں سر ہلاتیں اندر کی جانب بڑھیں۔

ہم دیکھتے ہیں۔ عابی نے وہاں سے اٹھنا چاہا۔ لیکن جمیلہ خاتون نے واپس بیٹھا دیا۔

وہ ایک لمحے کو بھی عابی کا وہم نہیں کھاتی تھیں۔ جب سے وہ حادثہ ہوا تھا۔ اور اس کے بعد جو وہ روئی تھی۔  
جمیلہ خاتون بھول ہی نہیں رہی تھیں۔ وہ انہیں بہت عزیز ہو گئی تھی۔

عابی۔۔۔ تمہاری طبیعت نہیں ٹھیک لگ رہی جاؤ۔۔۔ آرام کرو۔۔۔ پلیز۔۔۔! انانے فکر مندی سے کہا۔

ارے نہیں۔۔۔ ہم ٹھیک ہوں۔۔۔ بس۔۔۔! ایسے ہی۔۔۔! وہ جمیلہ خاتون کے منع کرنے کے باوجود سب کو  
ٹیبل پے ناشتہ سرو کر رہی تھی۔

READERS CHOICE

میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

اگر سب منع کر رہے ہیں۔ تو سن لیتے ہیں بات۔۔۔! جاؤ۔۔۔ روم میں۔۔! شامی کے لہجے میں تھوڑی سختی اور ناگواری سی تھی۔ عابی محسوس کرتی سر جھکائے فوراً وہاں سے اپنے روم کی جانب بڑھ گئی جب کہ آنکھیں پانیوں سے بھر گئی تھیں۔

شامی۔۔۔! اپنے لہجے پر تھوڑا قابو رکھیں۔ سلطان صاحب نے دھیرے سے ٹوکا۔  
جب کہ سبھی ایک لمحے کو چپ سے ہو گئے۔ انابیہ کو دونوں کے بیچ میں کچھ کھٹکا سا لگا۔

اسے روم میں آئے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی۔ کہ شامی ناشتے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوا۔  
جب کہ عابی باتھ روم سے منہ صاف کرتی باہر آئی تھی۔  
اس کا چہرہ بتا رہا تھا۔ وہ روئی ہے۔

یہاں آؤ۔۔! شامی نے نرمی سے اسے پکارا۔ وہ جو اسے انگور کر کے نکلنے لگی تھی اس کے پکارنے پر پھر سے دل بھر آیا۔

اپنی جگہ پے جم کے کھڑی ہو گئی۔ لیکن شامی کے پاس نہ گئی۔  
شامینے گھر سناں خارج کرتے اس کا ہاتھ تھام کے اسے صوفے پے بٹھایا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اپنے ہاتھسے نوالہ توڑتے اس کے منہ میں ڈالنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔ تو وہ اپنے ضبط کیے آنسو بہانے لگی۔

عابی۔۔۔! رونے کا سیشن بعد میں پہلے ناشتہ کر لو۔

شامی نے اسے پیار سے ٹوکا۔ تو وہ منہ میں نوالہ رکھتے منہ ہاتھوں میں چھپا کے بری طرح رودی۔

شامی اس کے اس طرح رونے سے از حد پریشان ہوا۔

اور فوراً اسے خود سے لگایا۔

پاگل۔۔۔ کیوں رو رہی ہو۔ اتنا۔۔۔؟؟ ہوا کیا۔۔۔؟؟ اسے اپنے ساتھ لگائے وہ اس کی پیٹھ سہلا رہا تھا۔

آپ نے ہمیں۔۔۔ سب کے۔۔۔ سامنے۔۔۔ ڈانٹا۔۔۔! وہ اس کی شرٹ کو ٹنسوؤں سے بھگوتے ہچکیوں میں بولی تھی۔

ڈانٹ نظر آئی۔ اس میں میرا پیار نظر نہیں آیا۔۔۔؟؟

بہت نرمی سے اس کے بالوں کو ہاتھ سے اس کے چہرے سے پیچھے کرتے کہا۔

آپ۔۔۔ آپ۔۔۔ ہم سے۔۔۔ پیار نہیں۔۔۔ کرتے۔۔۔ آپ نے۔۔۔ خود کہا۔۔۔! وہ روتے ہوئے بالکل بچوں کی طرح لگ رہی تھی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہمممم۔۔۔ پیار نہیں کرتا اس لیے۔۔۔ پھر سے ممان رہی ہو۔۔۔ ہیں۔۔۔ ناں۔۔۔؟؟ پیار بھرے لہجے میں کہا  
تو وہ بلش کرنے لگی۔

اور چہرہ جھکا لیا۔

آپ۔۔۔؟؟ وہ کچھ بول نہ پائی اب۔۔۔

میرا سوہنا گول گپہ۔۔۔؟؟ کس طرح کا پیار چاہتا ہے۔۔۔؟؟ پہلے ناشتہ کر لو۔۔۔ پھر مجھے بتانا۔۔۔ ویسے ہی  
پیار کروں گا۔۔۔ ٹھیک۔۔۔! پیار سے اس کے گال پر بوسہ دیتے وہ اسے ناشتہ کروانے لگا تھا۔ اور وہ بھی  
اس کے سینے سے لگی چپ چاپ ناشتہ کرنے لگی۔

شامی نے محسوس کیا تھا۔ وہ بہت زیادہ حساس ہو گئی تھی۔ شامی کی ہر بات کو وہ ان دنوں بہت ہی  
محسوس کرنے لگی تھی۔ اس لیے شامی نے سوچ لیا تھا وہ اسے بہت پیار سے ہینڈل کرے گا۔



مسٹر اسد چیمہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا میٹنگ میں مصروف تھا۔ کہ اچانک سے ڈور اوپن ہوا۔ اور  
آفتاب شیر خان اپنے دو گارڈز کے ساتھ غصہ سے اندر داخل ہوا۔ سیدھی گن اس کے اوپر تانی۔  
یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ کیا ہے۔۔۔ خان۔۔۔؟؟ اسد چیمہ کچھ پل کو سہم کے بولا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ساتھ ہی نشانہ بدلتا وہ اس کے آفس میں موجود تمام چیزوں کو نشانہ بناتا فائی ر کر چکا تھا۔ وہاں موجود سبھی دم بخود اس کے جلال کو دیکھ رہے تھے۔

گن کارخ دوبارہ اسد چیمہ پے کیا۔

اگر میری بیوی یا بچوں میں سے کسی کو بھی ایک کھروچ بھی آئی ہوتی۔۔۔ تو۔۔۔ اس وقت ان سب کی جگہ تم ہوتے۔۔۔ ساری گولیاں تمہارے سینے میں میں گاڑ دیتا۔۔۔ آفتاب شیر خان کا انتہا کا غصہ دیکھ اسد چیمہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکا۔

آئی نہ۔۔۔ دھمکی دینے سے پہلے ایک بار سوچ لینا۔۔۔ آفتاب شیر خان۔۔۔ پیٹھ پیچھے وار نہیں کرتا۔۔۔ شیر ہے شیر۔۔۔ وہ اب کی بار دھاڑا تھا۔ کہ سبھی نے دل دہل کے اسے دیکھا۔

جب بھی وار کرے گا سامنے سے وار کرے گا۔ اور چیر پھاڑ کے رکھ دے گا۔۔۔! غصہ اور سرد لہجے میں کہتا وہ زور سے پاس پڑی شیشے کی ٹیبل کو ٹانگ مار کے کرچی کرچی کر گیا تھا۔

اسد چیمہ نے اس کے جاتے ہی گہر اسانس خارج کیا۔ اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔

سر۔۔۔؟؟ ساتھ بیٹھے بزنس پارٹنر نے ٹشو پیپر بڑھایا۔

پسینہ۔۔۔! اس نے ان کے ماتھے کی طرف اشارہ کیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اسد چیمہ نے ماتھے پے آیا پسینہ ہاتھ سے صاف کیا۔ اور اپنی جگہ سے اٹھتا وہ اندر ہی اندر کھولنے لگا تھا۔  
اس نے آفتاب شیر خان کو ہلکے میں لیا تھا۔ وہ انسان جو اسے اسی کے آفس میں آ کے دھمکا کے جاسکتا ہے وہ  
کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔

مونس۔۔۔ آپ کے ٹیسٹ میں۔ یہ اتنا کم گریڈ کیوں۔۔؟ کنول شام کو ان دونوں کو لیے گارڈن میں بیٹھی  
پڑھا رہی تھی۔ کہ میتھس کے ٹیسٹ پے نظر پڑی۔  
مما۔۔۔؟؟ وہ منمنایا۔

کیا ممما۔۔۔؟ مونس۔۔۔ یہ صحیح ہے کیا۔۔۔؟؟ اتنے کم گریڈ کیوں۔۔؟ کنول کو انتہائی برا لگا تھا۔  
مونس پریپ میں تھا تو ملکہ نر سری میں۔  
مما۔۔۔ ہی از ناٹ لائی ک کلرنگ۔  
ملکہ نے کنول کو ریزن بتایا۔۔۔

یہ تو کوئی وجہ نہ ہوئی۔ مونس۔۔۔ آپ نے مجھے بہت ڈس اپائی نٹ کیا ہے۔ کنول نے دھیمے لہجے میں کہا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

مما۔۔۔ سوری۔۔۔ نیکسٹ ٹائی م ایسا نہیں ہوگا۔ اے پلس گریڈ لوں گا۔ پکا پراس۔۔۔ اس نے پیار سے کنول کا ہاتھ تھاما۔

پکانا۔۔۔؟؟ کنول نے تصدیق چاہی۔

یس مام۔۔۔! مونس خوش ہو گیا کہ اس کی مماس سے ناراض نہیں ہوئی۔

مما۔۔۔ کیا آپ ہماری رئی مل والی ہی مماس ہونا۔۔۔؟؟ اچانک سے مونس کے کہنے پے کنول کا دل بر طرح دھڑکا۔

ایسا۔۔۔ کیوں کہا آپ نے۔۔۔؟

میرے فرینڈز کہتے ہیں۔۔۔ آپ ہماری مماس نہیں لگتیں۔ آپ تنی چھوٹی سی کیوٹ سی ہیں۔ جب کہ مماس تو موٹی اور ہیلتھی ہوتی ہیں نا۔۔۔؟؟

مونس نے کہتے ساتھ تصدیق بھی چاہی۔

ایسے نہیں کہتے بیٹا۔۔۔ سب کو اللہ نے بنایا ہے۔۔۔ اور سب ک اپنے ممی بابا سے پیار ہوتا ہے۔ اور کبھی کسی کے بارے میں برا نہیں سوچتے۔ اے ہمارا اللہ ناراض ہو جاتا ہے۔ کنول نے رساں لے سمجایا۔

بٹ۔۔۔ مام۔۔۔۔۔ یو آر سو سوویٹ۔۔۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

...I am lucky .. you are my mama

مونس نے اس سے گلے لگتے کہا۔ تو کنول مسکرا دی۔

بیٹا۔۔ مونس۔۔ ملکہ۔۔ جلدی سے چیخ کر کے آؤ۔۔ بیٹا۔۔ ہمیں۔۔ ابھی جانا ہے۔ اچانک سے آفتاب کی آمد پے وہ تینوں چونکے۔

کہاں۔۔ بابا۔۔؟؟ کنول کے دل میں آیا سوال ملکہ نے پوچھ لیا۔

بڑی داد سے ملنے۔۔! چلو۔۔ جلدی سے شوز پہن کے آؤ۔

آفتاب کے کہنے پے وہ دونوں اندر کی طرف بڑھے۔

آپ۔۔ خان۔۔ حویلی کی بات کر رہے ہیں۔۔؟ خن بیگم کی۔۔؟؟ غصہ ضبط کرتے آفتاب سے پوچھا۔

وہ جو ایک نظر اسے دیکھ اگنور کرتا موبائی لم یں بزی ہوا تھا۔ کنول کی بات پے چونکا۔

کوئی مسئی لہ ہے۔۔؟؟؟ اوہ۔۔ میں تو بھول گیا۔۔ محترمہ کے سارے مسئی لے ہی خان حویلی

سے شروع ہو کے خان حویلی پے ہی ختم ہوتے ہیں۔

ایک چڑ جو ہے۔۔ جو ساری ندگی رہے گی۔ آفتاب نے طنز کیا۔

آپ۔۔ مجھ سے اس طرح بات نہیں کر سکتے۔۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول کو تپ ہی چڑھ گئی۔

آپ جب چاہیں جائیں اپنی خان حویلی۔ مجھے کوئی مسئی لہ نہیں۔ لیکن۔۔ میرے بچوں کو کیوں لے کے جارہے ہیں۔۔؟؟؟ کنول نے اس کے مقابل آتے سوال گڑھا۔  
میری مرضی۔۔ تمہیں جوا طرہ نہیں ہوں میں۔ سمجھی تم۔۔! آفتاب نے اس کے چہرے کو دیکھتے غصہ سے کہا۔

خان حویلی میں ایک ناگن بھی بستی ہے۔ اور آپ میرے بچوں کو وہاں نہیں لے کے جائیں گے۔! کنول نے حتمی لہجے میں کہا۔

میں تمہارا پابند نہیں۔۔۔۔ آفتاب کا بھی پارہ ہائی ہوا۔  
وہ مزید کچھ کہتا کہ بچے وہاں آن موجود ہوئے۔

بیٹا۔۔ آپ گاڑی میں جا کے بیٹھو۔۔ بابا آرہے ہیں

آفتاب نے ان سے بہت پیار سے کہا۔

READERS CHOICE

تو وہ خاموشی سے باہر نکل گئے۔

ہمیشہ آپ اپنی من مانی کرتے ہیں۔۔ میرے بچوں کو کچھ ہواناں۔۔؟؟ تو یاد رکھیے گا۔۔؟؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیا۔۔۔؟؟ کی۔ یاد رکھوں۔۔۔؟؟ دھمکی دے رہی ہو۔۔۔؟؟ وہ جوانگی اٹھا کے وارن کر رہی تھی۔ ایک دم سے آفتاب کے قریب آنے پے چپ ہو گئی۔ وہ آج بھی اس شخص کی آنکھوں سے خوف کھاتی تھی۔

اسے چپ دیکھ وہ جھٹک کے باہر نکلا۔ ابھی گاڑی میں جا کے بیٹھا۔ کہ وہ بھی ایک دم سے اس کے سامنے والی سیٹ پے جا بیٹھی۔ حیرانی سے اسے دیکھا۔

جہاں میرے بچے جائیں گے۔۔ ان کی ماما بھی ان کے ساتھ جائیں گیں۔

پیارے مونس اور ملکہ کو دیکھتے کہا۔ جب کہ سنایا آفتاب خان کو۔ اس نے کوئی رسپانس شونہ کیا۔ اور گاڑی خان حویلی کی طرف بڑھ گئی۔ جہاں بہت سارے رازان کا انتظار کر رہے تھے۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ ڈرائیور نے بہت زور کی بریک لگائی۔

کنول نے بیلٹ نہیں لگائی تھی۔ اس لیے سیدھا جا کے آفتاب کی گود میں گری۔ آفتاب نے بھی اسے فوراً بانہوں کے حصار میں لیا تھا۔

مونس اور ملکہ دیکھتے رہ گئے۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول کے لب آفتاب کی گردن سے مس ہوئے۔ آفتاب نے ایک لمحے کو آنکھیں موندے اس لمس کو روح میں اترتا محسوس کیا۔

تین سال۔۔۔ تین سال۔۔۔ سے یہ لمس اس سے دور تھا۔ آج اس نے پھر سے چھو اتولا۔۔۔ پہلی بار ہی چھو ہے۔ دل نے ایک بیٹ مس کی۔

کنول اپنی پوزیشن کا خیال کرتی پیچھے ہٹی۔ لیکن وہ ابھی بھی لرز رہی تھی۔ اور لرزتے ہوئے اس نے بیلٹ ڈھونڈنی چاہی۔۔۔ کہ وہ بیلٹ لگا سکے۔

لیکن جب لرز رہی تھی۔ تو کیسی ڈھونڈ پاتی۔۔۔؟ بہت زیادہ کنفیوز ہو گئی تھی۔ وہ۔

اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔ کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوا۔ آفتاب کے قریب جانا اسے چھونا۔۔۔ یہ سب اچانک ہی ہوا تھا۔ لیکن اسے یہ احساس آج بہت الگ سا لگا۔ گاڑی پھر سے چل پڑی تھی۔ لیکن کنول نے ابھی تک سیٹ بیلٹ نہ لگائی تھی۔

آفتاب اس کا کنفیوز ہونا۔۔۔ اور انپنادیکھ رہا تھا۔ وہ بیلٹ غلط طریقے سے بنا دیکھے کھینچ رہی تھی۔ بچے ماں ک فیکھ کے مسکرانے لگے۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جب کہ کنول نے انہیں ایک گھوری سے نوازا۔ تبھی آفتاب نے آگے ہوتے اسے بیلٹ نکال کے لگا کے دی۔ اس پل آفتاب کا اس کے بے حد نزدیک ہوتے اپنی کلون کی خوشبو سے اسے ایک بار پھر سے اپنے حصار میں لے گیا۔ اس کا دل پھر سے زور زور سے دھڑکنے لگا۔ آفتاب کے چہرے کی طرف ایک بار بھی وہ نہ دیکھ سکی۔ اسے خود پے غصہ آرہا تھا۔ کہ کیوں وہ خود پے قابو نہیں رکھ پائی۔

گاڑی خان حویلی کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی۔ تو خان حویلی کے در و دیوار کو دیکھتے ایک بار پھر سے کنول کو پرانی یادوں نے جکڑا۔

ہاں۔۔۔ ہے اس سے میرا تعلق۔۔۔ سب کچھ ہے وہ میری۔۔۔ اور نکاح بھی کروں گا۔۔۔ اس سے۔۔۔ کل ہی۔۔۔ اسی جگہ۔۔۔ اسی سے۔۔۔ کروں گا۔۔۔ نکاح۔۔۔ تمہارے سامنے۔۔۔ سب کے سامنے۔۔۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ میرے لیے یہ لڑکی سب کچھ ہے۔ اور کچھ سننا ہے۔۔۔؟؟ تین سال پہلے کے کہے الفاظ کی بازگشت ایک بار پھر سے کنول کو سنائی دی تو اس کی آنکھ کا ایک کونہ نم ہوا۔

گاڑی رک چکی تھی بچے گاڑی سے نیچے اترے تھے۔ آفتاب نے اسے کھوئے ہوئے دیکھا تو سمجھ گیا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔ سر جھٹکتا وہ بھی اس کے پاس سے ہوتا خود نیچے اترنے لگا کہ اچانک سے کنول کی نظر اس



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

پے اٹھی۔ اس کے گردن پے اپنے ہونٹوں کی لپ اسٹیک کا نشان دیکھتی وہ ایک بار پھر سے سب کچھ بھولتی اسے کلائی سے پکڑ کے روک گئی۔ آفتاب ایک لمحے کو اسے دیکھتا اپنی جگہ رکا تھا۔ کنول کچھ بول نہ سکی۔ لیکن اس نے آفتاب کو اشارہ کیا۔

کیا۔۔؟؟ اس نے بھنوی یں اچکائی یں۔

وہ۔۔؟؟ کنول بولتے ہوئے گھبرائی تھی۔ اس کا گھبرانا آفتاب خان کو اتنی ٹف سچویشن میں بھی بہت زیادہ بھایا تھا۔

وہ کیا۔۔؟؟ نفی میں سر ہلاتا وہ قدم گاڑی سے نیچے قدم اتارنے لگا۔ کہ کنول نے آگے ہوتے اس کی کلائی تھامی۔ اور اس کی گردن پے لگ پنی لپ اسٹیک کا نشان صاف کرے لگی۔ اس دوران وہ س کے قریب ہوئی تھی۔ اس کی مہکتی خوشبو خان کے حواسوں پے چھائی۔ تو وہ اسے یکدم پیچھے کرتا نیچے اتر گیا۔ کنول نے گہر اسانس خارج کیا۔ اور خو بھی نیچے اتری۔ آفتاب بچوں کو لیے اندر کی جانب بڑھا۔ کہ ملکہ رکی۔

مما۔۔ لیٹس کم۔۔۔! اس نے کنول کو پکارا۔

نہیں۔۔ بیٹا۔۔! آپ جائی یں۔۔ ممایہیں ویٹ کرے گی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول نے انہیں مسکرا کے اندر کجانب جانے کا کہا۔ وہ اندر نہیں جانا چاہتی تھی۔ یہاں تک بھی وہ صرف بچوں کی خاطر آئی تھی۔

خان۔۔۔! وہ۔۔۔ خان بیگم۔۔۔؟ ان کی حالت بالکل ٹھیک نہیں۔۔۔ جلدی چلیں۔۔۔! سفیہ بھاگتی ہوئی ان تک پہنچی تھی۔ اس نے ارد گرد کسی اور ک نہ دیکھا نہ دیکھنا گوارا کیا۔

چلو۔۔۔ بچو۔۔۔! آفتاب نے کنول کو نظر انداز کیا۔ اور اندر بڑھا۔ جب کہ سفیہ کا آفتاب کو خان کہنا کنول کے تن بدن میں آگ لگا گیا تھا۔ وہ مٹھیاں بھینچتی رہ گئی۔ اور وہ سب اندر چلے گئے۔

اس کا جی چاہا وہ بھی جائے اندر۔ اور سفیہ کا دھکے دے کے یہاں سے نکال دے۔ آفتاب خان کی زندگی سے نکال باہر کرے۔ لیکن وہ ایسا بس سوچ سکی۔ وہ ایسا چاہے بھی نہیں کر سکتی تھی۔

کیونکہ وہ آفتاب خان کے نکاح میں تھی۔

ہاں۔۔۔ وہ اس کے نکاح میں تھی۔ کنول کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔

جو کہا کرتا تھا اسے۔۔۔

READERS CHOICE

تم میرے نکاح میں ہو۔

آج وہ کسی اور کو نکاح میں لے چکا تھا۔

# میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ دنیا تھا میری۔۔۔

میری ہستی کا سماں تھا۔

میرے جینے کی وجہ تھا۔

میرا رہبر میرا دلبر تھا۔

نکاح عشق و محرم تھا۔۔

سب کچھ تھا۔۔ وہ مگر

اب کہ تھا۔۔ تو۔۔ وہ

وہ بے وفا تھا۔

میرے بچے۔۔۔؟؟؟ خان بیگم نے باری باری ملکہ اور مونس دونوں کو گلے سے لگایا۔ وہ حیران تھے۔ کہ

ان کی ایک اور داد بھی ہیں۔

یہاں آنے سے پہلے آفتاب تبسم بیگم سے فون پر اجازت لے چکا تھا۔ انہوں نے کبھی پہلے بھی اسے نہ

روکا تھا۔ تو اب کیسے روکتیں۔۔۔؟؟ اس لیے کوئی روک ٹوک نہ کی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اب مر بھی جاؤں تو کوئی غم نہیں۔۔۔ خان بیگم کے منہ سے نکلے نامیدی کے الفاظ سے خان تڑپ ہی گیا۔  
ایسی باتیں نہ کریں۔ آپ ٹھیک ہو جائیں گیں۔

آفتاب خان نے ان کو تسلی دی۔ جب کہ ڈاکٹر وہاں موجود تھے۔ جو کہ جواب دے چکے تھے۔  
خان۔۔۔! میرے بچے۔۔۔ ہو سکے تو۔۔۔ مجھے معاف کر دینا۔۔۔! اور۔۔۔ اور۔۔۔ کنول۔۔۔؟؟ ان کے  
لب پے کنول کا نام تو آیا لیکن ان کو قدرت نے اجازت نہ دی کہ وہ کچھ کہہ پاتیں۔ اور وہیں ان کی آخری  
سانس نکل گئی۔

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔۔۔ آفتاب خان نے خود پے ضبط کرتے ان کی نبض چیک کرتے دھیرے سے  
کہا۔

بچے حیرانی سے کبھی باپ کو تو کبھی اس ہستی کو دیکھ رہے تھے۔ ان کا معصوم دماغ ایسی کسی بھی حالت کو  
سمجھنے سے قاصر تھا۔

عظیم خان بچوں کو گھر لے جائیں۔۔۔ مجھے یہیں رکنا ہوگا۔

دھیرے سے وہاں سے اٹھتے عظیم خان سے کہا۔ اس کی آنکھیں بھی اشک بار تھیں۔ سر اثبات میں ہلاتے  
وہ بچوں کو باہر لے آیا۔ جہاں کنول پہلے سے موجود تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

سر خان نے بچوں کو گھر لے جانے کا کہا ہے۔ عظیم خان نے دھیرے سے آ کے ار جھکا کے کنول سے کہا۔  
اور وہ خود۔۔؟

تیکھے انداز میں پوچھا۔

وہ یہیں رکیں گے۔۔ خان بیگم کی ڈیتھ ہوگئی ہے۔

عظیم خان نے اس کے مزید سوالوں سے بچنے کے لیے وجہ بھی بتادی۔

کنول تو ایک دم سکتے میں آگئی۔

اس کی زندگی کو بیچ منجھدھار میں پسھانے والی خود ہمیشہ کے لیے بدی نیند جاسوئی میں تھیں۔ بے اختیار ہی

ایک آنسو اس کی آنکھ سے گرتا گال پے پھسل گیا۔ اسے ہوش ہی نہ تھا۔ ورنہ گرنے سے پہلے ہی چھپا لیتی۔

آپ بھی گھر چلیں گیں۔۔؟؟ عظیم خن نے بچوں کو گاڑی میں بٹھاتے مودب انداز میں پوچھا۔

کنول نے ایک نظر پلٹ کے بچوں کو فیکھا جو گاڑی میں بیٹھے اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ لیکن کنول کا دل

نہ کیا واپس جانے کا۔ جو بھی تھا۔ وہ اتنی پتھر دل نہ تھی۔ کہ یہاں تک آ کے میت کو بھی نہ دیکھ سکے۔

آپ جائیں۔۔ میں۔۔ خان کے ساتھ آ جاؤں گی۔

سہولت سے انہیں کہتی وہ بچوں کو پیار کرتی انہیں سمجھا کے خود حویلی کے اندر کی جانب بڑھی۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آج تین سال بعد وہ ان درو فیوار کو دیکھتی اندر جا رہی تھی۔ خان بیگم کے کمرے سے رونے کی آوازیں آرہی تھیں اس کی آنکھوں میں بھی آنسو بھر آئے۔

کس موڑ پے یہ زندگی لے آئی۔۔ کہ نہ چاہ کے آگے بڑھ سکتے تھے۔ نہ چاہ کے وہیں رک سکتے تھے۔ بس ایک درد تھا۔۔ جو ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتا جا رہا تھا۔

وہ اندر کمرے میں داخل ہوئی۔ وہیں اسے دو عورتیں نظر آئیں جن میں ایک سفیہ تھی۔ دوسری شاید اس کے جاننے والی۔ جب کہ خان بیگم کا وجود سفید چادر میں ڈھکا ہوا نظر آیا۔

منہ پے ہاتھ رکھے اپنے آنسوؤں کا گلہ گھونٹا۔

اسی لمحے سفیہ کی نظر اچانک اس کی طرف اٹھی۔ وہ رونا بھول اسے حیرت سے دیکھے گئی۔ اسے لگا۔ وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔

کنول اور یہاں۔۔؟ لیکن۔۔ کیسے۔۔؟؟ اسے یقین نہ آیا۔

کنول نے وہیں کھڑے پچھلے تین سالوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے گھومتے دیکھا۔

سفیہ غصہ سے آگے بڑھی۔ کچھ بولتی کہ اسی لمحے آفتاب خان اندر داخل ہوا۔ وہ وہیں پیچھے ہٹ گئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول کو وہاں کھڑا سکتے میں روتا دیکھ وہ بھی حیران ہوا۔ اسے لگا وہ بھی بچوں کے ساتھ جا چکی ہوگی۔ لیکن۔۔۔ وہ یہیں تھی۔ اور۔۔۔ رور ہی تھی۔۔۔؟؟ خان کو اچھنبا ہوا۔

وہ فون پے تبسم بیگم کو اطلاع دے کے آیا تھا۔ انہوں نے بھی دکھ اور افسوس کا اظہار کیا تھا۔ وہ حیدر آباد تھیں۔ اور جلد از جلد آنے کا کہا تھا۔



انابیہ کے آنے کے دوسرے دن ہی فضا شوہر اور بچوں وہاں قرأت اور پنکی سمیت آگئی تھی۔ سلطان ہاؤس میں خوب رونق میلا ہو گیا تھا۔ سبھی خوش تھے۔ اور سلطان صاحب اپنے بچوں کو یوں خوش دیکھ جی اٹھے تھے۔

جمیلہ خاتون نے تو باقاعدہ صدقے کے بکرے دیئے تھے۔

مما۔۔! یہ بھی خوب کی آپ نے۔۔ انابیہ نے فضا کی دو سالہ بیٹی کو گود میں اٹھائے جمیلہ خاتون سے کہا۔ بیٹا۔۔ صدقہ خیرات ستر بلاؤں کو ٹالتا ہے۔

جمیلہ خاتون نے منہا کو گود میں لیا۔ جوان کی گود میں آنے کے لیے کب سے مچل رہی تھی۔ ویسے میں کیا سوچ رہی تھی۔۔ فضا آپی۔۔ آپ کی یہ پنکی مجھے دے دو۔۔! اچانک سے انابیہ نے پنکی کو پیار کرتے کہا تو فضا چونکی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تمہاری ہی بیٹی ہے۔۔۔ فضا نے محبت سے جواب دیا۔

نہیں۔۔۔ آپ سمجھ نہیں رہیں۔۔۔ مجھے اسے معاویہ کے لیے دے دیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔! انابیہ نے پنکی کو اپنے سینے سے لگایا۔

انابیہ۔۔۔ یوں تو وہاں اور قرأت بھی معاویہ اور علیزہ کے ہم عمر ہیں۔ کیا تم علیزہ میرے وہاں کو دے دو گی۔۔۔؟ فضا نے بدلے میں اس سے اس کی بیٹی مانگ لی۔ ایک پل کو انابیہ کے دل پر ہاتھ پڑا۔ شاید ماں تھی۔ اس لیے۔

فضا آپی۔! مجھے آپ سے بڑھ کے کون ہوگا۔ اور وہاں تو میرا اپنا بچہ ہے۔ جائیوں کیا یاد رکھیں گیں۔ علیزہ دی آپکو۔!

انابیہ نے نم لہجے میں کہا۔

پہلے شوہر سے تو پوچھ لو۔۔۔! فضا نے چھیڑا۔

ہ کبھی مجھے منع نہیں کریں گے۔ انابیہ کے لہجے میں یقین تھا۔ پنکی کے گالوں کو چٹا چٹ پیر کرتے وہ بہت آسودہ تھی۔ جبکہ جانتی نہیں تھی۔ آنے والا وقت کس نے دیکھا ہے۔۔۔؟؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بڑے تو اپنوں کی محبت میں فیصلہ کر لیتے ہیں۔ لیکن بچے اس فیصلہ کو مانتے ہیں یا نہیں۔؟ یہ تو وقت نے طے کرنا تھا۔ کیونکہ وہاں جتنا سلجھا اور شریف تھا۔ ماں کی ہاں میں ہاں ملانے والا۔ معاویہ اتنا ہی ضدی تھا۔ صرف اپنی من مانی کرنے والا۔ اب اسے کون پسند آتی تھی۔۔؟؟ یہ تو بڑے ہو کے وہ خود ہی فیصلہ کرنے والا تھا۔



جنازہ کی وقت ہو گیا تھا۔ جنازہ اٹھالیا گیا تھا۔ رات کے دس بج رہے تھے۔ مرد حضرات جنازے کے ساتھ چلے گئے تھے۔ جب کہ خواتین روتی اشک بار رہ گئی تھیں۔  
ان کی دوسری بہو اپنی دونوں بیٹیوں سمیت آئی تھیں۔ وہ بھی دکھی تھیں۔ لیکن قدرت کے آگے کس کی چلی ہے۔ کنول وہیں ایک طرف کھڑی وہاں کے درو دیوار کو اجنبیت سے دیکھ رہی تھی۔  
ارے یہی ہے ناں۔ خان کی بیوی۔۔۔! جو اسے چھوڑ کے چلی گئی تھی۔  
کسی عورت نے چہ مگوئی شروع کی۔ لیکن کنول نے نظر انداز کر دیا۔  
ہاں۔۔ سنا تھا تین سال پہلے ہی چھوڑ گئی تھی۔ بچہ بھی چھوڑ گئی۔۔ دوسری نے لقمہ دیا۔  
ہاں۔۔ پھر واپس کیسے آگئی۔۔؟؟  
کنول نے لب بھیجے۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہائے۔۔ خان بیگم کی موت کی خبر سن کے واپس آئی ہوگی۔۔ ورنہ۔۔ خان نے اسے واپس اس حویلی میں آنے دینا تھا۔۔؟؟

وہ عورتیں اونچا اونچا بول کے کنول کو غصہ دلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اور کنول یہ بات جانتی تھی۔ اس لیے خاموش رہی۔ وہ یہاں کسی قم کا تماشا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ماتم والا گھر تھا۔ اسے اس کے تقدس کا خیال تھا۔ اس لیے خاموش رہی جبکہ اس کے پیچھے اس سفیہ کا ہاتھ تھا۔ یہ ہی وہ اچھے سے جانتی تھی۔ اس ہال میں اس کا دل گھبرایا تو اٹھ کے باہر نکل آئی۔

وقت نے کیسا پلٹا کھایا تھا۔ ایک بار وہ پھر اسی گھر میں تھی۔ اس شخص کی بیوی تھی۔ اور۔۔ وہ دوسری عورت بھی یہیں تھیں۔ اور جس نے یہ چال کھیلی تھی۔ وہ خود منوں مٹی تلے جاسوئی تھی۔ کنول کی آنکھیں نم ہو گئی ہیں۔

خان بیگم۔۔ آپ نے میرے ساتھ میرے بچوں کے ساتھ بہت سخت زیادتی کی ہے۔ لیکن۔۔ میں آپ کو معاف کرتی ہوں۔۔ اب میرا اور آپ کا معاملہ ختم ہوتا ہے۔۔ اور میں کوئی نہیں ہوتی۔۔ آپ کو معاف نہ کرنے والی۔ اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اے اللہ! میں نے تیری رضا کی خاطر انہیں معاف کیا۔ تو بھی انہیں معاف کر دینا۔۔۔! میری پکڑ میں انہیں نہ پکڑنا۔ وہ روی تھی۔ خان بیگم کا جانے کا اسے دل سے افسوس ہوا تھا۔

کافی دیر وہ وہیں گارڈن میں بیٹھی رہی۔ اس بات سے انجان کے جنازہ پڑھ کے مرد حضرات واپس آچکے ہیں۔

کنول بی بی۔۔۔! ملازمہ کے بلانے پے وہ چونکی۔

آپ کو خان صاحب بلارہے ہیں۔

بہت ہی مودب انداز میں کہا۔

کنول حیران ہوتی اٹھی اور اندر کی جانب قدم بڑھائے۔ جہاں سفیہ نے اس کے لیے ایک الگ ہی محاذ آرائی کھولی ہوئی تھی۔

سفیہ کے ماتھے سے خون نکل رہا تھا۔ جب کہ اس کی جاننے والی اس کی پھوپھو اسے تھامے کھڑی تھی۔

سفیہ بے تحاشہ رو رہی تھی۔

کنول کو تو کچھ سمجھ ہی نہ آیا کہ آخر ماجرا کیا ہے۔ جب آفتاب خان غصیلی نظروں سے اسے دیکھتا محسوس

ہوا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان



یہ سب کیا ہے؟؟ آفتاب نے غصہ ضبط کرتے اس سے پوچھا۔

کیا۔۔؟؟ کنول نے حیرانی سے ان سے دریافت کرنا چاہا۔

بیت معصوم مت بنو۔ میرے سر پہ تم نے یہ واس مارا۔ اور اب کہتی ہو۔۔ کیا۔۔؟؟ سفیہ جارحانہ انداز

میں بولی۔ پاس کھڑی اس کی پھپھونے اسے تھامے رکھا۔

کنول کے ماتھے پہ بل پڑے۔ نظر اس کے ماتھے پہ گئی۔ جہاں سے خون بہہ رہا تھا۔

تنفر سے سر جھٹکا۔

کیوں کیا ایسا۔۔؟؟ آفتاب خان اس کے مد مقابل کھڑا ہوتا سرد لہجے میں پوچھتا کنول کو حیران کر گیا۔

لیکن وہ۔۔ کیوں حیران ہوتی۔۔ آج تک آفتاب نے اس کا یقین کیا ہی کب تھا۔ اسے تو یقین کے لیے ہمیشہ

ثبوتوں کی ضرورت پڑتی تھی۔

میں آپ کو یا کسی کو بھی یہاں جواب دہ نہیں ہوں۔۔ کنول نے خود پہ کمال ضبط کے جواب دیا۔ ورنہ جس

قدر اسے غصہ آرہا تھا وہی جانتی تھی۔

تمہیں جواب دینا ہوگا۔۔ میرے گھر میں کھڑے ہو کے تم مجھ پہ ہاتھ نہیں اٹھا سکتی۔ سفیہ چلائی تھی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول نے پھر بھی درگزر سے کاہلیتے وہں سے باہر نکلنا چاہا۔ کہ آفتاب نے راستہ روکا۔

تم اسی لیے یہاں رکی تھی۔ کہ یہ سب تماشا کر سکو۔۔۔؟

فتاب کی بات پے اس کا دماغ بری طرح جھنجھٹا اٹھا۔

آفتاب شیرخان۔۔۔! پہلی بات۔۔۔ میں نے اسے نہیں مارا۔۔۔ کیونکہ۔۔۔ اگر کنول اسے مارتی تو۔۔۔ اس وقت یہ کچھ کہنے کے قابل نہ ہوتی۔

کنول نے سینے پے بازو باندھے نہایت تحمل کا مظاہرہ کرتے آفتاب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے تیز لہجے میں کہا۔

اور دوسری بات۔۔۔ میں چاہے کچھ بھی کہہ لوں۔۔۔ یقین تو آپ نے میرا کرنا نہیں۔۔۔ تو۔۔۔ میں کچھ بھی کیوں بولوں۔۔۔؟؟ آپ کو جو سمجھنا ہے آپ سمجھیں۔۔۔ اسے جو کہنا ہے یہ کہے۔ سفیہ کی جانب اشارہ کیا۔

....I dont care now

اس کے پاس ہوتی وہ سرد لہجے میں کہتی وہاں سے باہر نکلنے لگی کہ

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تم ایسے نہیں جاسکتی۔ تمہیں جواب دینا ہوگا۔ کتنی درندگی بھر گئی ہے تم۔ ایک وحشی عورت بنگئی ہو تم۔ جانور سے بھی بدتر ہو تم۔ اتنا بے دردی سے مجھے مارا۔ دیکھنا تمہارا کیا تمہاری اولاد۔؟؟ چٹاخ۔۔۔!

اس سے پہلے کے فیہ بات مکمل کرتی کنول کا ایک جھا آڑ پڑتے ہی اس کے لب خاموش ہوئے۔ وہ منہ پے ہاتھ کے حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

آفتاب نے بھی بس ایک نظر اسے دیکھا تھا۔ اس نے جو کیا۔ سفیسی ڈیزرو کرتی تھی۔ بچے وہ صرف کنول کے نہیں آفتاب شیر خان کے بھی تھے۔

تمہاری جرات کیسے ہوئی میرے بچوں کے بارے میں بکواس کرنے کی۔؟؟ کنول کا دماغ اب کی بار پوری طرح شارٹ ہوا تھا۔

ایک اور تھپڑ اسکے گال پے پڑا تھا۔ ششدر سی دیکھے گئی۔ آگے بڑھ کے اس کا بازو پکڑ کے مروڑتے کمر کے پیچھے لے گئی۔

کسی بھول میں نہ رہنا۔۔۔ اور نہ ہی مجھے کمزور سمجھنے کی بھول کرنا۔ کنول سب برداشت کر لے گی۔ لیکن بات جہاں اس کے بچوں کی آئے گی۔ تو وہ جان دے بی سکتی ہے۔ اور جان لے بھی سکتی ہے۔ زور سے پکڑ

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کے اس کا بازو مروڑتے جھٹکے سے اسے دور دھیکلا۔ وہ توازن برقرار نہ رکھ سکی۔ اور اپنی پھوپھو کے اوپر جا گری۔ اس کی نظروں میں خوف تھا۔

اور کیا کہہ رہی تھی۔۔۔ تم۔۔۔؟؟ تین سال میں نے اپنے بچہ کو چھوڑ دیا۔؟؟

میتہ ایک سال چھوڑوں یادس سال۔۔ تم ہوتی کون ہو۔۔ میرے معاملات میں دخل اندازی کرنے

والی۔۔؟؟ اوقات کیا ہے تمہاری۔۔؟ ہاں۔۔؟؟

غصہ میں تو وہ بہت کچھ بولتی جا رہی تھی۔ لیکن نہیں جانتی تھی۔ اگر اس نے یہ کہہ دیا کہ وہ آفتاب کے

نکاح میں ہے۔ تو اس کا کیا رہ جاتا۔۔؟؟

بولوناں۔۔ جواب دو۔۔؟؟

کنول پھر سے غصہ سے آگے بڑھی۔ آفتاب شیر خان اسے بے انتہا غصہ میں دیکھ اسے دبوچ گیا۔

چھوڑیں مجھے۔۔ بتائے زرا آج مجھے یہ۔۔ کہ یہ گھر کس کا ہے۔۔؟؟ تم۔۔ اس گھر کی مالکن ہو۔۔؟؟ جو

مجھ سے سوال جواب کر رہی ہو۔۔؟؟ کنول شر و ہو چکی تھی اب اسے روکنا ناممکن تھا۔

یہ حویلی کس کی کتنی ہے۔۔؟؟ کس کا کتنا حق ہے۔۔ یہ تو وقت ہی طے کرے گا۔۔ لیکن صد افسوس۔۔

آج ہی خن بیگم کا جنازہ اٹھا اور آج ہی تمہیں۔۔ اس خان حویلی مالکن بننے کا خواب دیکھنا شروع کر



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

دیا۔۔۔ تف ہے تم۔۔۔ لالچی عورت۔۔۔! کنول کسی کی بھی پرواہ کیے بناسفہ کو آج آئی نہ دکھاگئی۔  
اپنے اندر کا غبار اس پے نکال وہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر رہی تھی۔

آفتاب شیر خان نے اسے مزید آپے سے باہر ہوتا دیکھا تو اسے کلائی سے دبوچے باہر لے گیا۔ جب کہ وہ  
خود کو چھڑانے کی کوشش کرتی رہی۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔! بمشکل کلائی چھڑاتے وہ دبا دبا چلا غ تھی۔

اپنا منہ بند رکھو۔۔۔ اور گاڑی میں بیٹھو۔۔۔! آفتاب خان نے غصہ سے لب بھینچتے کہا۔

اچھا۔۔۔! اور جو آپ کی ہتی اپنا منہ کھول کے کھڑی تھی۔ اس کا کیا۔۔۔؟؟؟ کنول کو تو تپہ چڑھ  
گئی۔

کنول۔۔۔؟؟ آج کتنے عرصہ بعد آفتاب نے اسے اس کے نام سے پکارا تھا۔ ایک پل کو وہ تو چپ  
ہو گئی۔ آج اپنا نام اس کے لبوں سے ادا ہوتا بہت ہی الگ بہت ہی اچھوتا سا لگا۔

پھر سے کہنا۔۔۔؟؟؟ کسی ٹرانس کی کیفیت میں دھیمے سے بولتی وہ آفتاب شیر خان کو بھی چونکا گئی۔  
آفتاب شیر خان نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹائی۔ اور گاڑی بکجانب بڑھتا اسے بھی فرنٹ سیٹ کا  
دروازہ ان لاک کرتے بٹھایا۔ وہ پیچ و تاب کھاتی پھر سے سفیہ کے بارے میں سوچنے لگی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آفتاب نے سفیہ کی بات پے رسپانس کیوں نہیں دیا۔؟؟ اس بات کا کنول کو شدید دکھ ہوا تھا۔ اور اپنی طئی یں وہ خان سے سخت غصہ ہو چکی تھی۔ گاڑی خان منشن کی طرف رواں دواں تھی۔ سارے راستے دونوں میں خاموشی چھائی رہی ایک گاڑی آگے تھی۔ ایک پیچھے۔ جہنوں نے اسے پوری طرح کور کا ہوا تھا۔ جب کہ گاڑی وہ خود ڈرائی ہو کر رہا تھا۔

ہر جگہ ہر وقت تماشا کھڑا کرنا ضروری ہے۔؟؟ آفتاب شیر خان کی غصہ بھری آواز ابھری۔ تماشا۔ اس نے شروع کیا۔ میں نے تو ڈراپ سین کیا۔ دیکھا نہیں تھا۔؟؟ کنول نے فخر سے پوچھا۔ تم۔۔ واقعی اسے جنگلیوں کی طرح مار رہی تھی۔ کیا طریقہ تھا یہ۔؟؟ آفتاب کو اس کا انداز عجیب لگا تھا۔ آپ۔۔ اب حد سے بڑھ رہے ہیں۔۔ مسٹر خان۔۔! انگلی اٹھا کے لال بھبھو کا چہرے سے اسے مخاطب کیا۔

میری کیا حد ہے۔۔؟؟ ہر حد تو تم کر اس کر چکی ہو۔۔! اچانک سے گاڑی کی سپیڈ کو بڑھایا۔ جو جیسا ہوتا ہے اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جاتا ہے۔۔! وہ آپ کی چہیتی لاتوں کی بوت تھی۔ باتوں سے کہاں ماننے والی تھی۔۔؟؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول نے اسے تپانا چاہا۔

لاتوں کی بوت تو تم بھی تھی۔ بنا اسکی طرف دیکھے دھیمے لیکن سرد لہجے میں کہا۔ کنول نے ایک نظر اس بے حس شخص کو دیکھا۔

تو اٹھالیتے ہاتھ۔۔۔ بلکہ اٹھایا تو تھا آپ نے۔۔ بس مارنے کی کسر رہ گئی تھی۔ اپنے دل کی خواہش اب پوری کر لیں۔۔۔! کنول نے غصہ سے آنسو ضبط کرتے آفتاب سے کہا۔

آفتاب کا یوں بلا وجہ سفیہ کی سائی یڈ لینا کنول کو اندر تک سلگا رہا تھا۔

میرا بس چلے۔۔ تو تمہاری ٹانگیں توڑ کے تمہیں بستر پر ڈال دوں۔۔ آفتاب خان نے دانت کچکچاتے کہا۔

لیکن مجبوی یہ ہے کہ تم۔۔۔؟؟ ایک قہر کی نظر اس پر ڈالی۔

میرے بچوں کی ماں ہو۔۔۔!۔ سرد لہجے میں کہتا وہ کنول کو بلا آخر آنسو دینے میں کامیاب ہو گیا۔

بھول جائی یں۔۔ کہ میں آپ کے بچوں کی ماں ہوں۔۔ اور اپنی درندگی دکھا دیں۔۔ تاکہ آپ کے اندر کے خان کو سکون مل جائے۔ اس بار کنول کا لہجہ شکست خوردہ اور دکھی تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آفتاب شیر خان نے ایک سخت اور کٹیلی نظر سے اے دیکھا۔ لیکن اب کی بار خاموش رہا۔ کنول نے بھی خاموش رہنا مناسب سمجھا۔ آنکھیں موندھے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا گئی۔

کیسے بدل جائے گا

تو دل کو دے کے دھوکا

پہلے نہ میں جانی

پہلے نہیں یہ سوچا۔

جھوٹی قسمیں تیری۔۔

جھوٹا وعدہ تیرا

کتنا خوش ہے صنم۔۔۔

توڑ کے دل میرا۔

اچھا یہ احسان ہے۔۔۔

READERS CHOICE



تیری طرف میں دیکھوں۔۔

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

دل کو سمجھانہ پاؤں۔۔

دل میں بسی یہ محبت

دل سے نکال نہ پاؤں۔۔

تو ہی زندگی میری

تو ہی چاہت میری۔۔

میرے ہمنشیں میری دلربا یہ تیری

بے رخی لے میری جان رے۔۔۔



کیا تھ یہ سب۔۔؟؟ وہ تمہیں مار کے چلی گئی۔ اور تم دیکھتی رہ گئی۔۔؟ پھوپھو آسیہ نے اسے غصہ سے مزید متنفر کیا۔ جو گال پے ہاتھ رھے بیٹھی رو رہی تھی۔

سوچو۔۔ ابھی صرف آئی ہے تو دو تھڑ جڑ کے چلی گئی۔ اگر وہ ہمیشہ کے لیے یہاں آگئی۔۔

تب۔۔ تب کیا کرو گی۔۔؟؟

ایسا میں کبھی نہیں ہونے دوں گی۔۔ اس سے پہلے ہی میں اس کا پتہ صاف کر دوں گی۔۔

فیہ غصہ سے کھڑے ہوتے پھنکاری تھی۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آسیہ نے سر جھٹکا۔ جیسے۔۔ یہ کہنا ہی آسان ہے۔ بس۔۔ کرنا ناممکن۔

مری راہ کا سب سے بڑا کانٹا نکل گیا ہے۔۔۔۔

اب دیکھیئے گا۔۔ میں کیا کرتی ہوں۔۔ آفتاب شیر خان کو بھی حاصل کروں گی۔ اور یہ ساری جائیداد بھی۔

سفید دل ہی دل میں شیطانی پلان بنا رہی تھی۔

سب مل کے گھومنے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ اور انابیہ کا ہی یہ سب پلان تھا۔ وہ یہاں آ کے اتنی ایکسائیٹڈ تھی۔ کہ اس سب میں وہ اپنے پیارے شوہر شہیر خان کو تو ٹائی م ہی نہیں دے پار ہی تھی۔ اور وہ اچھا خاصا ناراض تھا جب کہ انڈیسیکو اس بات کا بھی علم نہیں تھا۔ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ ہر پل کو انجوائے کر رہی تھی۔ اس کی اور شامی کی جوڑی نے پورے گھر میں رونق میلا لگایا ہوا تھا۔ آفس سے چھٹیاں لیتا وہ بھی ہر وقت گھر پر موجود تھا۔ لیکن شام کو وہ آن لائن کام کر کے کارپوری کر رہا تھا۔ دن کا وقت اپنوں کے ساتھ انجوائے کرنے میں لگا دیتا۔

چلو۔۔ کل صبح چڑیا گھر چلتے ہیں۔۔۔ بچے خوش ہو جائیں گے۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

انابیہ نے مشورہ دیا۔

چڑیا گھر جانے کی کیا ضرورت ہے اس وقت سلطان ہاؤس چڑیا گھر بنا ہوا ہے۔۔ شامی نے لقمہ دیا۔ تو انابیہ نے پاس پڑا کشن اسے اٹھا کے مارا۔ وہ تو نیچے ہو گیا۔ لیکن باہر سے اندر آتے شہیر کے منہ پے جا لگا۔ اوہ۔۔ ایم سوری۔۔! انابیہ منمنائی لیکن ہونٹوں پے مسکراہٹ بھی بکھری تھی۔ جب کہ شامی اور پاس بیٹھے بچے دبی دبی ہنسی ہنستے تھے۔

شہیر نے سنجیدگی سے کشن کو ایک طرف صوفے پے رکھتے وہیں سے واپسی کی راہ لے لی۔ انہیں کیا ہوا۔۔؟؟ وہ جو کھلکھلا کے ہنسنے کا سوچ رہی تھی۔ اک دم سے سنجیدہ ہوئی۔ جا کے پوچھ۔۔ لو۔۔! شامی نے سہولت سے مشورہ دیا۔

تم پلاننگ کرو۔۔ میں ابھی آتی ہوں۔ شامی سے کہتی وہ شہیر کے پیچھے ہی لپکی تھی۔ کیا ہوا۔۔؟؟ آپ کی طبیعت ٹھیک ہے نا۔۔؟؟ لہجے میں فکر مندی نمایاں تھی۔

تمہیں پرواہ ہے۔۔؟؟ شہیر کا کلستا لہجہ انابیہ تو سن ہی ہو گئی اب انہیں کیا ہوا۔۔؟؟ خود سے سوچنے لگی۔ کہاں غلطی ہوئی ہے۔۔؟؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اگر سوچنے کا سلسلہ ختم ہو گیا ہو۔۔۔! تو جاؤ۔۔ مجھے نیند آرہی ہے۔ شہیر نے سرد لہجے میں کہتے بیڈ پر کفر ٹراڑھتے کہا۔

شہیر۔۔۔؟؟ انابیہ نے منمناتے ہوئے آواز دی۔

انابیہ۔۔ جسٹ گو۔۔! ماتھے پر بازو ٹکائے وہ سنجیدگی اور غصہ سے بولا تھا۔

انابیہ کی ناچاہتے ہوئے بھی آنکھیں بھیگ گئی ہیں۔ وہ باہر جانے کی بجائے دروازہ بند کرتی اس کے پاس آگئی۔

بچے دونوں دادی نانی کے پاس تھے۔ وہ مزے سے اپنے یہ دن اپنے میکے میں انجوائے کر رہی تھی۔ بچوں کے ساتھ ساتھ وہ شوہر کو بھی بھول گئی تھی۔ اور یہیں وہ غلطی کر گئی تھی۔

اس کے پاس بستر پر لیٹتے اس کا بازو اس کے ماتھے سے ہٹاتے اپنا سر اس کے سینے پر رکھا۔ شہیر نے کوئی رد عمل ظاہر نہ کیا۔ انابیہ نے اس کو ہگ کیا۔ تو پھر بھی کوئی رد عمل نہ ظاہر کیا۔ انابیہ نے اپنے لب اس کے ماتھے پر رکھے۔ وہ تب بھی خاموش رہا۔ انابیہ کی جسارتیں اب بڑھتی جا رہی تھیں۔ گالوں سے ہوتے وہ اس کے لبوں تک جا پہنچی تھی۔ اور وہ جو خود پر قابو کیے لیٹا تھا۔ اس کے اس طرح کرنے سے اپنے بے لگام جذبات کو کھلا چھوڑتا اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسے بستر پر لٹاتا خود اس پر حاوی ہوا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آگئی یاد ہز بند کی۔۔؟؟ محبت بھرا طر تھا۔

آپ کو بھولنے کی غلطی کر سکتی ہوں کیا بھلا؟

اس کے بالوں میں محبت سے ہاتھ پھیرتی وہ اسے مزید اپنے قریب آنے پے اکسار ہی تھی۔

اس کے لبوں پے جھکتا وہ اپنی تشنگیمٹا پیچھے ہٹ گیا تھا۔

یہاں آ کے تو واقعی بھول گئی ہو۔۔۔! شکوہ زباں پے آ ہی گیا۔

شاید۔۔ آپ صحیح ہوں۔۔ لیکن۔۔۔ میں نے جان بوجھ کے کچھ نہیں کیا۔۔ بس۔۔ اتنی ایکسائیٹڈ

ہو گئی۔۔ کہ اور کچھ یاد ہی نہیں۔۔ بس۔۔ یہی سوچتی ہوں۔۔ اتنے فن رہ گئے ہیں۔۔ انجوائے

کر لو۔۔ پھر نجانے کب آپ لے کے آئیں پاکستان۔۔؟؟ آنکھیں ترس جائیں گیں پھر سب کو

دیکھنے کو۔۔۔!

ایک یاس تھی انابیہ کے لہجے میں۔۔ وہ اپنوں کے بیچ بہت کھل اٹھی تھی۔ اسے انابیہ کا یوں اداس ہونا زرا

اچھا نہ لگا۔

اداس نہ ہوا کرو۔۔ میری جان۔۔! تم خوش رہتی ہو۔۔ تو میں بھی خوش ہوتا ہوں۔۔ لو یو سوچ۔۔۔!

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہاتھ بڑھا کے لائیٹ آف کرتا وہ اس کے قریب ہوتا اسے خود میں گم کر گیا۔ جب کہ اس کا یوں اداس ہونا اس کے دل پے ہتھوڑے کی طرح برسا تھا۔



بچوں کو ان کے کمرے میں سوتا دیکھ وہ مطمئن ہوتی وہاں سے نکلی تھی۔ خان بیگم کی وفات کو آج ایک ہفتہ چلا تھا۔

تبسم بیگم چاہے بھی نہیں آسکیں تھیں۔ ان کی دوست کی طبیعت بہت خراب تھی۔ اور ان کا اس دنیا میں کوئی نہ تھا۔

جب کہ تبسم بیگم کو وہ اپنی بہنوں کی طرح عزیز تھیں۔ اس لیے ہمہ وقت ان کے پاس تھیں۔ کنول کو انکی کمی بہت محسوس ہو رہی تھی۔ لیک جب تک وہ نہیں جاتیں تھیں۔ تب تک گھر کے سب معاملات وہی دیکھ رہی تھی۔

وہ اپنے روم کے ساتھ لیفٹ والا کمرہ استعمال کر رہی تھی۔ جبکہ آفتاب رائیٹ والا

اپنے اصل کمرہ دونوں نے ہی چھوڑا ہوا تھا۔

لیکن آج کنول کا جی چاہا اس کمرے میں جائے۔

دل کی بات مانتے دروازہ کھولتی آج پھر وہ اس کمرے میں آئی تھی۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

لیکن اس بار بڑی لائی پیٹ آن نہ کی۔

تاکہ آفتاب کو پتہ نہ چل سکے۔ وہ آرام سے دراز کھولے کھڑی تھی۔ اس کے اندر سب کچھ ویسے ہی تھا۔ جیسا وہ چھوڑ کے گئی تھی۔

دراز بند کرتی وہ اب کبرڈ کی جانب بڑھی تھی۔

کبرڈ کھولا تو اپنے سب کپڑے ہینگ ہوئے دکھائی دیئے۔

سب پے ہاتھ پھیر تیوہ ماضی میں کھونے لگی۔ کتنا خوش تھے۔ وہ سب۔۔!

ملکہ کی پیدائش پے آفتاب شیر خان نے دنیا کی ہر چیز لا کے اس کے قدموں میں جادی تھی۔ وہ خود کو کتنا خوش قسمت تصور کرتی تھی۔ اور اک دن۔۔۔ سب کچھ ختم ہو گیا۔۔۔ وہ ڈائی ن ان کی خوشیوں کو کھا گئی۔

کاش وہ خان حولی نہ گئی ہوتی۔۔

کاش۔۔۔۔ وہ سب کچھ نہ دیکھتی۔۔

کاش۔۔۔؟؟ ان کے بیچ دوری نہ آتی۔۔

جب سب ختم ہو جاتا ہے۔۔ بس۔۔ کاش ہی رہ جاتا ہے۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ دکھی تو تھی۔۔ لیکن دکھ سے زیادہ اسے غصہ تھا۔ ان تین سالوں نے اس کا غصہ کم نہیں کیا تھا۔ بلکہ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھاتا تھا۔

کنول۔۔۔ میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔۔ ورنہ میں وہ کردوں گا۔۔ جو میں سچنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔! آؤٹ۔۔۔۔۔!

وہ کتنا غصہ سے دھاڑا تھا۔ کہ اس کے دھاڑنے کی گونج آج بھی سنائی دیتی تھی کنول کو۔۔

اس نے اسے بنی نظروں سے دور جانے کا کہا۔ وہ سچ میں ہی اس کی نظروں سے او جھل ہو گئی۔

وہ جانتی تھی۔ اب ان کے بیچ کچھ باقی نہیں بچا۔ سائے ایک رشتہ کے اور وہ نکاح کا رشتہ تھا۔ اس رشتے کو بچانے کے لیے کنول نے انتہائی سخت قدم اٹھایا تھا۔ کہ ماں کی ممتا کو بھی کچل دیا۔ اور وہ خان منشن چھوڑ کے چلی گئی۔

اچانک سے اس کا ہاتھ ایک فائل سے ٹکرایا۔ اور وہ نیچے آن گری۔

کنول نے آگے بڑھ کے وہ فائل اٹھائی تھی۔ اس میں سے چند ایک تصاویر نکلیں۔ وہ انہیں اندھیرے کی وجہ سے دیکھ نہ سکی۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

انہیں اٹھاتے اس نے بار کارخ کر کے ان تصویروں کو دیکھنا چاہا۔ کہ اسی لمحے کسی نے غصہ سے وہ تصویریں اس کے ہاتھ سے جھپٹیں۔ وہ ایمد م سے بوکھلائی تھی۔ جب لائیٹ آن کرتے آفتاب خان کے چہرے پے بلا کا غصہ تھا۔

جب منع کیا ہے کہ اس کمرے میں مت آؤ۔۔ تو ایک بار سمجھ نہیں آتی بات۔۔؟؟ آفتاب بمشکل خود کو قابو کرتا تصویریں واپس فائل میں رکھتے اس سے مخاطب ہوا تھا۔  
کیا ہے۔۔ اس میں۔۔؟؟

کنول کا سارا دھیان اس فائل میں موجود تصویروں پے تھا۔  
تمہارا کوئی لینا دینا نہیں ان سے۔۔! آفتاب خان غصہ سے کیتا وہ فائل واپس کبرڈ میں رکھتا اسے لاک لگانے لگا۔

کنول کو بھی اب غصہ آنے لگا۔

میرے کمرے میں میری کبرڈ میں یہ موجود ہے۔ اور آپ کہہ رہے ہیں۔۔ میرا کوئی تعلق نہیں۔۔؟؟  
دیکھائی یں مجھے خان۔۔؟؟؟

خان مت کہا کرو۔۔ مجھے۔۔! نگر ت ہوتی ہے مجھے اپنے نام سے۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

خان نے اسے دونوں کندھوں سے پکڑے کبرڈ کے ساتھ زور سے لگاتے اس کی بات کاٹتے کہا۔  
وہ اسے پتھرائی نظروں سے دیکھنے لگی۔

تم۔۔ تمہرا وجود۔۔ میرے اندر نفرت کی آگ کو ہوا دیتے ہیں۔ اس لیے آخری بار کہہ رہا ہوں۔۔ مجھ سے بھی دور رہو۔ اور میری ہر چیز سے بھی۔۔ ونہ بہت پچھتاؤ گی۔  
پچھتاؤ ہی ہوں میں۔۔! باوجود ضبط کے اس کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے۔  
جھٹکے سے خود کو آزاد کیا۔

اگر اتنی ہی نفرت ہے تو۔۔ ختم کیوں نہیں کر دیتے ہمارے بیچ کے تعلق کو۔۔؟؟  
کر دیں مجھے آزاد۔۔۔ ختم کر دیں سب۔۔۔!  
وہ چلائی تھی۔ دکھ سے درد سے غصہ سے۔۔

جی تو چاہتا ہے۔۔ تمہیں جان سے مار کے یہ قصہ ہی یہیں ختم کر دوں۔۔ لیکن۔۔ میں ایسا نہیں کروں گا۔۔ ساری زندگی تڑپ تڑپ کی جیوگی تم۔۔ میری طرح۔ آفتاب کا جارحانہ انداز نول کو ڈرا گیا تھا۔  
اور کیا کہا تم نے۔۔۔؟؟ آزاد کر دوں۔۔؟؟

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہو نہ۔۔۔ مر کے بھی دوبارہ زندہ ہو جاؤ۔۔۔ تب بھی تمہیں آزاد نہیں کروں گا۔ تم اپنی آخری سانس تک میرے نکاح میں رہ گی۔ سمجھی تم۔

جھٹکے سے اسے چھوڑا تھا۔ کہ وہ لڑکھرائی تھی۔ وہ جاچکا تھا لیکن آج پھر سارے زخم تازہ کر گیا تھا۔

کاظم شہیر سے مل چکا تھا۔ اور شہیر کے کہنے پے کو مل کو جس ڈاکٹر کے پاس لایا تھا۔ اس نے اسی پرسنٹ چانس بتایا تھا۔ کہ کو مل کی آنکھوں کی روشنی لوٹ سکتی تھی۔

کاظم کو کو مل کے واپس آنے کی اطلاع مل چکی تھی۔ لیکن ابھی اس نے کو مل کو یہ بات نہ بتائی تھی۔ ونگہ وہ جانتا تھا۔ کہ اگر اس نے یہ بات کو مل کو بتادی۔ تو وہ اپنا علاج ادھورا چھوڑ کے واپس کراچی جانے کا مطالبہ کرے گی۔ اور فیاض حال ابھی وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ اس کا پہلی پیوریٹی کو مل کی آنکھوں کی روشنی واپس لانا تھا۔

اور چار دن بعد ڈاکٹر نے آپریشن کا کہا تھا۔ اس کے روزانہ ہی مختلف قسم کے ٹیسٹ ہو رہے تھے۔ جو بہت تسلی بخش تھے۔ کاظم ہر پل اس کے ساتھ تھا۔ ہر طرح سے اسکی کئی پر کر رہا تھا۔ وہ امید چھوڑ چکی تھی خود کو اندھیروں میں رہنے کا عادی بنا چکی تھی۔ لیک کاظم ہمت نہیں ہارا تھا۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے۔ اچھا شریک حیات بھی نصیب والوں کو ہی ملتا ہے۔



# میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور کوئل ان خوش نصیبوں میں شمار ہوتی تھی۔



ماضی۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

## تم میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں <https://ezreaderschoice.com>

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

[readerschoicemag@gmail.com](mailto:readerschoicemag@gmail.com)

Facebook groups : **Readers Choice,**

READERS CHOICE

کیا مسئی لہ ہے کیوں فون کر رہا ہو بار بار۔؟؟

آفتاب کی غصہ بھری آواز سنتی وہ دل پے پتھر رکے بولی تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

خان پلیز۔۔ ایک بار۔۔ صرف ایک بار میری بات سن لیں۔۔ مرنے والے کی آخری خواہش سمجھ کے۔۔ پوری کر دیں۔۔ میں جانتی ہوں۔ آپ۔۔ کنول سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔ میں آپ دونوں کے بیچ کبھی نہیں آؤں گی۔۔ بس۔۔ آخری بار۔۔ مجھے میری صفائی میں کچھ کہنے دیں۔۔ صرف آخری بار۔۔ وہ رو رہی تھی تڑپ رہی تھی۔

اس خان حویلی سے نکلنے کے بعد وکنول کو خان منشن لے آیا تھا۔ اس کے بعد اس نے پلٹ کے نہ خان بیگم کی خبر لی نہ سفیہ کی۔

اور ایک ہفتے سے مسلسل سفیہ اسے فون کر کے تنگ کر رہی تھی۔ اور آج تو حد ہی کر دی میٹنگ کے دوران اچھا خاصا اس نے تنگ کیا۔

ٹھیک ہے میں آرہا ہوں۔۔ کچھ دیر میں۔۔

آفتاب آج اس کا قصہ ہمیشہ کے لیے تمام کرنے کے ارادے سے خان حویلی جانے کا ارادہ کر گیا۔ وہ خان بیگم کو یہی کہنا چاہتا تھا۔ کہ وہ سفیہ کو قابو میں رکھیں۔ ورنہ بہت پچھتائی یں گے۔

لیکن جب وہ وہاں پہنچا سب۔۔ کچھ الٹ ہو گیا۔

خان بیگم۔۔ خان بیگم۔۔ وہ اونچی آواز میں بولا تھا لیکن کوئی جواب نہ دار۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ چلتا ہوا اوپر آیا۔ کہ اسے ایک کمرے سے کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی۔

فوراً بنایہ دیکھے کہ وہ کمرہ کس کا ہے۔ وہ اندر داخل ہوا۔ بیڈ کے پاس نیچے فلور پے سفیہ الٹی گری پڑی تھی۔ وہ فوراً اس کی جانب بڑھا۔ اسے سیدھا کیا۔ وہ بے ہوش تھی۔ اس کا دوپٹہ بھی اس کے پاس نہیں تھا۔

آفتاب نے لب بھیجے اور اسے اٹھانا چاہا۔ لیکن وہ ہوش میں نہ آئی۔ اس نے ملازمہ کو آواز لگائی کوئی بھی وہاں موجود نہ تھا۔

مجبوراً آفتاب نے اسے اٹھاتے بستر پر لٹایا۔ اسی لمحے سفیہ نے آنکھیں کولیں تھیں اور آفتاب کو کھینچتے ہوئے اپنے اوپر گرایا۔ وہ اس اچانک افتاد کے لیے تیار نہ تھا جو ہوا انجانے میں ہوا۔ اور بالکل اچانک ہوا۔ وہ اس کے اوپر آن گرا۔

خان۔۔۔! بہت محبت کرتی ہوں آپ سے۔۔۔! پلیز۔۔۔ مجھے کچھ پل قربت کے دے دو۔۔۔ وہ دیوانوں کی طرح بولی تھی۔۔۔

آفتاب نے اسے دھکا دینا چاہا تو سفیہ نے اس کی شرٹ کے کالر کو پکڑنے کی ناکام کوشش کی۔ جس سے اس کی شرٹ ایک طرف سے کھینچی گئی۔ اور وہ پھٹ گئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

سفیہ نے پورا زور لگاتے آفتاب کو کھینچا تھا۔ اور وہ گرتے گرتے بھی پھر بھی خود کو سنبھال گیا تھا۔ لیکن اپنے برے وقت کو نہ ٹال سکا۔ اسی لمحے کنول دروازہ کھولے اندر داخل ہوئی۔ اس نے آفتاب کو سفیہ پر جھکے پایا۔ تو سانس لینا بھول گئی۔

وہ ایک پل تھا۔۔۔ لاعلمی کا

وہ ایک پل تھا۔۔۔ بے اعتباری کا

وہ ایک پل تھا۔۔۔ بنا کہے سب سمجھنے کا۔

لیکن۔۔۔ کنول نے اس یک پل کی لاعلمی میں کیسے اعتباری۔۔۔ اور بنا کچھ سوچے سمجھے آفتاب کے لیے دل میں شک لا چکی تھی۔

آفتاب ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا کنول کے پاس پہنچا۔ اسلیم خان بیگم بھی اندر داخل ہو چکی تھیں۔ سفیہ کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ جیسے چور چوری کرتے پکڑا جاتا ہے۔

کنول۔۔۔؟؟ آفتاب خان اس کی آنکھوں کی بے یقینی دیکھتا پل مس اپنے اندر سے سب کچھ ختم ہوتا محسوس کر رہا تھا۔

READERS CHOICE



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ بے آواز آنسو رو رہی تھی۔ اور یک ٹک آفتاب کو دیکھے جا رہی تھی۔ واہنی شاہک میں تھی کہ ابھی تک کچھ بول ہی نہیں پارہی تھی۔

آپ۔۔؟ کیوں۔۔؟؟؟ کنول نے درد بھرے لہجے میں پوچھنا چاہا۔

آفتاب نے اس کے چہرے کے کب اور لفظوں کے گہرائی کو سمجھنا چاہا۔

آپ۔۔ اتنا کیسے گر سکتے ہیں۔؟؟؟ خان۔۔؟؟؟ کنول چلائی تھی۔ اس کا گریبان پکڑے۔ اور خان اس لمحے اندر ہی اندر بہت بری موت مرا تھا۔

اب الفاظ لب پے آتے آتے دم توڑ گئے۔۔۔! کہنے کو کچھ بچا ہی نہ تھا۔

کیوں کی بے وفائی۔۔ خان۔۔؟؟؟ کیوں۔۔؟؟؟ وہ روتے ہوئے چلا رہی تھی۔

اور خان اسے بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔

ایسا کرنے سے پہلے۔۔ آپ نے اک بار بھی۔۔ ایک۔۔۔ بار بھی۔۔ میرے بارے میں نہیں سوچا۔ دل

خون کے آنسو رو رہا تھا۔

آفتاب نے آنکھیں بند کرتے دوبارہ سختی سے کھولتے اپنا گریبان اس کے ہاتھ سے چھڑوایا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہاں۔۔ کی ہے بے وفائی۔۔ اور کروں گا۔۔۔۔۔ تو۔۔۔؟ کیا کر لوگی۔۔۔ تم۔۔۔؟؟ آخر آمائے جانے سے پہلے ہی وہ اسے آزما گیا۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا۔

مجھے آزمانے والے۔۔۔ مجھے آزما کے روئے گا۔

آپ۔۔۔؟؟ ایسا کیسے۔۔۔ کر سکتے ہیں۔۔۔؟ وہ چینیخی تھی۔

میری جگہ کسی اور کو کیسے دے سکتے ہیں آپ۔۔۔؟؟ وہ بری طرح ہز یانی انداز میں چلائی۔

جگہ۔۔۔؟؟ میں دے چکا ہوں۔۔۔ کنول۔۔۔! اب۔۔۔ روؤ جتنا رونا ہے۔۔۔ آفتاب کو اس کے آنسوؤں سے اچھی خاص تپ چڑھی تھی۔

آپ۔۔۔ آپ اس۔۔۔ کے ساتھ۔۔۔ کیسے؟ میں۔۔۔ میں اسے چھوڑوں گی نہیں۔۔۔ زندہ ماردوں گی۔

کنول جارحانہ انداز میں سفیہ کی طرف بڑھی۔ کہ بیچ میں آفتاب خان نے روک لیا۔

اسے کیا کہنا ہے۔۔۔ جو کہنا چاہتی ہو مجھ سے کہو۔۔۔ تمہارا تعلق مجھ سے ہے۔ اس سے نہیں۔۔۔

اسی کا تو افسوس ہے خان۔۔۔ کہ آپ سے تعلق رکھا۔ آپ کے نکاح میں رہی آپ نے۔۔۔؟؟ اس نکاح

کے مقدس رشتے کو پامال کیر دیا آپ نے۔۔۔ ایک عورت کے ساتھ نجائی ز۔۔۔ تعلق۔۔۔؟؟

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول۔۔۔؟؟ آفتاب شیر خان کا ہاتھ اٹھا۔

لیکن ہوا میں ہی بلند رہ گیا۔ کنول نے بے یقینی سے آفتاب کو دیکھا۔ آج پہلی بار اس نے کنول پے ہاتھ اٹھایا تھا۔

اس سے پہلے کہ میں اپنا ضبط کھودوں۔۔ اور کچھ کر بیٹھوں چلی جاؤ یہاں سے۔۔،، انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ کنول نے شکست خوردہ انداز میں آفتاب کو دیکھتے وہ طنزیہ انداز میں مسکرائی۔  
نجائی ز تعلق بنانے سے بہتر تھا۔ آنکاح کر لیتے۔ کم از کم۔۔ یہ درد تو نہ رہتا کہ آپ زندہ۔۔!  
اپنی بکو اس بند کرو تم۔۔۔! اور بہت تکلیف دہ ہے نا اب تمہارے لیے۔۔۔ صحیح کہا تم نے۔۔ تعلق بیسے اس ست اور جائی ز بھی کروں گا۔ کل یہیں اسی وقت اس کے ساتھ نکاح کروں گا۔  
سنا تم نے۔۔۔؟؟ کڑے تیوروں کے ساتھ کہتا وہ کنول کو عرش سے فرش پے گرا گیا۔  
آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ خان۔۔!

کنول نے اس سے زیادہ خود کو یقین دلانا چاہا۔ میں ایسا ہی کروں گا۔ کنول۔۔۔! اور وعدہ ہے یرا تم سے۔۔ کل اسی وقت یہ۔۔۔ لڑکی۔۔ تمہاری سوتن بنے گی۔  
انتہائی سرد لہجے میں کہتا۔ کنول کو پرے دھکیلتا وہاں سے قدم باہر کو لے لیے۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جو جگہ جس کی ہوتی ہے ایک دن اسے مل ہی جاتی ہے۔

خان بیگم کے الفاظ پے کنول نے رخ موڑ کے انہیں دیکھا جو اس کے زخموں پے نمک چھڑک رہی تھیں۔

اور پھر بنا لحاظ کے کنول نے سفیہ کا گلا دبایا تھا۔ خان بیگم نے بمشکل سفیہ کا گلا چھڑایا۔

اور پھر خود اپنے آپ پے افسوس کرتی پیچھے ہٹ گئی تھی۔

بس بہت ہو گیا لڑکی۔۔۔ اب نکلو یہاں سے۔۔۔ اور بھول جاؤ۔۔۔ خان کو۔۔۔! وہ میرا پوتا ہے۔ اور اب کل

ہمارے پوتے کا نکاح ہو گا۔ اصل نکاح۔۔۔ پورا شہر دیکھے گا۔۔۔ آفتاب شیر خان کا نکاح۔ اور سفیہ بنے گی

ہمارے خاندان کی بہو۔۔۔ اکلوتی بہو۔۔۔ مالکن۔۔۔!

اور پھر وہیں سے کنول نے فیصلہ لیا۔ کہ وہ آفتاب کو چوڑ کے چلی جائے گی۔ اس کا دل بری طرح ٹوٹا تھا۔

ٹھیس لگی اور ٹوٹا۔۔۔

دل کا نازک شیشہ۔۔۔

یہ کھیل نصیبوں والا۔۔۔

READERS CHOICE

کوئی ہارا کوئی جیتا۔۔۔

اس پل۔۔۔ خان کو خود دے جدا ہوتا وہ دیکھ نہ پائی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور پھر اس سے پہلے کہ خان نکاح کرتا وہ اپنے دل پے پتھر رکھے انتہائی سخت فیصلہ کر گئی۔ مون کو وہیں باپ کے پاس چھوڑ۔ وہ ملکہ کو لیے منہ اندھیرے گھر سے نکل گئی۔ بنا کسی کو بتائے۔۔ جس کا دکھ آج بھی آفتاب خان کو تھا۔

اسے کنول کی بے یقینی نے مارا تھا۔ وہ سفیہ کو دو منٹ میں مزہ چکھا سکتا تھا۔ لیکن۔۔ کنول کی باتوں پر وہ ضد میں آگیا تھا۔ کیونکہ وہ تو اپنی تھی نا۔۔۔؟؟؟

ہمیں تو اپنوں نے لوٹا

غیروں میں کہاں دم تھا۔۔

ہماری کشتی وہاں ڈوبی۔۔

جہاں پانی کم تھا۔

آج وہ سب چڑیا گھر گھومنے آئے تھے۔ بچوں کے ساتھ۔

سبھی بہت خوش تھے۔ خاص کر بچے اور ان کے ساتھ انا بیہ۔

READERS CHOICE



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بالکل بچی بنی ہوئی تھی۔ اور اے یوں خوش دیکھ شہیر بھی دل سے مسکرا رہا تھا۔ کہ اچانک اس کی نظر کو کو پے جاٹھری جو تھوڑی ہی دور کھڑے بہت وارتگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

شہیر نے لب بھینچتے نظریں پھیر لیں۔ لیکن وہ تو انتظار میں تھی۔ کہ شہیر اسے دیکھے اور وہ اس تک پہنچے۔ کیسے ہو شیر۔۔۔؟؟ پاس آ کے سن گلا سزاتارتے ایک۔ ادا سے پوچھا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟؟ شہیر نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

تم سے ملنے آئی تھی۔ کو کو نے سامنے س کی فیملی کو دیکھتے حسرت بھرے انداز میں جواب دیا۔

کلثوم۔۔۔! تم سیراب کے پیچھے بھاگ رہی ہو۔۔۔ مت بھاگو۔۔۔ کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔۔۔! شہیر نے پھر سے اسے سمجھانا چاہا۔

میں نے راکی کو خلع کانوٹس دے دیا ہے۔۔۔! کلثوم نے بے ضرر انداز میں کہا تو شہیر اسے دیکھ تاسف سے سر ہلانے لگا۔

اسی لمحے انابیہ کی نظر ان پے پڑی۔ اسے لگا جیسے اس کی آنکھوں میں کسی نے مرچیں انڈیل دی ہوں۔ فوراً سے بچوں کو عابی کے حوالے کرتی وہ شہیر کے پاس پہنچی۔

شہیر۔۔۔؟؟ آئی اس طرف۔۔۔ بچے آپ کا پوچھ رہے ہیں۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کو کو بالکل نظر انداز کرتی وہ شہیر کا ہاتھ تھامے وہاں سے لے جانے لگی۔

ہائے انابیہ کیسی ہو۔۔؟؟ کو کو نے خود اپنے آپ کو سامنے کیا۔ اس کا یوں نظر انداز کرنا کو کو کو بہت برا لگا تھا۔

اوہ۔۔ کو کو۔۔ تم۔۔؟؟ ایکسیوزمی۔۔ میں دیکھ نہیں پائی۔ کیسی ہو۔۔؟؟ انابیہ نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ تم۔۔ لوگ یہاں چڑیا گھر دیکھنے آئے ہو۔۔؟؟ بات بڑھانے کی خاطر کہا۔  
نہیں۔۔ جاگنگ کرنے آئے ہیں۔ اسی انداز میں دو بدو جواب دیا کہ کو کو چپ ہی ہو گئی۔ اور شہیر کو دیکھنے لگی۔

بھئی چڑیا گھر میں لوگ کیوں آتے ہیں۔۔؟؟ جانور دیکھنے ہی ناں۔۔

شہیر۔۔ آئی اس طرف آپ کو ایک نیا جانور آیا ہے چڑیا گھر میں۔۔ وہ دکھاتی ہوں۔۔  
انابیہ ہیر کا ہاتھ تھامے اسے وہاں سے لے گئی۔

اور رنگے برنگے طوطوں کے ایک پنجرے کے پاس کھڑے ہوتے اسے دکھانے لگی۔۔  
وہ دیکھیں۔۔ کتنے پیارے پرندے ہیں۔۔ اشارہ کر کے خوشی سے بتایا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

یہ۔۔ نیا جانور آیا ہے۔۔ یہاں۔۔؟؟ پیار بھری خفگی سے دیکھا۔

اس۔۔ سے تو آپ ابھی مل کے آرہے ہیں۔۔! اس کے کان میں گھسی سرگوشی کر گئی۔

شہیر نے مسکراہٹ دباتے نفی میں سر ہلایا۔

بری بات ہے۔۔! ایسے نہیں کہتے۔

اچھا چلیں ناں۔۔ اس طرف۔۔! انا بیہ نے اس کا دھیان ہٹایا۔ وہ باتیں کرتے ایک دوسرے کے سنگ آگے بڑھ گئے۔

کو کونے دوبارہ سن گلاسز لگائی یں۔ ماتھے پے تیوری چڑھائے انہیں دیکھتی وہ اب واپس کی راہ لے چکی تھی۔

کیا ہوا۔۔؟؟ تھک گئی۔۔؟؟

عابی کو ایک طرف گرنے والے انداز میں بیٹھتے دیکھ شامی نے اس کے پاس بیٹھتے اس کا ہاتھ تھامتے پیار سے کہا۔

نہیں۔۔ زیادہ نہیں۔۔! بس۔۔ ایسے ہی۔۔ تھوڑی بھوک لگ رہی ہے۔۔ عابی نے دھیمے لہجے میں کہا۔

کھانا لے کے آتا ہوں۔۔ گاڑی میں ہی ہے۔۔!

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ باقی سب تو ہو ٹلنگ کرنے والے تھے۔ لیکن عابی کو شامی کی ہدایت پے گھر کا کھانا کھانا تھا۔  
عابی نے اسکا ہاتھ تھاما۔

کیا ہوا۔؟؟ شامی نے اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔  
گول گپے کھانے ہیں۔۔۔! جھجھکتے ہوئے کہا۔  
شامی کے چہرے پے مسکراہٹ رینگ گئی۔

ابھی لاتا ہوں۔۔! وہ اس سے نہایت نرمی سے کہتا اٹھا تھا۔ عابی کی محبت پاش نظروں نے اس کا دور تک پیچھا  
کیا تھا۔

سبھی اب تھکے ہارے کھانے میں مصروف تھے۔  
کہ تبھی معاویہ نے کسی بات پے غصہ کرتے سنکیبکو گال پے تھپڑ جڑ دیا۔ سب سکتے میں معاویہ کا غصہ سے بھرا  
چہرہ دیکھنے لگے۔

پنکی منہ بنا کے رونے کی تیاری کرنے لگی۔

کہ اسی لمحے شہیر نے معاویہ کے گال پے تھپڑ جڑ دیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

یہ کیا کیا آپ نے شہیر؟؟؟ جمیلہ خاتون نے شہیر کی حرکت پر اسے ٹوکا تھا۔ انابیہ نے منہ پر ہاتھ رکھے یہ منظر دیکھا تھا۔ حیرت تو اسے اپنے شوہر پر ہوئی تھی جس نے اپنے چہیتے بیٹے پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ اب معاویہ گلا بھاڑ کے رونے والا تھا۔ سب کو ایسا لگا لیکن وہ بالکل چپ تھا۔ سہا ہوا۔ باپ کو دیکھ رہا تھا۔ شہیر نے سخت نظروں سے اسے دیکھا۔ اور روتی ہوئی پنکی کو گود میں اٹھائے وہ وہاں سے اٹھ گیا۔ جب کہ معاویہ کے خاموش آنسو بہے تھے۔ جہنیں ہاتھ بڑھا کے منہا نے پونچھا تھا۔ ڈونٹ کرائی۔۔۔! پور فادر از ویری بیڈ۔۔۔۔۔ منہا بھی رو دی تھی۔ بری بات ہے منہا۔۔۔! ایسے نہیں کہتے۔۔۔ عابی نے فوراً ٹوکا۔ ابھی کچھ پل کے لیے چپ ہو گئے تھے۔ جمیلہ خاتون نے معاویہ کو بلا کے پیار کرن چاہا لیکن وہ ان کے پاس نہ گیا۔ انانے بے چارے شامی کو دیکھا۔ تو وہ اشارہ کر کے اسے سکون سے رہنے کا کہتے معاویہ کو بھلا پھسلا کے ساتھ لے گیا۔ باقی خواتین سب ہوٹل کے ٹیبل پر کھانا وغیرہ کھانے اور ایک دوسرے کو سرو کرنے میں مصروف تھیں۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

فضانے ماحول میں کشیدگی محسوس کی تو اسے برا لگا۔ اس کے ہزبینڈ اور خانم نہیں آپائے۔۔

ہزبینڈ کو کچھ کام تھا۔ او خانم کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔

انا۔۔؟؟ کیا ہوا۔؟؟ اتنی چپ کیوں ہو گئی۔۔؟؟

فضانے اسے جھکے سر سے دیکھا تو پوچھ لیا۔۔

نہیں۔۔ آپ۔۔! بس۔۔ ایسے ہی۔۔! وہ روندھی آواز میں بولی تھی۔

فضا اس کے پاس جا بیٹھی۔

بچی نہیں ہو تم چھوٹی سی۔۔! بڑی بن جاؤ۔۔ بچوں میں یہ چھوٹی موٹی باتیں ہو جاتی ہیں۔۔ ہمیں تحمل

سے اس معاملے کو حل کرنا ہوتا۔۔ یہی تو پتہ چلتا ہے۔۔ ہم کتنے سچویشن سالور ہیں۔

فضانے اس کا کندھا تھپکا۔

کیا تھپڑ کے بدلے تھپڑ مارنا ہوتا ہے۔۔؟؟ انا کو ابھی بھی دکھ گھیرے ہوئے تھا۔

نہیں۔۔! شہیر بھائی نے بہت غلط کیا۔ معاویہ کے ساتھ اس طرح کا بیہویر۔۔ بالکل بھی ٹھیک نہیں تھا۔

اس طرح معاملات بگڑتے ہیں۔۔ بچوں کے فماغ میں نیگیٹیو اثر پڑتا ہے۔ فضانے گہرا سانس خارج کرتے

کہا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کہ تبھی شہیر پنکیو اٹھائے وہاں واپس آ گیا۔

پنکی مسکرا رہی تھی۔

ایکسیوز می۔۔۔! شہیر کے آتے ہی انابیہ وہاں سے اٹھ گئی۔ جسے سب نے ہی محسوس کیا۔

باہر نکلتے ہی دور اسے شامی نظر آ گیا جو معاویہ کو گود میں ٹھائے ماسک لے کے دے رہا تھا۔ ڈیفرنٹ ماسک

دکھاتا وہ خو بھی ہنس رہا تھا۔ اور معاویہ کا زہن بھی بٹا رہا تھا۔

معاویہ۔۔۔؟؟! نادھیرے دھیرے قدم اٹھاتی ان تکپہنچی اور اسے پکارا۔

مما۔۔! لویٹ دس! معاویہ مکر اتے ہوئے سپائی ڈرین کا ماسک دیکھا رہا تھا۔

واؤ۔۔۔ یہ تو بہت پیارا ہے۔۔! انانے اس کے گال پے بوسہ فیا جہاں شہیر نے تھپڑ جڑا تھا۔

مما۔۔! شامی ماموں بہت اچھے ہیں۔

معاویہ نے شامی کے گال پے کس کیا۔

سچ میں میرے پرنس۔۔! بس یہ بات اپنی ممانی سے کہہ دینا۔۔! شامی کے برجستہ کہنے پے انا بھی ہنس

دی۔



وہ آج کتنے دنوں بعد ڈرائی نگ روم میں آئی تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس دن کے بعد سے اس نے آفتاب کے سامنے آنا چھوڑ دیا تھا۔ بس بچوں تک خود کو محدود رکھا تھا۔ جب بھی آفتاب خان کے آنے کا وقت ہوتا وہ خود کو کمرے میں قید کر لیتی۔ ابھی اس کا بلاوا آیا تھا۔ تو مجبوراً اسے جانا پڑا۔

جی۔۔۔؟؟ وہاں وکیل امجد ایک فائل کے ساتھ موجود تھے۔ لیکن آفتاب خان وہاں نہیں تھا۔ ہیلو۔۔۔ میم۔۔۔!

میم۔۔۔ کل خان حویلی۔۔۔ آنا ہو گا آپ کو۔۔۔ خن بیگم کی وصیت کے لیے۔۔۔ انہوں نے نہایت مودب انداز میں کہا۔  
خان حویلی کے نام پے کنول کا منہ بگڑا۔

کیسی وصیت۔۔۔؟؟ اور میرا ان کی وصیت سے کیا کام۔۔۔؟؟ کھر درے لہجے میں کہا۔

میم۔۔۔ انہوں نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے وصیت بنوائی تھی۔ اور اس کے لیے مسٹر آفتاب خان اور ان کی وائی ف کو وہاں موجود ہونا ہے۔ ہر حال میں۔۔۔ ورنہ وصیت نہیں کھلے گی۔

اس سے پہلے مسٹر خان سے بھی کہا۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب اگر کل بھی وصیت نہ کھلی تو بہت مسئی لہ ہو جائے گا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس لیے مجھے پر سنی یہاں آنا پڑا۔ تفصیلاً جواب آیا۔

کنول نے گہرا سانس خارج کیا۔

مسٹر آفتاب شیر خان کی ایک اور وائی ف بھی ہیں۔ آپ ان سے رابطہ کر لیں۔ مجھے کسی وصیت میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔ صاف لفظوں میں اس نے منع کیا تھا۔

سوری۔۔۔ میم۔۔۔! آفتاب شیر خن کی ایک ہی وائی ف ہیں۔۔۔ مسز کنول آفتاب۔۔۔! اور وہ یقیناً۔۔۔ آپ ہی ہیں۔

ایڈووکیٹ امجد نے پر یقین لہجے میں کہا۔

کنول نے مڑ کے سر جھٹکا۔

آپ سے بھی چھپایا۔۔۔ سب سے چھپایا۔۔۔ اس شخص نے اپنے دوسرے نکاح کو۔۔۔؟؟

میم۔۔۔ دوسرا۔۔۔ نکاح۔۔۔؟؟؟ امجد صاحب حیران ہوئے تھے۔

مسٹر امجد شاہ۔۔۔! اچانک سے خان کی آمد اور سرد آواز پے وہ دونوں چونکے تھے۔

آپ کو منع کیا تھا۔؟؟ شاید۔۔۔ آپ۔۔۔؟؟ خن نے کنول کی جانب ایک نگاہ بھی ڈالنا گوارا نہیں کیا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

سر۔۔۔! آپ جانتے۔۔۔ ہیں۔۔۔ میم کا ہونا۔۔۔ ضروری ہے۔۔۔ ورنہ وصیت سہکھانے پے آپ کی ساری جدی پشتی جائی یاد آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔

امجد صاحب نے منمناتے ہوئے کہا۔

تو جانے دیں۔۔۔ کوئی پرواہ نہیں۔۔۔ آپ۔۔۔؟؟

مسٹر امجد۔۔۔! کنول نے ایک سخت نظر آفتاب پے ڈال امجد صاحب کی جانب دیکھا

میں آؤں گی۔۔۔! ضرور آؤں گی۔ وصیت سننے۔۔۔! کنول نے آفتاب کی بات کی نفی کرنے کی خاطر دل کی بات ک پس پشت ڈالتی جانے کی ہامی بھر گئی تھی۔

ٹھیک ہے۔ میں چلتا ہوں۔۔۔ اجازت۔۔۔! مسٹر امجد اجازت لیتے جا چکے تھے۔

ان کے جانے کے بعد کنول نے بھی رخ پھیرے وہیں سے نکلنا چاہا کہ آفتاب خان نے اسکی کلائی پکڑ کے غصہ سے اپنی طرف کھینچا۔

تم۔۔۔ خان حویلی نہیں جاؤ گی۔ ہر لفظ سخت غصہ سے کہتا وہ کنول کو وارن کر رہا تھا۔

میں جاؤں گی۔۔۔! مسٹر آفتاب شیر خان۔۔۔! کنول نے بھی غصہ سے اپنی کلائی چھڑائی تھی۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہاں جا کے تم نے پھر تماشا کرنا ہے۔ اور۔۔؟؟

اور۔۔ آپ نے پھر اس دو ٹکے کی لڑکی کا سا

تھینا ہے ہمیشہ کی طرح مجھے غلط ثابت کرن ہے۔

کنول نے تیز لہجے میں اس کی بات کاٹتے کہا۔

زبان۔۔ کو قابو میں رکھو۔۔ ورنہ۔۔؟ وہ غصہ سے اسے ریب کر گیا۔

ورنہ کیا۔۔؟؟ کنول نے بھی اس کی آنکھوں میں جھانکتے پوچھا۔

ایک پل کو دونوں ک نظریں ملیں۔ دونوں کے دلوں میں ارتعاش برپا ہوا۔ اور آفتاب خان موڑ گیا۔

اور وہاں سے باہر نکلتا چلا گیا۔

وہ چاہ کے بھی اس پے ایک حد سے زیادہ سختی نہیں کر پاتا تھا۔ اس لیے کوشش کرتا تھا کہ اس کے سامنے

کم ہی جائے۔



سوئے ہوئے معویہ کے گال پے دھیرے سے بوسہ دیتے شہیر اسے دیکھتا اپنی آنکھیں نم کر گیا۔ آج پہلی بار

اپنے لخت جگر پے ہاتھ اٹھا گیا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

انابہ رخ موڑے سر تک کبل تانے سو رہی تھی۔ یاسونے کانٹک کر رہی تھی۔ شہیر کافی دیر یو نہی معاویہ کو دیکھتا رہا۔ وہ معصوم سو رہا تھا۔ اچانک سے شہیر کی آنکھ سے آنسو چھلک کے باہر آ گیا۔ پھر سے معاویہ کے گال پے بوسہ دیتا وہ اس کا ہاتھ تھامتا اس پے بھی لب رکھ گیا۔

ایم سوری۔ میری جان۔۔۔! بابا بہت برے ہیں۔۔۔ وہ دکھی تھی۔ اس کی رودنھی آواز پے انانے پلٹ کے اسے دیکھا وہ جاگ رہی تھی۔

ایم سوری۔ ڈیڈا کی جان۔۔۔! اسے چومتا وہ اپنے دل میں ٹھنڈک اتارتا ٹھک کے لائی پیٹ آف کرتا بستر پے آیا تھا جہاں نابہ سوتی بن گئی۔

بنا اسے تنگ کیے وہ بھی ماتھے پے بازو رکھے سونے کی کوشش کرتا آنکھیں موند گیا۔ آج انابہ کو شہیر ٹوٹ سا اور دکھی محسوس ہوا۔ وہ جو اس سے ناراض ہونے کا سوچ کے بیٹھی تھی۔ دھیرے سے رخ پلٹتے شہیر کا بازو ہٹاتی اس کے سینے پے سر رکھ گئی۔ اور اس کے گرد بازو جمائی ل کرتی آنکھیں موند گئی۔

شہیر نے بھی اسے بانہوں کے حصار میں لیا۔ اور اس کے بجانب رخ کرتا اس کے ماتھے پے بوسہ دے گیا۔ اپنی بانہوں میں وہ دونوں ہی ایک دوسرے کو ہمیشہ سمیٹ لیا کرتے تھے۔ اور یہی ایک وفا کی زبان تھی جو وہ بنا کہے ایک دوسرے کے حساسات کو سمجھ لیتے تھے۔ انہیں کبھی لفظوں کی ضرورت محسوس نہ ہوئی تھی۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آج وہ پھر خان کے ساتھ خان حویلی موجود تھی۔ سفیہ اپنی پھوپھو کے ساتھ بھی وہیں تھی۔ اور انتہائی ضبط سے وہ کنول کو خان کے ساتھ بیٹھا دیکھ رہی تھی۔

وکیل صاحب نے وصیت کے اینولپ کو چاک کیا۔ اس سے پہلے کہ وصیت نامہ پڑھا جائے۔ یہ ایک خط ہے۔ جو خان بیگم نے آخری لمحات میں لکھوائی تھی۔  
سب ہمہ تن گوش ہوئے۔

انہوں نے خط پڑھنا شروع کیا جس کے شروع میں انہوں نے سب سے اپنی اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگی تھی۔

ہم۔۔ بہت دلبرداشتہ ہوئے ہیں۔ اور انسان بہت ٹوٹ جاتا ہے۔۔ جب کوئی اپنا پیٹھ میں چھرا گھونپتا ہے۔  
ہمارے ساتھ بھی ایسا ہوا۔

جس سے سب سے زیادہ چاہا۔ گھر میں رکھا وہیں ہم سے ہمارے پوتے کو دور کرنے کی وجہ بن گئی۔  
سفیہ دل کا دھڑکا تھا۔ جب دوسری طرف کنول کو بھی خطرے کی گھنٹی سنائی دی۔ ایک آفتاب شیر خان تھا۔ جو بنا کسی تاثر کے سپاٹ چہرے ک ساتھ وہاں موجود تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہم نے اگر کسی کے ساتھ ب سے زیادہ زیادتی کی ہے تو۔۔ وہ کنول ہے۔۔ ہمارے خان کی بیوی۔ اس کی شریک حیات۔۔

کنول۔۔! آپ یہاں موجود ہیں۔۔ ہمیں خوشی ہے۔۔ بیٹا۔۔ ہ سکے تو ہمیں معاف کر دینا۔۔ آپ سے آپ کی محبت کو چھیننا چاہا۔ آپ کے بچوں کو ماں باپ کے سائے سے محروم کر ڈالا۔ نجانے اللہ ہیں معاف کر پائے گا یا نہیں۔۔؟ لیکن۔۔۔ پھر بھی آپ سے ایک درخواست ہے۔۔ کہ ہمارے خان کی زندگی اندھیروں کی نظر مت کریں۔۔ ہمارے گناہ کی سزا نہیں مت دیں وہ بے قصور ہیں۔۔۔ ابھی وکیل صاحب وصیت پڑھ رہے تھے۔ کہ آفتاب شیر خان غصہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اینف۔۔۔! اس خط کو ایک سائیڈ پے کریں اور وصیت پڑھیں۔

ماتھے کی ابھری رگوں کے ساتھ وہ غصہ ضبط کرتے بولا تھا۔

وکیل صاحب نے سوالیہ نظروں سے کنول کو دیکھا جس کی آنکھیں جھلملا اٹھی تھیں۔

مجھے سننا ہی یہ پوری تحریر۔۔۔ آپ پڑھیں پلیز۔۔۔! دھیمے لیکن مضبوط لہجے میں کہتی وہ آفتاب خان کے صبر کو آزمار ہی تھی۔ تو وہیں دوسری طرف سفیہ پیچ و تاب کھا رہی تھی۔

کنول۔۔۔! آپ کو سچائی جاننے کا پورا حق ہے۔۔۔ اور اس دن جو آپ نے دیکھا وہ سچ نہیں تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول کا دل بری طرح دھڑکا۔

وہ سب ایک پلاننگ کے تحت ہوا تھا۔ جان بوجھ کے سفیہ نے خان کو پھنسا یا تھا۔ اور اس گناہ میں ہم بھی شامل تھے۔ اور یہی ہماری بد قسمتی تھی۔

خان۔! ہماری جان۔۔۔! اپنی دادی کو معاف کر دینا۔۔۔

کنول۔۔۔! خان کا کردار شیشے کی طرح پاک اور پاکیزہ ہے۔ وہ صرف آپ سے محبت کرتے ہیں۔ ان کی محبت کی قدر کیجیے۔ انہیں سمجھیں۔۔۔ اور ہو کے تو ہمیں معاف کر دیجیے گا۔۔۔ آپ کی خان بیگم۔ 😞  
خط ختم ہو چکا تھا۔

کنول آنسو ضبط کرتی ہچکیوں سے رو رہی تھی

اس نے ان تین سالوں میں کیا کھو دیا۔۔۔؟؟ آج اسے شدت سے احساس ہو رہا تھا۔

وہ سچائی جو تین سال پہلے سامنے نہیں آئی تھی۔ آج وہ خان بیگم جاتے جاتے بتا گئی تھیں۔

امجد صاحب نے وصیت پڑھنی شروع کی۔ لیکن کنول اسے کب سن رہی تھی۔۔۔؟ اس کا سارا دھیان خان کی طرف تھا۔ جو رخ پھیرے بمشکل وہاں کھڑا تھا۔ جب کہ سفیہ کا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ وہاں سے خود کو کہیں غائب کر دے۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جائی داد کا ایک بہت بڑا حصہ اور خان حویلی آفتاب شیر خان کی بیوی کے نام کر دیا گیا تھا۔ جو کوئی اور نہیں۔۔ کنول تھی۔

ایک اور بم اس کے سر پر پھوٹا تھا۔

مطلب۔۔؟ آفتاب نے۔۔؟؟ سفیہ سے نکاح نہیں کیا تھا۔۔؟؟

کنول کا دل پوری شدت سے دھڑکا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اس کی نظریں آفتاب شیر خان کی چوڑی پشت پر تھیں۔ آنسو تھے کہ بس بہہ چلے جا رہے تھے۔ وہ آج خود کو اپنی ہی نظروں میں گرا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

اس کے اندر ایک جنگ چھڑ چکی تھی۔

کیا کچھ نہیں کہا تھا خان سے۔۔؟ نجائی ز تعلق۔۔؟؟ زنا۔۔؟ اس کا شدت سے جی چاہا۔ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔ اب وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

آفتاب جانتا تھا۔ کہ یہ وقت آنا تھا۔ لیکن اب اس کے لیے کنول کے آنسو کوئی معنی نہیں رکھتے تھے۔

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس کی پاک دامن کی گواہی خان بیگم کے خط سے ہوئی۔ وہ اس بات کو کبھی نہیں بھول سکتا تھا۔ کہ کنول کی بے اعتباری نے اس سے اس کی بیٹی کے تین سال چھینے گئے تھے۔ وہ چاہ کے بھی کنول کو معاف نہیں کر سکتا تھا۔

کنول نے اس کی جانب قدم بڑھائے کہ وہ وکیل صاحب کی جانب مڑا۔ وصیت مکمل ہو گئی۔۔؟؟ سرد لہجے میں وکیل صاحب سے دریافت کیا۔

جی۔۔۔! یہاں پے آپ کے اور آپ کی مسز کے سائی ن چاہیے۔۔۔! امجد صاحب نے پیپر زان کی طرف بڑھائے۔ آفتاب نے بنا کسی تاثر کے ان پے سائی ن کر دیا۔ اور لمبے لمبے ڈگ بھرتاواہں سے نکل گیا۔

میم۔۔۔ آپ کے سائی ن۔۔۔؟؟ امجد صاحب اب کنول سے مخاطب تھے۔

کنول نے آنسو پونچھتے لرزتے ہاتھوں سے ان پیپر ز پے سائی ن کیا اور فوراً سے پیپر ز امجد صاحب کو دیتی وہ بھی آفتاب کے پیچھے لپکی تھی۔ لیکن وہ گاڑی میں بیٹھتا جا چکا تھا۔

اس نے کنول کو کچھ بھی کہنے کا موقع نہ دیا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول سخت دلبرداشتہ ہوئی تھی۔ کیسے وہ سب ٹھیک کرے گی۔۔۔؟ کیسے۔۔ آفتاب خان کو منائے گی۔۔؟ جسے وہ اپنے لفظوں کی ماردے کے بری طرح زخمی کر چکی تھی۔ کہ رہی سہی کسر ان تین سالوں کے ہجر نے پوری کر دی تھی۔ زخم ناسور بن گئے تھے۔

وہ اپنے آنسو ضبط کرتی وہیں کھڑی رہ گئی۔

وہیں۔۔ اسی جگہ جہاں تین سال پہلے اس نے خان کو اکیلا چھوڑا تھا۔ آج خان اسے اکیلا چھوڑ گیا تھا۔ وجہ کل بھی وہی تھی۔

وجہ آج بھی وہی تھی۔

لیکن۔۔ وہ آفتاب کے لیے سراپائے محبت تھی۔ اور ہمیشہ سے تھی۔۔۔

کل بھی تجھے دل یاد کرتا تھا۔۔۔

آج بھی تجھے دل یاد کرتا ہے۔۔۔

تم سمجھ نہ پائے۔۔۔۔

READERS CHOICE

تم سمجھ نہ پائے۔۔۔۔!

دل میرا دل نہ مانے۔۔۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیا کروں۔۔۔ کیا کروں۔۔۔

درد دل تو نہ جانے کیا۔۔۔ کروں۔۔۔؟؟

آفتاب تیز رفتار گاڑی چلاتا خان ولا پہنچا تھا۔ اس کا دماغ پھر سے تین سال پیچھے چلا گیا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں آتا بند ہو چکا تھا۔ وہ کنول کو وہیں چھوڑ آیا تھا۔ جانتا تھا عظیم خان اسے لے آئے گا۔ لیکن اس وقت اسے کنول سے بھی نہیں ملتا تھا۔ وہ اس کا چہرہ بھی دیکھنے کا روادار نہیں تھا۔ جو کچھ اس نے کیا وہ اسے بھلا نہیں پاتا تھا۔ بلکہ آج پھر سے پرانے زخم تازہ ہو گئے تھے۔ جب وہ اسے چھوڑ کے گئی تھی۔ وہ دن آج بھی اسے یاد تھا۔ جب وہ گھر آیا اور اسے کنول نہ ملی لیکن اس کی جگہ ایک خط ملا تھا۔ جس میں اس نے اسے چوڑ کے جانے کا کہا تھا۔ ساتھ میں وہ بچی کو بھی لے گئی تھی۔ جس سے آفتاب کال اس سے زیادہ برا ہوا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

دوسرے دن ہی اس نے پتہ لگالیا تھا۔ کہ وہ کہاں ہے۔۔؟ لیکن اس نے کنول تک پہنچنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ اسے مزید آزما رہا تھا۔ لیکن اس کی پل ل کی رپورٹ رکھے ہوئے تھا۔ صرف اس کی نہیں اپنی بیٹی کی بھی۔

یہاں تک کہ اس کا کیلا رہنا اسے چبھاتا تھا۔ اور پھر مسز فاروقی کا اس کی زندگی میں شامل ہونا بھی آفتاب کی ہی مرہونِ منت تھا۔ وہ آفتاب کی طرف سے ہی بھیجی گئی تھیں۔ جو کنول کا ہر موڑ پے ساتھ تو دیتی رہیں۔ لیکن آفتاب کو بھی اسکی پل پل کی رپورٹ پہنچاتی رہیں۔

اس کے وہاں رہنے سے لے کے واپس آنے تک۔۔ وہ سب جانتا تھا۔ اس کے ہر قدم کو اٹھنے سے پہلے ہی وہ جانتا تھا۔ لیکن اک بار بھی اس نے اپنے ردِ عمل سے ظاہر نہ کیا۔ کہ وہ یہ سب جانتا ہے۔ اور آج جب خان بیگم کے خط سے سارا راز کھلا تو وہ اسے وہیں چھوڑ آئیں۔ جب وہ چاہتا تھا۔ کہ وہ اس تک واپس آئے۔ تب وہ نہ لوٹی۔ اور آج وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس تک لوٹے۔

سفیہ سے نکاح تو دور کی بات وہ اس کی شکل یکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔ اس وقت اس نے غصہ میں کنول سے سب کہا۔ جبکہ اس کا اردہ بالکل بھی ایسا نہیں تھا۔ لیکن۔۔۔ کنول کی بے اعتباری نے اسکی محبت کے بت کو بھی پاش پاش کر دیا۔ وہ اب چاہے بھی ان ٹکڑوں کو آپس میں جوڑ نہیں سکتا تھا۔



# میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جوڑتا بھی تو دراڑ باقی رہ جانی تھی۔

اور اس دراڑ کے ساتھ اب باقی کی زندگی جینا اس کے اختیار سے باہر تھا۔

کیا کچھ پایا ہم نے۔۔؟

اور سب کچھ کھو دیا۔۔

آفتاب ریونگ چیئی کی سیٹ کے ساتھ پشت لگا کے بیٹھا تھا۔ آنکھیں موندے وہ اپنے اوپر ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔

درد سہا ہے کتنا

میرے زخمی دل نے

چاہ کے بھی نہ روٹھے

بے وفاسنگدل سے

میں نے چاہا تجھے۔۔

رب سے مانگا تجھے

دل ہے بے بس بہت

READERS CHOICE

# میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

نہ سنہ یہ مجھے

مشکل میں یہ جان ہے۔۔

دل کتنا نادان ہے۔۔

دل کتنا انجان ہے۔۔



کنول جیسے ہی خان ولا پہنچی۔ اس کا رخ

آفتاب کے کمرے کی جانب تھا۔ ایک ایک قدم اسے ڈرتا تھا۔ اسے ڈرتا تھا۔ آفتاب کا۔ اس کے

غصہ کا۔ وہ حق پے تھا۔ جو بھی ہو۔ کچھ بھی ہو۔ سب ایک غلط فہمی پے ہوا تھا۔ لیکن۔۔

یہ بھی اتنا ہی کڑوا سچ تھا۔ کہ کنول نے آفتاب سے اس کی بیٹی کو چھینا تھا۔ اس کی اپنی اولاد کو اس نے۔۔

باپ کے سایے سے محروم کیا۔ بنا اس کی اطلاع میں لائے گھر چھوڑ دیا۔

شاید۔۔ اس کی معافی۔۔ تو۔ آفتاب اس کے مرنے کے بعد بھی نہ دے۔۔؟؟

اس کے قدم سیڑھیوں پے ہی تھمے تھے۔ آنسوؤں سے چہرہ تر تھا۔ آنکھیں رورو کے سو جھی ہوئی تھیں۔

وہ اپنے اندر ہمت جٹا ہی نہیں پار ہی تھی۔ کہ آفتاب کا سامنا کر سکے۔

مما۔۔؟؟ اسی لمحے مونٹس اور ملکہ بگاتے ہوئے وہاں انٹر ہوئے۔ اور اسے تھاما۔۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول نے جھک کے ان کو پیار کیا۔

انہیں دیکھ کے وہ اپنے آنسو ضبط کرتی دفعتاً مسکرائی تھی۔

مما۔۔؟ آپ رو کیوں رہی ہیں۔۔؟ ملکہ نے اس کے آنسو پونچھے۔

نہیں۔۔۔ بیٹا۔۔۔؟؟ میں۔۔۔ روتی نہیں۔۔۔ رہی۔۔۔ وہ آنکھ میں کچھ چلا۔۔۔ گیا تھا۔۔۔ کنول نے بہانہ تراشا۔

مما۔۔؟؟ ڈیڈ کہاں ہیں۔۔؟

ملکہ کے اگلے سوال پے کنول نے آفتاب کے بند دروازہ کی جانب دیکھنا چاہا۔ جو سیڑھیوں سے تو بالکل نظر نہ آیا۔

بیٹا۔۔۔ ان کی طبیعت نہیں ٹھیک۔ وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہے ہیں۔  
کنول انہیں لیے نیچے اتر آئی۔

مما۔۔۔؟ بابا آپ سے ناراض کیوں ہیں۔؟

مونس کو جو بات کافی دنوں سے تنگ کر رہی تھی۔ آخر پوچھ ہی لی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول کی آنکھوں میں پھر سے پانی بھر آیا۔ کیسے وہ ان ننھے فرشتوں کو بتا تبکہ وہ کیسے ان کے باپ کا دل دکھا چکی تھی۔۔۔؟؟ کہ اب۔۔۔ سب کچھ ریت کی مانند بکھر گیا تھا۔ اور وہ چاہ کے بھی اپنے بکھرے گھر کو سمیٹ نہیں پارہی تھی۔

مما۔۔ ڈونٹ کرائی۔۔ پلیز۔۔ آپ روتی ہیں۔۔ تو ہمیں بھی رونا آتا ہے۔ مونس کی آنکھیں بھی بھینگے لگی تھیں۔ کنول نے اسے کھینچ کے سینے سے لگایا۔

وہ پھر سے رودی تھی۔ کتنا ظلم کیا تھا اس نے اپنے بچے پے صرف اس۔۔ ایک غلط فہمی کی بنا پے وہ تین سال اپنے بچے سے دور رہی۔۔ اپنے محبوب شوہر سے دور رہی۔ اس بات کا غم اسے اندر ہی اندر کھا رہا تھا۔ اور یہ۔۔ اس سفیہ کی وجہ سے ہوا تھا۔

ایک دم سے کنول کے اندر غصہ سا بھر گیا۔

اس کا جی چاہا سفیہ اس کے سامنے ہو۔ اور وہ اسے جان سے مار ڈالے۔

مما۔۔! آپ۔۔ روتے ہوئے بالکل اچھی نہیں لگتیں۔ پلیز پراس آپ اب کبھی نہیں روئیں گیں۔ مونس نے اس کے گال صاف کیے۔ تو وہ زبردستی مسکرا کے اثبات میں سر ہلا گئی۔ لیکن اس کا دل ابی بھی آفتاب کے لیے فکر مند تھا۔ جو اس سے سخت قسم کاروٹھا ہوا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیا وہ۔۔ مان جائے گا۔۔؟؟ دل نے خود سے سوال کیا۔

تو جواب خاموشی میں ملا۔

ایک ڈر تھا۔

میں کیسے معافی مانگوں ان سے۔۔۔؟؟ وہ۔۔ تو میری شکل بھی نہیں دیکھنا گوارا کریں گے۔۔؟  
بچوں کو ان کے روم میں لاتی وہ مسلسل یہی سوچ رہی تھی۔

ابھی تک جو اتنی اکڑ سے یہاں رہ رہی تھی۔۔ اب ساری اکڑا نا خود داری ڈھے گئی تھی۔  
اب اپنے آپ میں تو اس کا کچھ بھی نہیں بچا تھا۔

قسمت نے کیسا ستم کیا تھا۔۔؟ کہ اللہ نے تو اس کا نصیب بہت حسین لکھا۔ لیکن وہ خود اپنے ہاتھوں سے اپنا  
سب کچھ مٹا کے گئی۔

بچوں کے لیے ناجی بی بی کو ہدایات دیتی وہ دل بڑا کرتی آفتاب کے روم کی جانب بڑھی۔  
اس کا دل بہت سخت دھڑکا تھا۔ دروازہ کو کھولنا چاہا۔ لیکن وہ لا کڑ تھا۔ کنول جانتی تھی۔ کہ وہ لا کڑ ہو گا۔  
اس لیے کیز اپنے ساتھ لائی تھی۔

دھڑکتے دل سے کیز لگاتے دروازہ کالا کھولا۔ دروازہ کیناب گھومائی۔ تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول کا سانس بھی رکنے لگا تھا۔

وہ جان بوجھ کے شیر کی کھچار میں آرہی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ آفتاب شیر خان سے اسے معافی کبھی نہیں ملے گی۔ لیکن وہ پھر بھی آگئی تھی۔

شاید اپنے لیے آفتاب کی منتخب کی گئی سزا سننے۔



عابی کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی۔

شامی اسے لیے ہاسپٹل آیا تھا۔

دیکھیں۔۔ آپ نے ضرور کھانے پینے میں کوئی کوتاہی کی ہے۔۔ جس سے ان کی یہ حالت ہوئی ہے۔ بہتر ہوگا۔ ان کے کھانے پینے کا اچھے سے خیال رکھیں۔ ورنہ بچوں کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔

وہ جوان کی بات سنتا سخت متفکر ہوا تھا۔ ان کی آخری بات پے چونکا۔

کیا مطلب۔۔؟ بچوں۔۔؟؟

جی۔۔ آپ کی مسز کے جڑواں بچے ہیں۔ اور اس کے لیے آپ کو ان کی بے انتہا کئی کر کرنی ہوگی۔

وہ الریڈی کمزور ہیں۔ ان کے کھانے پینے کا ان کے آرام کا بہت زیادہ خیال رکھنا ہوگا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہتے پریسکرپشن شامی کی طرف بڑھائی جو ابھی تک فرط حیرت میں ڈوبا ہوا تھا۔

ل کو ایک عجیب سی خوش کا احساس جاگا تھا۔

وہ اندر ہی اندر خوش تھا بہت۔

ڈاکٹر کی مزید ہدایات سنتا وہ باہر نکلا جہاں عالی چچی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

عالی۔۔؟؟ شامیاس کے قریب جاتے دھیرے سے اسے پکار گیا۔ تو اس نے آنکھیں کھولیں۔

سب۔۔ ٹھیک ہے ناں۔۔؟؟ گھبرائے ہوئے انداز میں پوچھا۔

ہا۔۔ سب ٹھیک ہے۔۔ اللہ کے کرم سے۔۔ بس۔۔ بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔۔! شامی نے اس

کا ہاتھ تھامے نرمی سے کہا۔

ہم۔۔ ہر طرح سے خیال رکھتے ہیں۔۔ اپنا۔۔! کبھی لا پرواہی نہیں کی۔۔ پھر بھی نجانے کیوں۔۔؟؟ عالی

صفائی دینے لگی۔ شامی نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے اسے گود میں اٹھایا۔ تو وہ بوکھلا گئی۔

یہ۔۔ کیا کر رہے ہیں۔؟ نیچے اتاریں ہمیں۔۔! عالی شرم سے لال ہو رہی تھی۔

جبکہ شامی تو بنا کسی کی کوئی پرواہ کیے اسے بانہوں میں اٹھائے باہر کجانب قدم بڑھا گیا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول دھڑکتے دل سے دروازہ کھولتے اندر داخل تو ہو گئی تھی۔ لیکن اب اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ اسے آفتاب سے بے انتہا ڈر لگ رہا تھا۔

وہ ایک ایک قدم پھونکنے والے انداز میں رکھتی آگے بڑھی۔ سامنے ہی ریولنگ چیئر پر آنکھیں موندے ٹیک لگائے اس دلِ جاں پے نظر پڑی۔

کنول نے گہرا سانس خارج کرتے آفتاب کے قریب جانا چاہا۔

وہیں رک جاؤ۔۔۔! آفتاب نے بنا آنکھیں کھولے اسے سرد آواز میں کہا تو وہ سانس روکے وہیں تھم گئی۔

کیوں آئی ہو یہاں۔۔؟؟ اپنی جگہ سے اٹھتا وہ دبا دبا چلا یا تھا۔

اور اس کی جانب دیکھتا وہ اسے مزید ڈرا گیا تھا۔

خانسن۔۔۔! کنول کے لب ہلے۔

مت نام لینا میرا۔۔! مرچکا ہے خان۔۔! سخت لفاظ میں کہتا وہ کنول کے دل کے ٹکڑے کر گیا۔

پلیز۔۔ ایسا مت کہیں۔۔؟؟؟ وہ روتے ہوئے اس کے پاس آئی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ایک بار کی کہی بات تمہیں سمجھ نہیں آتی۔۔؟؟

آفتاب نے اس کی کلائی سختی سے دبوچے اسے اپنے مزید قریب آنے سے پہلے ہی روک دیا۔

دور رہو مجھ سے۔۔۔! وارننگ والے انداز میں کہا۔

نہیں رہ سکتی۔۔! کنول نے اس کا چہرہ چھونا چاہا۔ آفتاب نے زور سے اس کا ہاتھ پرے جھٹکا۔

یہ۔۔ تین سال بعد یاد آیا ہے تمہیں۔۔؟؟ ناچاہتے ہوئے بھی آفتاب کی زبان پے شکوہ آہی گیا۔

معاف۔۔۔ کر۔۔۔؟؟؟ کنول نے سسکتے ہوئے کہا۔

معاف کر دوں۔۔؟؟ آفتاب نے اس کے ہاتھ سے اپنا چہرہ چھڑایا۔ جو وہ روتے ہوئے اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لے گئی تھی۔

کس کس بات کے لیے معاف کروں۔۔؟؟ تمہیں۔۔ لگتا ہے۔۔ تم نے معافی والا کام کیا ہے۔۔؟؟

آفتاب کے لہجے میں دکھ درد تکلیف غصہ سب تھا۔

خان۔۔۔؟؟ وہ تڑپی تھی۔

ان تین سالوں نے مجھے مار دیا ہے۔۔ کنول۔۔! اب میرے اندر کے جذبات بھی مر چکے ہیں۔۔ اس

لیے مجھ سے کوئی توقع نہ رکھنا۔۔ غصہ اور سرد انداز میں کہتے وہ اس کا ہاتھ جھٹک کے وہاں سے جانے لگا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

نہیں۔۔! آپ۔۔ مجھ سے آج بھی پیار کرتے ہیں۔۔ اور۔۔ جن سے پیار کیا جائے۔۔ ان کی ہر خطا معاف کر دی جاتی ہے۔۔ آپ۔۔؟؟ وہ اس کے راستے میں حائل ہوئی تھی۔

پیار بھی تین سال پہلے مر گیا جب تم منہ اندھیرے میری بیٹی کو لے کے فرار ہوئی تھی۔

میں جانتی ہوں۔۔ میں نے غلط کیا۔۔ بہت غلط کیا۔۔ لیکن۔۔؟؟ پھر بھی۔۔؟ ایک بار۔۔ پلیز۔۔ مجھے۔۔ معاف۔۔؟؟

معافی چاہیے تمہیں۔۔؟؟ آفتاب نے غصہ سے اسکی کلائی تھامتے اپنی طرف جھٹکا دیا تھا۔ آنکھوں میں غصہ اور چہرے پے سرد پن تھا۔ ایک پل کو کنول رونا بھی بھول گئی اور اسے یک ٹک دیکھے گئی۔

معافی چاہیے۔۔ ناں۔۔؟؟ تو

مجھے تین سالوں کا ہجر لٹا دو۔۔۔؟

مجھے میری بیٹی کا بچپن لٹا دو۔۔؟؟

مجھے ان تین سالوں کا محبت بھرا وہ لمس لٹا دو۔۔! جسے تم نے بے اعتباری کی بھینٹ چڑھا دیا۔

مجھے وہ پل لٹا دو۔۔ جب مجھے۔۔ میری چاہت کی ضرورت تھی۔۔! اور تم۔۔ مجھے میری نظروں میں گرا کے جاچی تھی۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

میرا بچہ۔۔ ماں کے لیے روتا بلکتا رہا۔۔ مجھے میرے بچے کے بچپن کی ماں لٹا دو۔۔؟؟

میرا مان۔۔ میرا بھروسہ۔۔ میری محبت۔۔؟؟ میرا اعبار۔۔؟؟

لوٹا۔۔ سکتی۔۔ ہو۔۔؟؟ آفتاب چلایا تھا۔ جب کہ کنول کے آنسوؤں میں متواتر اضافہ ہو رہا تھا۔ وہ نفی میں سر ہلاتی آنسو ضبط کرتے کچھ کہنے کے لیے لب واکے۔ لیکن آفتاب نے اسے زور سے پرے دھکیلا۔

نہیں لٹا سکتی۔۔ تم کچھ بھی۔۔! رخ پھیرے کہتا وہ کنول کی سسکیوں میں اضافہ کر گیا۔

لیکن۔۔ جس دن۔۔ مجھے۔۔ یہ سب لٹا دو۔۔ اس دن۔۔ آفتاب شیر خان تمہیں۔۔ معاف کر دے گا۔۔

پلٹ کے کیتا وہ اسے مزید اس کی نظروں میں گراتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھتی روتی چلی گئی۔

وہ صحیح ہی تو کہہ رہا تھا۔ کتنا کچھ غلط کہا تھا اس نے۔۔ اب کیا بچا تھا جو وہ اس کے بھروسہ معفی مانگنے چلی آئی تھی۔۔؟؟

کنول نے ہچکی لیتے اپنے گال سے آنسو پونچھے۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

میں اسی قابل ہوں۔۔ میں نے آپ پے اعتبار نہیں کیا۔۔ انے بچے سے۔۔ ماں کو چھینا۔۔ اپنی بیٹی سے اس کے باپ کو چھینا۔۔؟؟ میں اتنی خود غرض کیسے ہو گئی۔۔؟ وہ بے دردی سے روتی خود کو کوس رہی تھی۔

صرف ایک بے اعتباری کی سزا دینے چلی تھی۔ اس قصور کی سزا۔۔۔ جو خان نے کیا ہی نہیں۔۔ تھا! اس سب کے لیے تو میں شاید خود کو خود بی معاف نہ کر سکوں۔۔ تو خان کیسے کریں گے۔۔؟؟ وہ وہیں گھٹنوں میں سر دئیے روتی رہ گئی۔

اب اس کے مقدر میں رونا ہی لکھا تھا۔

تیری طلب یہ میری۔۔

اب تڑپ بن گئی ہے۔

خالی ہاتھ ہوں میں۔۔

روح تک سلگ گئی ہے۔۔

نہ میں بے وفا تھی۔۔

نہ تو بے وفا۔۔

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہ چوہان

زخم میں نے دیے۔۔

نہ ہو جن کی دوا۔۔

مشکل میں یہ جان ہے۔۔



آرام سے۔۔! شامینے عالی کو دھیرے سے بستر پر لٹایا۔

بس۔۔ آج سے تم کوئی کام نہیں کرو گی۔۔ صرف آرام کرو گی۔۔ سمجھی تم۔۔!

شامی نے اس پر کمفرٹ دیتے محبت بھری پوز میں کہا۔

اچھا۔۔ جی۔۔! گھر کے کام آپ کریں گے۔۔؟ عالی نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا۔

کردوں گا۔۔ سارے کام ہو جائیں گے۔۔! ملازمہ بھی ہے اور امی بھی ہیں۔ وہ سب دیکھ لیں گیں۔ تم مجھے بستر سے اٹھتی دکھائی مت دینا۔ سمجھی۔

اب کی بار پیار سے دھمکایا۔

شامی۔۔! بس معمولی سا چکر آیا تھا۔ آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔

عالی نے منہ بناتے کہا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جتنا کہا ہے وہ سمجھ نہیں آتا۔۔؟ شامی نے اب کی بار آنکھیں دکھائی ہیں۔

تبھی جمیلہ خاتون منہا کو لیے اندر داخل ہوئی ہیں۔ لو اسے۔۔ کب سے تنگ کیے جا رہی ہے۔۔ ماں کے

پاس جانا ہے۔۔! آج نہ دادی چاہیے نہ بابا۔۔ بس۔۔ ماں۔۔ چاہیے۔

جمیلہ خاتون نے مسکراتے کہا۔

اسے مجھے دیں۔۔! عابی نے جس نے اپنی بائیں واکی تھیں۔ منہا کو گود میں لینے کے لیے۔ شامی کے منہا

کو گود میں لے لینے پے اسے دیکھتی رہ گئی۔

میری گڑیا بابا کے ساتھ سوئے گی۔۔! ہیں ناں۔۔؟

منہا کے گال پے پیار کیا۔

تو وہ باپ کے ساتھ گھل مل گئی۔

کیا ہوا۔۔؟؟ کیوں اداس ہو رہی ہو۔۔؟؟

جمیلہ خاتون نے عابی کی نم ہوتی آنکھیں دیکھ لی تھیں۔

نہیں تو۔۔! ایسی کوئی بات نہیں۔۔! عابی نے منہا اور شامی سے نظریں چراتے کہا۔

اداس نہ ہوا کرو۔۔ میری بچی۔۔! میں تمہارے لیے دودھ لے کے آتی ہوں۔۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ویسے بھی انابیہ اور فضا بھی تک وپس نہیں لوٹے۔ شاید لیٹ ہو جائی۔

آج فضا اور انابیہ بچوں کے شوہروں کے ساتھ لے کے جوئے لینڈ گئی تھی۔ عابی کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی صبح سے۔ تو یہ نہیں جاسکے تھے۔

کیا بات ہے۔۔؟؟ منہ کیوں بنایا ہوا ہے۔؟

جمیلہ خاتون کے جانے کے بعد شامی نے عابی کا جھکا چہرہ دیکھ سنجیدہ انداز میں پوچھا۔

ایسی بات نہیں۔۔ منہا سوگئی کیا۔۔؟ عابی نے ٹالتے ہوئے منہا کا پوچھا۔ جو اس کے کندھے کے ساتھ سر ٹکائے سو رہی تھی۔

ہمم۔۔ شامی نے منہا کو اس کے چھوٹے بستر پر لٹایا۔ جو شامی نے ہی الگ بنوایا تھا۔

ایک چھوٹا سا پیار سا بیڈ۔۔

اس کا تو دل تھا۔ کہ ساتھ والے روم کو منہا کا روم بنادیں۔ لیکن عابی کو منہا آنکھوں سے او جھل نہیں ہوتا دیکھ سکتی تھی۔ اس لیے اس کا بیڈ روم میں ہی لگا تھا۔

منہا کو بیڈ پر لٹا کے شامی باتھ روم چلا گیا۔ جمیلہ خاتون دودھ اس کے پاس ٹیبل پر رکھتی گڈنائی بیٹ کمتیجا چکی تھیں۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کچھ پل گزرے کہ عابی نے موقع دیکھتے اپنے بستر سے اٹھتے منہا کے بیڈ کے پاس گئی۔ اور اس کے چھوٹ چھوٹے ہاتھوں کو تھامے چومنے لگی۔ اور ہر ماں کی ممتا سے مجبور ہوتی اس کے ماتھے پر بوسہ دیتی پچھے ہٹی تھی۔

کہ تبھی شامی باتھ روم سے نکلا۔

اور اس کے پاس چلا آیا۔

ہو گیا۔۔؟ ماں بیٹی کا پیار۔۔؟ دھیرے سے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ کہ وہ ایک دم سے چونکی تھی۔ آپ۔۔۔؟؟ وہ گھبرا رہی تھی۔

عابی۔۔؟ کیا ہوا۔۔؟ کیوں اتنا گھبرا رہی ہو۔؟ شامی کو اس کا یوں گھبرانا اچھا نہ لگا۔

آپ کو برا لگا ہو گا۔۔ ہمارا منہا کو پیار کرنا۔۔؟ آپ کی بیٹی ہے ناں۔۔؟ اس لیے۔۔۔!

عابی کے کہے گئے الفاظ پر شامی بس شاکنگ س اسے دیکھے گیا۔

اس کے لہجے کی حسرت اور درد شامی کو اپنے دل میں اترتا محسوس ہوا۔ وہ کس قدر محبت سے منہا کو دیکھ رہی تھی۔

شامی نے اسے اپنے گلے سے لگاتے سینے میں بھینچا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

منہا۔۔ ہماری بیٹی ہے۔۔ پاگل۔۔! اور مجھ سے زیادہ تمہارا حق ہے اس پے۔۔ ماں ہو تم اس کی۔۔!۔۔  
شامی نے اس کے ماتھے پے لب رکھتے اس کا من بڑھایا۔  
لیکن۔۔؟؟ آپ۔۔ نے۔۔؟؟ اس دن۔۔؟؟  
عابی ابھی بھی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔  
میں نے معافی بھی مانگی۔۔ لیکن۔۔ شاید تم دل سے وہ سب باتیں نکال نہیں پائی۔۔؟؟  
شامی نے دکھ سے کہا۔  
آپ۔۔۔ اسے ہم سے دور کیوں رکھتے ہو۔۔؟؟ پھر۔۔؟ ابی بھی اسے ہمارے پاس آنا تھا۔۔ اور آپ؟  
عابی نے شکوہ کیا تو شامی مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا۔  
جھلی۔۔ جانتی بھی ہو۔۔ سوتے ہوئے کتنا ہاتھ پیر چلاتی ہے۔۔ اگر۔۔ لگ جاتی تمہیں۔۔ تو۔۔؟  
ہمارے۔۔ بچوں کا کیا ہوتا۔۔؟  
شامی نے مسکراہٹ دباتے کہا۔  
اب اتنی بھی کیا کیئی۔۔؟؟ منہا کا حق سب سے زیادہ رہے گا ہم پے۔۔ چاہے جتنے مرضی بچے آجائیں  
۔۔! عابی شامی کی بات کو بننا سمجھے اپنی ہی کہے گئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

سوچ لو۔۔۔؟؟ اگر جڑواں بچے ہو گئے تو۔۔ پھر۔۔؟؟

شامی نے اسے پھر سے بتایا۔

کیا مطلب۔۔؟ جڑواں۔۔؟؟ عابی نے اس کی جانب دیکھتے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔ جب کہ دل کی دھڑکن بھی بڑھی تھی۔

ہمممم۔۔۔! شامی نے اس کے دونوں ہاتھ تھامے خود سے قریب کیا۔

اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

یس۔۔ مائی لو۔۔! منہا کے دو بہن بھائی آرہے ہیں۔

بہت دھیرے سے پیار سے کہا۔ کہ عابی کی آنکھیں چھلک پڑیں۔

آپ۔۔۔؟؟ سچ کہہ رہے ہیں۔۔؟ عابی کو یقین نہ آیا۔

یس۔۔۔! اور۔۔ بہت احتیاط کرنی ہے۔۔ عابی۔۔ ہمارے بچوں کے لیے۔۔! شامی اسے بہت

دھیرے سے چلاتا واپس ترپے لایا۔

ہمیں۔۔ ڈر لگ رہا ہے۔۔! شامی۔۔! عابی کی گہرائی ہوئی آواز آئی۔

کس بات کا ڈر۔۔؟؟ شامی نے اس کے پاس ہی بیٹھتے محبت سے پوچھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اگر۔۔ ہماری۔۔ کسی۔۔ لاپرواہی سے۔۔ بچوں کو۔۔۔۔ کچھ۔۔۔؟ تو۔۔ آپ۔۔ ہمیں۔۔ مارڈالیں گے۔۔۔! عابی کی روتیاؤں نے شامی نے بمشکل اپنے آپ پے ضبط کیا۔ وہ اس پاگل لڑکی کو کیسے سمجھاتا کہ وہ سمجھ جاتی۔۔؟؟

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے۔۔؟؟ سنجیدگی سے پوچھا۔

آپ۔۔ آپ کے لیے بچے۔۔ سب سے اہم ہیں۔۔ ہم سے بھی زیادہ۔۔۔! آپ۔۔؟؟ وہ بولتے ہوئے بے دھیانی میں شامی کو دیکھتی اس کے چہرے پے خطرناک حد تک سنجیدگی دیکھ چپ ہوئی۔

عابی۔۔! ایک بات یاد رکھنا۔۔ بچے۔۔ صرف میرے نہیں۔۔ تمہارے بھی ہیں۔ اللہ نے ہمیں اس قابل سمجھا کہ اولاد جیسی نعمت سے پھر سے نوازا رہا ہے۔ وہ بھی جڑواں بچوں کے ساتھ۔ میرا دین و ایمان ہے۔ کہ وہ پاک ذات۔۔ دے کے بھی آزماتی ہے اور لے کے بھی۔۔! میں اپنے اللہ کے ہر فیصلہ پے خوش ہوں۔ لیکن تم سے صرف اتنی امید کرتا ہوں۔ کہ تم میری گزشتہ باتوں کو بھول کے آج کی باتوں کو یاد رکھو گی۔۔! READERS CHOICE یہ لودودھ پیو۔۔! شامی نے دودھ کا گلاس عابی کے لبوں سے لگایا۔ اس نے چپ چاپ دودھ پی لیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

سو جاؤ۔۔۔! زیادہ مت سوچو۔۔۔! شامی نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے اسے لٹایا تھا۔

ناراض ہیں مجھ سے۔۔؟ عالی نے شامی کے اٹھنے سے پہلے ہی اس کا ہاتھ تھاما۔

نہیں۔۔۔ عالی۔۔۔ فضول سوچیں سوچنا چھوڑ دو۔

اور اچھا اچھا سوچو۔۔۔!

آپ سے بہت پیار کرتے ہیں ہم۔۔۔! اس دنیا میں سب سے زیادہ۔۔۔! وہ اس کی طرف کروٹ لیتے  
بوی تھی۔

شامی نے وہیں اس کے پاس نیم دراز ہوتے اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھاما تھا۔  
اور اسے اپنے سینے پر لٹایا تھا۔

شاہ میر سلطان کے لیے بھی اس کی بیوی بہت اہم ہے۔۔۔ اس بے بہت زیادہ عزیز۔۔۔! جان ہے

میری۔۔۔ شامی نے دھیرے سے اس کے لبوں کو چھوا تھا۔ وہ شرما کے سر جھکا گئی۔

شامی کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ لائیٹ آف کرتا وہ اس کے پاس ہی لیٹ گیا۔

وہ بہت زیادہ پوزیسو ہو رہی تھی۔ اور شامی اس کا ہر طرح سے خیلا رکھنا چاہتا تھا۔ اسے ہر قسم کی ٹینشن سے

آزاد رکھنا چاہتا تھا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس کے لیے۔۔ خود کے لیے۔۔ اپنے بچوں کے لیے۔۔

ہاں وہ اس کے لیے واقعی اہم تھی۔۔ وہ اس بات کو جانتا تھا۔ اور آج اسے بھی باور کرایا تھا۔ وہ معصوم دل سے مسرور اور خوش ہوئی تھی۔



آج ایک ہفتہ گزر گیا تھا۔ دن ویسے ہی خاموشی سے گزر رہے تھے۔ کنول نے خود کو بچوں تک محدود کر لیا تھا۔ اب وہ آفتاب کے سامنے ہی نہیں جاتی تھی۔ اس پورے ایک ہفتے میں دونوں کا آمنہ سامنا نہ ہونے کے برابر ہوا تھا۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے راستہ بدل لیتے یا جگہ بدل لیتے۔

دن بدن۔۔ کنول کی طبیعت گرتی جا رہی تھی۔ وہ اندر ہی اندر وہ آفتاب سے جدائی کا وہ روگ جو تین سال پہلے دل میں لیے جی رہی تھی۔ اس کی جگہ اب ایک ایسا ناسور بن گیا تھا۔ جس کے درد میں بس اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا۔ وہ چاہ کے بھی اپنے دل و دماغ کو پرسکون نہیں کر پا رہی تھی۔

وہ اس پے ہی آفتاب کی شکر گزار تھی۔ کہ اس نے اسے گھر سے نہیں نکالا تھا۔ ورنہ۔۔ اسے لگا تھا۔ وہ بچوں سے اسے دور کر دے گا۔۔۔ لیکن۔۔۔ صد شکر کہ اس نے اسے اس گھر میں رہنے کی اجازت دی ہوئی تھی۔ تبسم بیگم دو دن بعد لوٹنے والی تھیں۔

کنول کو ان کے آنے سے کچھ امید جاگی تھی۔ شاید وہ آفتاب کو منانے میں اس کی کوئی مدد کر سکیں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

لیکن اس سے پہلے ابھی اس کی آزمائشیں مزید تھیں۔

ناجیہ آنٹی۔۔۔! یہ۔۔۔ سالن دیکھیے گا۔ میں ابھی آئی۔

وہ مصروف انداز میں کہتی باہر نکلی اس کے فون پے مسز فاروقی کی کال آرہی تھی۔

جی کہیے۔۔۔ مسز فاروقی۔۔۔؟؟ کیسی ہیں آپ۔۔۔؟؟ سب ٹھیک ہے ناں۔۔۔؟

اللہ کا کرم ہے بیٹا۔۔۔ آپ سناؤ۔۔۔ کیسی ہو۔۔۔؟

آپ اور ملکہ بیٹی ٹھیک ہیں۔۔۔ ناں۔۔۔؟ اور ہمارے مونس۔۔۔ بابا۔۔۔؟؟ مسز فاروقی کے لہجے میں محبت ہی محبت تھی۔

جی جی۔۔۔ سب ٹھیک ہیں۔۔۔ مونس اور ملکہ۔۔۔ ابھی سکول ہیں۔۔۔۔۔ واپس آتے ہیں تو شام میں آپ

سے بات کرواؤں گی ان کی۔۔۔!

آپ یہ بتائیں وہاں سب ٹھیک ہے ناں۔۔۔؟؟

کنول۔۔۔؟؟

اپنی پشت پے اپنا نام سنتے وہ چونکی تھی۔  
READERS CHOICE

اور فون کان سے ہٹائے وہ پیچھے مڑی جہاں عظمی آنکھوں میں حیرت لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس کے ساتھ ارسل اور اس کا چھ سالہ بیٹا زیشان بھی تھا۔

آپ۔۔۔؟؟ کنول کا لہجہ ڈگمگایا۔

تم۔۔۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔؟؟ عظمیٰ کے لہجے میں حقارت تھی۔ جسے کنول نے واضح محسوس کیا تھا۔ اسکی آنکھیں نم ہوئی یں تھیں۔

ارسل تو آگے بڑھ ہی نہ سکا۔ نہ ہی اسے کچھ کہہ سکا۔ اس کا تین سال غائب رہنا اسے بھی کنول سے بدظن کر گیا تھا۔ جو بھی تھا۔ وہ آفتاب کی بیوی تھی۔ اور اس کا فرض تھا۔ کہ وہ اپنے شوہر کے گھر رہتی۔۔۔ نہ کہ فرار ہوتی۔۔۔ یہ خان کا ہی بڑا پن تھا۔ کہ وہ واپس تین سال بعد اسی کے گھر میں کھڑی تھی۔ ورنہ خان اپنی جان دے دیتے ہیں۔ کبھی بھی اپنی عزت پے حرف نہیں آنے دیتے۔

کنول نے سر جھکائے وہاں سے نکلنا چاہا کہ عظمہ نے اس کا راستہ روکتے اس کی کلائی تھامی تھی۔ کنول نے سر اٹھا کے اسے دیکھا۔

کیا لینے آئی ہو اب یہاں۔۔۔؟؟ عظمہ کا لہجہ تیز تھا۔

میرے بھائی کا دل توڑا۔ ان کے دل سے کھیلا۔ ان کا گھر بکھیر کے رکھ دیا۔ اب۔۔۔ واپس کیا لینے آئی ہو۔۔۔؟ کس حق سے واپس آئی ہو۔۔۔؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

عظمہ اس سے باز پرس کر رہی تھی۔ جب کہ وہ چپ کھڑی تھی۔ اس کی آنکھیں جھلملاگئی تھیں۔ اور وقت ہوتا اور وہ حق پے ہوتی تو ضرور جواب دیتی۔۔ لیکن آج وہ عظمہ کے کسی سوال کا جواب نہیں دے پارہی تھی۔

میں تو یہ سوچ کے حیران ہوں۔۔ کہ بھائی نے تمہیں گھر کے اندر آنے بھی کیسے دیا۔۔؟؟ نجانے تین سال کہاں۔۔ منہ کالا کرتی۔۔؟؟

عظمہ۔۔۔؟؟؟ اچانک سے آفتاب شیر خان کی سرد اور کرخت آواز پے وہ تینوں چونکے تھے۔ آفتاب شیر خان کے چہرے پے انتہا درجے کی سنجیدگی اور کرختگی تھی۔ کنول جو عظمیٰ کی باتیں اسے شذر ہوتی دیکھ رہی تھی۔ آفتاب کے وہاں اچانک آنے پے وہ سن ہی ہوگئی۔

ہاتھ چھوڑو کنول کا۔۔! قریب آتے وہ ایک نظر اس کو دیکھتا سختی سے عظمیٰ سے بولا تھا۔ عظمیٰ نے دیرے سے کنول کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

بھائی۔۔ یہ۔۔؟؟؟ یہاں۔۔؟؟؟ عظمیٰ نے کچھ کہنا چاہا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

عظمیٰ۔۔۔! تین سسل سے کنول کہاں تھی کہاں نہیں۔۔ اس بات کا تم سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔ یہ میرا اور میری بیوی کے بیچ کا معاملہ ہے۔۔ اور میں ہر گز نہیں چاہوں گا۔ کہ ہمارے بیچ کوئی بھی تیسرا بولے۔۔! ایک ایک لفظ پے زور دے کے کہتا وہ کنول کا مان بڑھا گیا تھا۔ وہ حیرت اور سکتے سے اپنے مجازی خدا کو دیکھتی خاموش آنسو بہ گئی۔

عظمیٰ نے کنول کو ایک غصہ بھری نظر سے دیکھتے سر جھٹکا تھا۔

بنا کنول کی طرف دیکھے وہ اب اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔ اسکی نظروں میں ایسی وارنگ تھی کہ عظمیٰ چاہ کے بھی مزید کچھ نہ بول پائی۔ کنول نے ہی وہاں سے نکل جانا مناسب سمجھا تھا۔ عظمہ دبئی مقیم تھی۔ پچھلے دو سال سے۔ اور ہر چھ ماہ بعد پاکستان آتی تھی۔ ماں کے پاس بھی رہتی تھی۔ اور آفتاب کے گھر بھی۔

پاکستان آئے اسے ایک ہفتہ گزرا تھا۔ آج ہی آفتاب سے فون پے بات ہوئی تھی۔ اور اس نے اسے گھر آنے کو کہا تھا۔

لیکن کنول کے بارے میں کچھ نہ بتایا تھا۔ اس طرح اسے اچانک سامنے دیکھ وہ کچھ پل کو ٹھٹھکی بھی۔ اور بہت کچھ بول بھی گئی۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

عظمیٰ۔۔۔ تمہیں۔۔۔ اتنا برا نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔۔

ارسل نے عظمہ کا غصہ سے لال چہرہ دیکھتے پیار سے سمجھایا۔

آپ جانتے ہیں۔۔۔ وہ بھائی کو دھوکا دے کے گئی۔۔۔ چھوڑ گئی بھائی کو۔۔۔ اور آپ اس کی سائیڈ لے رہے ہیں۔۔۔؟؟

بلکہ لیں گے ہی ناں۔۔۔؟؟ آپ کی منہ بھولی بہن جو ہے۔۔۔! عظمہ پھر سے ماضی دہرا رہی تھی۔

ارسل نے نفی میں سر ہلایا۔ اور اندر کی جانب بڑھ گیا۔

عظمہ کا دماغ تو اس وقت خوب شرٹے سے دوڑ رہا تھا۔

تین سال پہلے کنول کا اچانک غائب ہو جانا اور اب تین سال بعد اس طرح اچانک سے واپس آ جانا۔۔۔؟

آفتاب شیر خان کیسے بھول سکتا ہے۔۔۔؟ وہ تو۔۔۔ کسی کی غلطی بھی معاف کرنے والا نہیں۔۔۔ اتنی بڑی

غلطی۔۔۔ کنول کی کیسے معاف کر دی۔۔۔؟؟

عظمہ کو یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول فوراً ہی آفتاب کے پیچھے آئی تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ وہ آئے گی۔ اس کے آتے ہی وہ مڑا تھا باہر کی جانب قدم بڑھائے کہ وہ راستے میں حائل ہوئی۔ وہ رکا تھا ایک راکر اس کو دیکھا لیکن دوسری نظر نہ ڈال سکا۔ نظریں پھیر لیں۔

آپ۔۔۔ آج بھی۔۔۔ مجھ سے۔۔۔ نفرت نہیں کر پائے ناں۔۔۔ خان۔۔۔؟؟ اس کا لہجہ دھیمہ لیکن اس میں یقین تھا۔ آفتاب نے جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔

آپ بھلے مجھ سے نظریں پھیر لیں۔ لیکن۔۔۔ میں جانتی ہوں۔ آپ۔۔۔ آج بھی مجھ سے۔۔۔؟ میں تمہیں نہ نفرت کے قابل سمجھتا ہوں۔۔۔ نہ نفرت کے۔۔۔ تمہارا ہونا نہ ہونا۔۔۔ میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا۔۔۔! سمجھی تم۔

اسے بازو سے پکڑے غصہ سے کہتا اب کی بار بازو سے جھٹکا تھا۔

پھر کیوں سائی یڈلی میری۔۔۔؟ بولنے دیتے عظمیٰ کو۔۔۔ کہنے دیتے۔۔۔ جو وہ بول رہی تھی۔ کیا پتہ۔۔۔ وہ سچ ہی کہہ رہی ہو۔۔۔؟؟ میں ہوں۔۔۔ کریکٹر لیس۔۔۔

اپنی بکو اس بند کرو۔۔۔! آفتاب اس کی بات پے بری طرح پھرا۔ جب کہ وہ جان بوجھ کے یہ سب بولتی اس کے غصہ سے خائف ہوئی تھی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تمہاری جتنی زبان چلتی۔۔ اگر اتنا دماغ چلجاتا تو شاید۔۔ آج ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

کاٹ دار لہجے میں کہتا وہ پھر سے کنول کی آنکھیں نم کر گیا۔

وہ صاف محسوس کر سکتا تھا۔ اس کا اداس چہرہ۔ اترارنگ روپ۔۔ وہ دل سے سب محسوس کر رہا تھا۔  
لیکن معاف کرنے کو تیار نہ تھا۔

جانتی ہوں۔۔ میں کیوں بولا۔۔ باہر۔۔؟؟ میں نہیں چاہتا کہ میری بہن تم سے کوئی بات کرے۔۔ یا تم  
سے کوئی تعلق رکھے۔۔ تم ایک دھوکا ہو۔۔ کب کہاں ساتھ جچھوڑ جاؤ۔۔ کبھی بھروسہ نہیں کر سکتا تم  
پے۔۔! کبھی نہیں۔۔۔

وہ تنفر سے کہتا اس کے آگے سے ہٹتا باہر نکلتا تھا۔

وہ اپنے حواس کھوتے ہوئے محسوس کر رہی تھی۔ اتنے دن سے وہ کچھ کھاپی بھی نہیں رہی تھی۔ آج اتنے  
دنوں بعد آفتاب نے اس کا مان تو رکھا۔۔ لیکن۔۔ اب پل میں ہی توڑ دیا تھا۔

وہ خود کو میسٹیا نسو پونچھتی باہر کی جانب بڑھی۔ کہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا اچھاتے وہ وہیں زمین بوس  
ہوئی۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بہت کوشش کے باوجود بھی وہ آنکھیں نہ کھول سکی۔ وہ نہیں چاہتی تھی۔ کہ آفتاب خان اس سے ہمدردی کرے۔ یا اس پے احسان کرے اور ترس کھائے۔

اسے خان کی محبت چاہیے تھی۔۔ ترس نہیں۔۔ اس لیے وہ ہمیشہ خود کو خان کے سامنے مضبوط ظاہر کرتی تھی۔ لیکن اس بار چاہ کے بھی وہ اپنے حواس قائم نہ رکھ پائی۔



عظمیٰ کے ساتھ وقت گزارتے آفتاب خان ہشاش بشاش ہو گیا۔ زیشان اسے بہت عزیز تھا۔ اور پھر بچوں کے اسکول سے آنے کے بعد وہ سب اس طرح گھل مل گئے تھے۔ جیسے کب سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔

عظمیٰ کو ملکہ بہت پیاری لگی۔ اس کا بات کرنے کا انداز۔۔ اس کے اٹھنے بیٹھنے چلنے بولنے کا انداز۔۔ سب آفتاب خان کے جیسا تھا۔ لیکن۔ اس کی تربیت کنول نے کی تھی۔ اور یہی بات عظمیٰ کو ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ دن سے شام اور پھر رات ہو گئی۔ ناجیہ بیگم نے بچوں کو کھانا کھلا کے کمرے میں بھیج دیا۔ ایک دو دفعہ مونس اور ملکہ نے کنول کا پوچھا۔ لیکن انہیں یہ کہہ کے ٹال دیا۔ کہ ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں وہ آرام کر رہی ہیں۔

بچے تھے۔۔ گھر آئے مہمانوں کے ساتھ بہل گئے۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

لیکن رات کو سوتے وقت ماں کی پھر سے یاد آگئی۔

ملکہ۔۔ مجھے ماما کو دیکھنا۔۔ آپ چلو۔ گی میرے ساتھ۔۔ ان کے روم میں۔۔؟

سونے سے پہلے مونس کو ماں کو ایک نظر دیکھنا تھا۔

اوہ یس۔۔ برو۔۔ لیٹس کم۔۔۔! ملکہ توفٹ سے بستر سے اٹھتی مونس کے ہمراہ ہوئی۔ دونوں آگے

پیچھے کنول کے کمرے میں داخل ہوئے۔ لیکن کمرہ پورا ہی خالی تھا۔

ساری جگہ یکھا لیکن کنول کہیں نہیں تھی۔

دونوں نے کافی آوازیں بھی دیں۔ لیکن کنول کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔

دونوں باپ کے پاس ڈرائی ینگ روم کی جانب بھاگے لیکن وہاں بھی کوئی نہ تھا۔

سبھی سوئے کے لیے اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔

بابا کے کمرے میں چلیں۔۔؟ ملکہ نے مشورہ دیا۔

نو۔۔ مجھے بابا سے ڈر لگتا ہے۔۔ واپس چلتے ہیں۔۔ صبح۔۔؟؟

نو۔۔ بھیا۔۔! مجھے ماما کو دیکھنا ہے۔۔ ملکہ نے ضد لگائی کہ اسی لمحے ناجیہ بیگم آتی دکھائی دیں۔

ارے بچوں آپ ابھی تک سوئے نہیں۔۔؟؟



# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں [/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com)

آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

[readerschoicemag@gmail.com](mailto:readerschoicemag@gmail.com)

Facebook groups : **Readers Choice,**

READERS CHOICE

وہ انہیں وہاں کاریڈور میں دیکھ حیران ہوئی ہیں۔

ہمیں مماسے ملنا ہے۔۔ ملکہ نے سینے ہاتھ باندھے حکم صادر کیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ سو رہی ہوں گی۔۔ آپ صبح مل لینا۔۔ ناجی نے بچوں کو مسکراتے کہا۔

تو ملکہ ان کا ہاتھ تھامے کنول کے روم کی جنب بڑھتی دروازہ کھول گئی۔

کہاں ہیں ماما۔۔؟؟ ماتھے پر تیوری تھی۔ ناجیہ بی بی بھی حیران و پریشان رہ گئی۔

وہ تو اب تک کاموں میں اتنا بڑی تھیں۔ کہ اس طرف دھیان ہی نہ گیا۔

کیا ہو رہا ہے۔۔ یہاں۔۔؟

اچانک سے آفتاب کی سخت آواز پر وہ سبھی چونکتے ہوئے مڑے تھے۔

وہ اس وقت جم سے آیا تھا۔ جو اس نے گھر کے بیک ایریا میں بنوایا ہوا تھا۔ اکثر رات کو وہاں کافی دیر تک کثرت کرتا رہتا۔ آج بھی وہ وہیں تھا۔ سیلیولیس شرٹ پہنے وہ اس وقت بہت ہی ڈیشننگ لگ رہا تھا۔ جس میں اس کے مسلسلز ابھرا بھر کے باہر نظر آرہے تھے۔

ناجیہ بی بی بھی نظریں جھکا گئی۔ کہ ان کی ہی کہیں نظر نہ لگ جائے۔

جی۔۔ وہ بچے۔۔ کنول بی بی کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ لیکن۔۔ وہ یہاں کمرے میں نہیں۔۔ ناجیہ نے سر جھکائے

وضاحت کی۔ READERS CHOICE

اپنے کمرے میں جائیں۔ صبح بات ہوگی۔ اس نے انجیدگی سے کہتے اپنے کمرے کا رخ کیا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تو بچے بھی دل مسوس کے اپنے کمرے میں چلے گئے۔

تو مس کنول۔۔۔! ایک بار تم پھر۔ دھوکا دے کے چلی گئی۔ ہمیشہ کی طرح گھر سے فرار حاصل کر لی۔ تمہیں لگتا ہے ہر مسئی لہ کا حل راہ فرار ہے۔ لیکن اس بار۔۔ تم میری نظروں سے ہی نہیں۔۔ میرے دل سے بھی گر گئی ہو۔۔

ہمکلامی ممیں کہتا وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ تو سمنے کنول کو زمین بوس ہوا دیکھ وہیں ٹھٹھکا۔ اس کا دل کسی انہونی سے ڈراتھا۔

فوراً آگے بڑھتے کنول کا سر اپنی گود میں لیے اس کا چہرہ تھپتھپایا لیکن وہ بے ہوش تھی۔

کنول۔۔؟؟ کنول۔۔؟؟ ہوش میں آؤ۔۔؟؟ اس کی آواز میں فکر واضح تھی۔

دھیرے سے اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتے بستر پر لٹایا تھا۔ اس کی نبض چیک کی۔ جو بہت دھیرے دھیرے چل رہی تھی۔

ڈیم۔۔ کنول۔۔؟؟ ویک اپ۔۔! آفتاب کی آواز اونچی ہوئی تھی۔ لیکن کنول بے سدھ پڑی تھی۔ سختی سے اپنی آنکھیں بند کرتا دوبارہ کھولیں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور پھر سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتے اب اس کا رخ خان منشن سے باہر تھا۔ وہ اسے گاڑی میں ہاسپٹل لے کے جا رہا تھا۔

ہاسپٹل پہنچتے ہی اسے آئی سی یو میں شفٹ کیا گیا۔

وہ وہیں باہر رک گیا۔

آفتاب کو خود پے بے تحاشا غصہ آیا۔ وہ کیسے لاپرواہی کر گیا۔ وہ دن کو اس کے پاس آئی تھی۔

اور تب سے وہ وہاں بے ہوش۔۔؟؟

آفتاب نے لب بھینچے اور آئی سی یو کی جانب دیکھا۔

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر باہر آئے۔

انہوں نے کب سے کھانا نہیں کھایا۔۔؟؟ ان کے پوچھے گئے سوال پے آفتاب کو اچھنبا ہوا۔ بھلا ہو کیسے بتا سکتا تھا۔

دیکھیں۔۔ بہت کم کھانے سے ان کا پی پی لو ہو گیا تھا۔ وہ بھی خطرناک حد تک۔

انہیں۔۔ ڈریپ لگادی گئی ہے۔ کچھ دیر میں ان کو ہوش آ جائے گا۔ آپ ان کا خیال رکھیں۔ وہ بہت

ویک ہیں۔۔! اور اگر اسی طرح کم کھانا رہا تو۔۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

توان کے لیے بہت مسئی لہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر کہتے آگے بڑھ گیا۔ جب کہ آفتاب کو بس حیرت کے جھٹکے لگ رہے تھے۔

وہائی سی یو میں کنول کے پس چلا گیا وہ ابھی بھی بے ہوش تھی۔

ان تین سالوں نے اسے کتنا بدل دیا تھا۔ وہ اپنی عمر سے کم کیوں لگنے لگی تھی۔؟؟ آج ہی تو خان جان پایا

تھا۔ وہ خود سے لا پر واہ ہو گئی تھی۔ اس نے اپن خیال رکھنا چھوڑ دیا تھا۔ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا۔

اس کی فیزیک کمزور ہو گئی تھی۔

بے اختیار اس کے چہرے کو دیکھتا وہ اس کے قریب ہوا۔

بھلے وہ اس سے نفرت کا دم بھرتا تھا۔ لیکن اس کے دل پے حکمرانی آج بھی اسی کی تھی۔

پہلے دن کی طرح وہ آج بھی اس کے دل کی منجھہا رپے پورے وجوہ سے براجمان تھی۔

اس کے چہرے پے آئے بالوں کی لٹ کو کانوں کے پیچھے اڑا سا تھا۔ کہ اس کے ہاتھ میں جنبش ہوئی۔

وہ بے ہوشی میں تھی یا نیند میں۔؟؟

لیکن اس حالت میں بھی آفتاب خان لمس وہ محسوس کر سکتی تھی۔

آفتاب پیچھے ہوتا چچی ر کے ساتھ ٹیک لگا کے بیٹھا اسی کو بغور دیکھے جارہا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سیزن ۲ منہا چوہان

پہلی بار آیا تجھ پے پیار آیا۔۔ اوہ۔۔ یارا۔ گھر اسانس خارج کرتے وہ اپنی آنکھیں موند گیا۔



پلیز۔۔۔؟؟ شہیر۔۔۔! ابھی نہیں جانا کراچی۔۔۔! ابھی مزید رہنا ہے۔۔۔ انانیہ نے منت سے کہا۔

انا۔۔۔ ہم یہاں کچھ دنوں کے لیے آئے ہیں۔ اب۔۔۔ کراچی بھی تو جانا ہے۔۔۔ خان سے ملنا ہے۔۔۔ ان کو تو

ابھی ہمارے آنے کا علم بھی نہیں ہوگا۔ شہیر نے پیار سے سمجھایا۔

ٹھیک ہے چلے جائیں گے۔۔۔ لیکن نیکسٹ۔۔۔ ویک۔۔۔ پکا۔۔۔! اس نے اٹھتے ہوئے الٹی میٹم دیا۔ کہ

شہیر نے فوراً اسے کلائی سے دبوچے تھاما۔

کیا کہا۔۔۔؟؟ پھر سے کہنا۔ اسے کھینچ کے اپنی گود میں بٹھاتا وہ انانیہ کا دل دھڑکا گیا۔

جاری ہے۔



03 EPISODE

#تم\_میرے\_نکاح\_میں\_ہو

#سیزن\_ٹو\_پارٹ\_30 (سفیہ نے چلی ایک چال۔ کیا ہوگی وہ کامیاب؟)

#منہا\_چوہان

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان



کاظم۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔

آج کومل کا آپریشن تھا۔ لیکن آج ہی اسے پہلی بار خوف سا محسوس ہوا۔  
کچھ نہیں ہوگا۔ دیکھنا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور تم۔۔ پھر سے دیکھنے لگو گی۔  
کاظم نے اس کا ہاتھ تھامتے مضبوط لہجے میں کہا۔

اسے آپریشن تھیر کی جانب لے جایا جا رہا تھا۔ کاظم اسے بتانا چاہتا تھا۔ کہ کنول لوٹ آئی ہے۔۔ وہ جانتا تھا۔ لیکن جان بوجھ کے ابھی تک اسے نہیں بتایا تھا۔ اس کے لیے سرپرائز رکھا ہوا تھا۔ وہ اللہ سے دعا گو تھا۔ کہ کومل کی آنکھوں کی روشنی واپس لوٹ آئے۔

اس کے لیے وہ کافی پر جوش تھا ڈاکٹر نے امید دلائی تھی۔ باقی سب اللہ کے ہاتھ میں تھا۔

وہ سجدہ ریز ہوا تھا۔ اور رو کے اللہ سے دعا مانگ رہا تھا۔ آپریشن کافی دیر تک چلتا رہا۔ وہ تمام وقت کاظم نے سولی پے کاٹا۔ وہ کوئی بھی بری خبر سننے کا متمنی نہیں تھا۔

آپریشن تیسرے کادر واز کھلا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آفتاب کنول کو گھر لے آیا تھا۔ وہ بالکل چپ ہو گئی تھی۔ کچھ بھی نہ بولتی تھی۔ یہاں تک کہ بچے اس کے پاس آتے اس سے بات کرتے۔ لیکن وہ بس ہوں ہاں میں جواب دیتی۔ سارا دن کمرے میں بند رہتی۔ عظمیٰ نے آتے ہی پورے گھر کا نظام اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ کھانا پکانے سے لے کے ہر کام کو وہ اپنے طریقے سے سرانجام دے رہی تھی۔ یہاں تک کہ بچوں نے کیا کھانا ہے کیا نہیں۔۔ ان کے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے کا ایک نظام ترتیب دے دیا تھا۔ بچوں نے موڈ خراب تو کیا۔ انہیں۔ ہر لمحہ اپنی نظروں کے سامنے اپنی ماں کو دیکھنے کی عادت تھی۔ یوں تو عظمیٰ بہت چاہتی تھی۔ انہیں۔۔ لیکن۔۔ کنول کی جگہ تو نہیں لے سکتی تھی۔

آج کافی دنوں بعد کنول اٹھ کے باہر آئی تھی۔ ناجیہ نے اس کا ہر طرح سے خیال رکھا تھا۔ اس کے کھانے پینے میڈیسن آر رام کاسب۔۔ کا خیال رکھا تھا۔ آفتاب نے انہیں سختی سے ہدایت کی تھی۔ کنول کو لے کے۔ جب کہ یہ بات کنول نہیں جانتی تھی۔

کچن میں آئی تو نای کو ہانڈیا بناتے دیکھا۔

ارے کنول بی بی۔۔ آپ۔۔؟ کچھ چاہیے تھا۔۔ مجھے بلوالیتیں۔۔؟ آپ کی طبیعت ٹھیک ہے

اب۔۔؟؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

انہوں نے پیار سے پوچھا۔

جی۔۔۔! یہ۔۔۔ مونس اور ملکہ کدھر ہیں۔۔۔؟؟ آج تو اسکول سے چھٹی ہے ناں۔۔۔؟؟

کنول نے آج سنڈے کی وجہ سے دریافت کیا۔ آج بالکل کسی کی آواز نہیں آرہی تھی۔

جی۔۔۔ وہ سب۔۔۔ آج خان صاحب کے ساتھ گئے ہیں۔ گھومنے۔۔۔ پھرنے۔۔۔؟؟ عظمیٰ بی بی کے کہنے

پے۔

ناجیہ نے اسے بتایا تو وہ تھوڑی دلبرداشتہ ہوئی۔

مطلب۔۔۔؟؟ اس کے ہونے نہ ہونے سے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ اس کی اولاد کو بھی نہیں۔۔۔؟؟

آپ کے لیے جو س بناؤں۔۔۔؟؟ ناجیہ نے اسے خامش دیکھا تو پوچھ لیا

وہ ٹیبل پے سر رکھے بازوؤں پے گرائے وہیں کچن میں ڈای ٹی ننگ ٹیبل پے بیٹھی رہ گئی۔

نہیں۔۔۔ کچھ دل نہیں کر رہا کھانا پینے کا۔۔۔ بس ایک گلاس پانی دے دیں۔

دھیرے سے کہا۔

لہجہ ایسا تھا۔ جیسے شکست خوردہ ہو۔ کتنا اس نے چاہا تھا۔ کہ وہ اور آپ کتاب ایک مکمل فیملی ہوں۔ اپنے بچوں

کے سنگ۔۔۔ لیکن ہر خواہش پوری ہو جائے۔۔۔ ضروری تو نہ تھا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول کی سوچوں کا دھارا بدلا۔

اس سب کی وجہ وہ۔۔۔ سفیہ ہے۔۔۔! اسی کی وجہ سے یہ سب ہوا۔۔۔ اور وہ۔۔۔ کتنے آرام سے میرے ہی گھر میں۔۔۔ دندناتی ہوئی اور کتنے شان سے رہ رہی ہے۔۔۔؟؟ خان نے اسے گھر سے باہر کیوں نہ کیا۔ کتنی چالیں چلیں۔۔۔ اس نے۔۔۔ کیا کچھ نہیں کیا اس نے۔۔۔؟؟ مجھے اتنی بڑی سزا سنا دی۔۔۔ مجھے۔۔۔ خود سے دور کر دیا۔۔۔ بچوں سے۔۔۔ بھی وہ۔۔۔؟؟ تنکھس بھر آئی یں۔۔۔ تو سفیہ کو سزا کیوں نہیں دی۔۔۔؟؟ وہ دلبرداشتہ تو ہوئی لیکن اس کا غصہ بھی عود کر آیا۔ وہ پہلے والی کنول بن گئی۔ اس نے فوراً وہاں سے اٹھنا چاہا۔

ناجیہ بی بی۔۔۔! مجھے کچھ ضروری کام ہے۔۔۔ میں باہر جا رہی ہوں۔ کچھ دیر تک لوٹ آؤں گی۔  
ناجیہ کو کہتے وہ سخت سنجیدہ انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔  
تیار ہوتے اس نے بیگ کندھے سے لٹکایا۔ موبائی ل اہی ایام اور اب اس کا رخ باہر کی طرف تھا۔  
گاڑیاں تو پورچ میں کھڑی تھیں۔

ایک گاڑی کا انتخاب کرتے وہ اس پے سوار ہوئی۔  
میم کہاں۔۔۔۔۔ جائیں گیں۔۔۔؟؟ میں لے چلتا ہوں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ڈرائی یور فر ابھاگا آیا۔

نہیں۔۔ جہاں جانا ہے۔۔ میں خود چلی جاؤں گی۔۔ ضرورت نہیں۔۔! سپاٹ انداز میں کہتے وہ گاڑی کو مین گیٹسے باہر نکالتے روڈ پے ڈال چکی تھی۔ وہیں دوسری طرف ڈرائی یور نے آفتاب شیر خان کو فون پے اطلاع دے دی۔

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ سب ابھی فائی یوسٹار میں کھنا کھا رہے تھے۔ اور یہاں سے گھر کا فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ آفتاب کو بے چینی ہوئی۔ وہ کہاں جاسکتی ہے۔۔؟؟

خن سوچتے ہوئے ہمکلامی میں بڑبڑایا۔

کیا ہوا۔۔ خان۔۔؟؟ کوئی پریشانی ہے کیا۔۔؟ ارسل نے اس کے چہرے پے پریشانی کے آثار دیکھے تھے۔ ہمم۔۔۔ نہیں۔۔۔ کچھ خاص نہیں۔۔! آفتاب نے ٹالا تھا۔ لیکن ارسل سمجھ گیا تھا۔ کہ ضرور کوئی بات ہے۔۔ جب کہ عظمی بچوں کے ساتھ بڑی تھی۔



خان حویلی میں گاڑی رکی تھی۔ وہ گاڑی سے اترتی اندر داخل ہوئی جہاں سفیہ اپنی پھوپھو کے ساتھ منصوبے بنا رہی تھی۔

شرم تمہیں۔۔ نہیں آئی۔۔؟؟ اگر کوئی اور تمہار جگہ ہوتا تو۔۔ شرم سے ڈوب مرتا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اچانک سے کنول کی آمد پے وہ دونوں جو سر جوڑے بیٹھیں تھیں۔ یکدم چونکیں۔

تم۔۔۔؟؟ تم اندر کیسے آئی۔۔؟؟ سفیہ تڑخ کے بولی۔

یہ میرا گھر ہے۔۔۔! اور اپنے گھریں آنے کے لیے مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔۔۔ کنول نے دو قدم آگے بڑھتے جواب دیا۔

اچھا۔۔۔؟؟ میں جو برسوں سے یہاں رہ رہی ہوں تمہیں۔۔۔ یہاں کی مالکن بنالوں۔۔۔؟؟ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہیں۔۔۔ یہاں کی مالکن بننے دوں گی۔۔۔؟؟  
سفیہ بھی اس کے دو بدو ہوئی۔

بننے۔۔۔؟؟ چالبا ز عورت۔۔۔! ایک بات کان کھول کے سن لو۔۔۔! میں یہاں کی مالکن ہوں۔۔۔ آفتاب شیر خان کی بیوی۔۔۔ وہ بھی اکلوتی بیوی۔۔۔! کنول نے اپنی طرف اشارہ کرتے اسے اچھی طرح باور کروایا۔

وہ بیوی جو صرف چند روز کی مہمان ہے۔۔۔؟ سفیہ نے طنز مارا۔

کنول کو اس کی بات تو سمجھ نہ آئی لیکن وہ اس سے دبنے نہیں آئی تھی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بہتر۔ ہوگا۔۔ یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے۔۔ دفعہ ہو جاؤ۔۔ ورنہ۔ دھکے دے کے اس حویلی سے باہر نکلواؤں گی۔

کنول کی دھمکی پے سفیہ کے تو تن بدن میں ہی آگ لگ گئی۔

تم۔۔ تم۔۔ نکالو گی مجھے یہاں سے۔۔؟؟

سفیہ پاگلوں کی طرح بی ہیو کرنے لگی۔

تم دیکھنا۔۔ صرف کچھ دنوں میں۔۔ ہی۔۔ تمہاری جگہ کیسے لیتی ہوں۔۔ کہ خان۔۔ تمہیں۔۔ اپنی زندگی سے بھی نکال باہر کریں گے۔۔ اور اپنے گھر سے بھی۔ سفیہ بھی چینلج والے انداز میں آگے بڑھتے کاٹ دار لہجہ میں بولی تھی۔

کنول تمسخرانہ انداز میں ہنسی۔

تین سال پہلے۔۔؟؟ بھی تم۔۔ نے خان کی زندگی سے۔۔ مجھے نکالنا چاہا۔ ایک جھوٹی اور غلط چال چل

کے۔۔ لیکن کیا ہوا۔۔؟ منہ کی کھانی پڑی ناں۔۔ تمہیں۔۔؟؟ خان کا بال بھی حاصل نہں کر پائی

تم۔۔؟؟ اور پرے کا پورا خان حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہی ہو۔۔؟؟ دیکھو۔۔ خواب دیکھنا اچھی بات

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہے۔۔ لیکن میرے خان کے خواب دیکھنا بھی چھوڑ دو۔۔ ورنہ۔۔ تمہیں۔۔ کنول کا وہ روپ دیکھنے کو ملے گا۔ جس سے۔۔ تم پناہ مانگو گی۔۔! کنول نے سخت انداز اپنایا۔

جاؤ جاؤ۔۔ بڑے دیکھے تم جیسے۔۔! جو تین سال پہلے نہیں ہوا۔۔ وہ اب ہو گا۔۔ اور تم۔۔! اس بار طلاق کا دھبہ لے کے ہی جاؤ گی۔ یہ وعدہ ہے میرا تم سے۔۔! سفیہ پورے جلال سے آگے بڑھتی بولی تھی۔

لیکن ایک تھپڑ نے اس کی بولتی ہی بند کر دی تھی۔

تمہاری جرات۔۔ ننہیں۔۔ کہ اب تم میرے اور خان کے بیچ میں بھی آؤ۔۔! خان صرف میرے ہیں۔۔ آفتاب خان صرف کنول کا ہے۔۔! تم جیسی۔۔ کردار کی کچی۔۔ عورت۔۔! میرے شوہر کے پاؤں کی جوتی کے برابر بھی نہیں۔۔! کہتے ہوئے کنول مڑی تھی۔ سفیہ گال پے ہاتھ رکھے دانت کچکچاتی اسے دیکھ رہی تھی۔

اور ہاں۔۔ یہ لاسٹ وارنگ ہے۔۔ نیکز سٹ ٹائی م۔ میں یہاں آؤں تو مجھے تم۔۔ نظر آئی۔ تو۔۔ پھر کسی کو نظر نہیں آو گی۔۔! READERS CHOICE اپنا غصہ اس پے اتار وہ باہر نکلتی چلی گئی۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تم نے۔۔ اسے جانے کیوں دیا۔۔؟ ایہیں۔۔ منہ توڑ دیتی اس کا۔۔! پھوپھو نے زہر خند لہجے میں کہا۔  
نہیں۔۔ یہاں نہیں۔۔ جانے دیں اسے۔۔ وہ خان کی گاڑی میں یہاں آئی ہے۔۔ اگر کچھ بھی ہوتا اسے  
یہاں تو خان مجھے جان سے مار ڈالے گا۔

پھر۔۔؟ کیا کرو گی۔۔ اب۔۔؟؟ پھوپھو نے اسکی طرف دیکھا جسکا انداز کافی پر اسرار سا تھا۔  
ایکسیڈینٹ بھی تو آئے روز ہوتے ہیں۔ کراچی میں۔۔! اغوا بھی ہوتے ہیں۔۔ قتل و غارت تو عام ہو گئی  
ہے۔۔! کہتے ہوئے نفرت سے موبائی ل اٹھایا۔ اور ایک کال ملائی۔

ضروری ہدایات تیں اب وہ کال بند کرتی مطمئن سی ایک چیٹی رہے گہری سانس لیتی بیٹھی تھی۔  
سفیہ۔۔! کیا یہ۔۔ سب۔۔ صحیح۔۔ ہے۔۔؟ مطلب۔۔؟؟ کہیں۔۔ کوئی بہت بڑا مسیٰ لہ نہ بن  
جائے۔۔؟؟ پھوپھو اس کا پلان سن بہت ڈر گئی تھیں۔

ارے پھوپھو اب دیکھو۔۔ تم سفیہ کا کمال۔۔ سانپ بھی مر جائے گا۔ اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی۔ سفیہ  
مسکرائی تھی۔

READERS CHOICE



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول وہاں سے نکلی اور واپسی کی روڈ پے گاڑی ڈال دی۔ اس کا غصہ کسی حد تک کم تو ہوا تھا۔ لیکن اب اس نے سوچ لیا تھا۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔ اب خان کو وہ منا کے رہے گی۔ ہر حال میں۔۔ چاہے جتنا مرضی وہ اس سے دور ہو۔۔ اسے دھتکارے۔۔ اب وہ پیچھے نہیں ہٹے گی۔  
میں آرہی ہوں۔ خان۔۔! اس کے لبوں پے مسکراہٹ رینگے گی۔ کہ تبھی اچانک۔۔۔؟؟؟

کنول کی گاڑی کے سامنے اچانک سے کوئی عورت آگئی۔

اور وہ اس کی گاڑی سے ٹکرائی۔ کنول نے بمشکل گاڑی کو بریک لگایا۔ اور گاڑی سے نیچے اتری وہ عورت نیچے گری۔ اوندھے منہ پڑی تھی۔

کنول نے دہلتے دل سے اسے سیدھا کیا۔ لیکن سامنے عورت کے روپ میں مرد کو دیکھ اس کے اوسان خطا ہوئے۔

اس سے پہلے کہ کنول اپنا بچاؤ کرتی اس شخص نے کنول۔ کو کلوروفارم سنگھایا۔ کنول اپنے حواس کھوتی وہیں گری تھی۔

READERS CHOICE

اس شخص نے اسے اٹھایا۔ اور ایک طرف کو نکل گیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول کی گاڑی وہیں رہ گئی۔

جب کہ کنول ایک بہت بڑی مصیبت میں پھنس گئی تھی۔



وہ سب شام گئے گھر واپس لوٹے تھے۔

اور بہت تھک چکے تھے۔

خان صاحب کھانا لگاؤں۔۔؟ ناجیہ کی آمد پے آفتاب خان نے پلٹ کے انہیں دیکھا۔

نہیں۔۔ سب کھا کے آئے ہیں۔ آپ۔۔ بچوں کو سونے سے پہلے دودھ دیجیے گا۔۔ اور مجھے کای بجھوادیں۔

خان نے شرٹ کے کف لنکس کھولتے مصروف انداز میں جواب دیا۔

جب کہ ناجیہ وہاں سے جانے کی بجائے وہیں اضطرابی کیفیت میں گھری کھڑی رہی۔

کیا ہوا۔۔؟؟ کچھ کہنا ہے آپ کو۔۔؟؟ خان نے اندازہ لگالیا۔

جی۔۔ خان صاحب۔۔! وہ۔۔۔ کنول بی بی۔۔ ابھی تک گھر نہیں لوٹیں۔ پریشانی سے کہا۔

کیا مطلب۔۔؟؟ ابھی تک۔۔؟؟ کیوں۔۔؟؟ آفتاب ایک دم سے پریشان ہوا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس کے گھر سے نکلنے۔۔ اور خان حویلی جانے اور وہاں سے نکلنے تک کی اس کے پاس ساری رپورٹ تھی۔ تو پھر وہ گھر کیسے نہیں پہنچی تھی۔۔؟

فون اٹھاتا وہ کنول کے نمبر پرے کال کرنے لگا۔ کال جا رہی تھی۔ لیکن کوئی بھی پک نہیں کر رہا تھا۔ ایک بار دوبار۔۔؟ لیکن۔۔ کسی نے بھی نہیں اٹھائی۔

لب بھینچے جبار کو کال ملائی۔ اور اسے کنول کے بارے میں پتہ کرنے کو بولا۔ آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ کہ وہ گھر نہیں پہنچی۔۔؟ آفتاب ان پر بگڑا تھا۔

خان صاحب۔۔۔۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ جلدی آجائیں گیں۔ اور پھر آپ کا انتظار کرتی رہی۔۔ کہ آپ آئیں تو۔۔؟؟ ناجیہ نے صفائی دینی چاہی۔

آپ مجھے فون کر سکتی تھیں۔۔۔؟؟ خان مطمئن نہ ہوا۔

اسی لمحے جبار کی کال آئی۔ جسے وہ عجلت بھرے انداز میں پک کر گیا۔

کیا ہوا۔۔؟؟ پتہ چلا۔۔؟؟

آپ کو اک لوکیشن سینڈ کر رہا ہوں۔

یہاں فوراً پہنچیں۔ جبار کی پریشان کن آواز کانوں سے ٹکرائی۔ تو آفتاب کا دل دھڑکا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کال بند ہوئی لوکیشن سینڈ ہوئی۔

وہ فوراً سے بیشت گاڑ کی چابیاں اٹھاتا باہر بھاگنے والے انداز میں نکلا تھا۔ اور روڈ کو اس روڈ پے ڈلا تھا۔ جہاں پہنچتے ہی اے ایک بہت بڑی خبر ملنی تھی۔



مبارک ہو۔۔۔ آپریشن کامیاب ہوا۔

اب آپ اللہ سے دعا کریں۔۔ کہ وہ باقی کی مشکلیں آسان کرے۔

ڈاکٹر زبیر نے کاظم کے کاندھے پے تھکی دیتے کہا۔ تو وہ ایک پرسکون گہرا سانس خارج کر گیا۔

اے اللہ تیرا شکر ہے۔۔۔! بے اختیار اوپر کی جانب دیکھا۔

کیا میں۔۔ کو مل سے مل سکتا ہوں۔۔؟۔۔؟ اس نے بے چینی سے پوچھا۔ ابھی وہ انڈرا بزر ویشن ہیں۔

جیسے ہی ہوش آتا ہے آپ مل لیجیے گا۔

ڈاکٹر کہتے ہوئے جاچکا تھا۔ جب کہ کاظم نے فون کر کے شہیر کا شکر یہ ادا کیا تھا۔ یہ سب اسی کی وجہ سے

ممکن ہوا تھا۔ اسی نے اس کی ہیلپ کی تھی۔

اب کو مل دنیا کو دیکھ سکے گی۔ اس سے یادہ کاظم کے لیے خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی تھی۔





## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تم یہاں۔۔؟؟ کیا کر رہی ہو۔۔؟؟ انا نے کو کو کو اپنے گھر دیکھا تو بری طرح اپ سیٹ ہوئی۔

ملنے آئی تھی شہیر سے۔۔۔! اور۔۔ تم سے بھی۔۔۔! اسکے لہجے میں شکست تھی۔

کیوں۔۔؟؟ ہم سے ایسا کیا تعلق ہے تمہارا۔ جو ہم سے ملنے آئی ہو۔۔؟

انا آج مہمان نوازی بھی بھولی ہوئی تھی۔

کیا ہو گیا ہے انا آپ۔۔؟ انہیں اندر تو آنے دیں۔

دروازے کے پاس کھڑے ہی عابی نے لقمہ دیا۔

عابی تم چپ رہو۔۔ اور اندر جاؤ۔۔ تمہارا کوئی لینا دینا نہیں۔۔ اس سب سے۔۔۔! انابیہ نے عابی کو بھی

جھڑک دیا۔ وہ انابیہ پے ایک شاکی نظر ڈالتی اندر چلی گئی۔

اب تم بی یہاں سے چلتی پھرتی نظر آؤ۔ انابیہ نے کو کو کی جانب مڑتے اسے کھری کھری سنا دی۔ جار رہی

ہوں۔۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔! اس کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔ ایک پل کو انابیہ کا دل پسچا۔

لیکن۔۔ ایک بات یاد رکھنا۔۔ یہ مت سوچنا۔۔ کہ میں ہار مان کے جارہی ہوں۔

تمہارا شوہر۔۔ میرے جانے کے بعد خود آئے گا میرے پاس۔۔ یاد رکھنا۔۔ کو کو کا انداز چیلنجنگ تھا۔

اچھا۔؟ انابیہ نے اچھا کو کافی لمبا کیا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہر وہ تمہارے مزار پے پھول چڑھانے ہی آئے گا۔

انابیہ نے طنز آگیا۔ کہ کو کونے لب بھیجے۔

وہ میرے ساتھ نکاح کے لیے آئے گا۔ اور مجھ سے نکاح کرے گا۔ سمجھی تم۔! کو کونے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا۔ تو انابیہ نے اسے نفرت سے دیکھتے دروازہ اسکے منہ پے بند کیا۔

اباگلا قدم۔۔ کو کو کا تھا۔۔ جو اس نے پلان کیا تھا۔ اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کا۔



آفتاب اس لوکیشن پے پہنچ گیا تھا۔ جس کا ایڈریس جبار نے بھیجا تھا۔ وہاں اس کی بلیک کرولا کھڑی تھی۔

لیکن وہ خالی تھی۔ کہیں بھی کنول کا نام و نشان نہ تھا۔ پوری گاڑی چھان ماری ہے۔۔ لیکن وہ کہیں نہیں ارد گرد کا علاقہ بھی دیکھ لیا۔۔ لیکن وہ کہیں نہیں ملیں۔ جبار کی پریشان کن آواز کانوں سے ٹکرائی۔

ایسے کیسے۔۔؟ کیوں لا پرواہی کی آپ نے۔۔؟ پفتاب غصہ سے آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ اس کا بس ہیں چل رہا تھا۔ جبار کو ہی گولی سے اڑا دے۔

خان۔۔۔ وہ خان حویلی سے نکلیں تھیں۔ صحیح سلامت۔۔! پھر نجانے کیسے۔۔؟

جبار کو بھی پریشانی لاحق ہوئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کہیں۔۔ وہ اسد چیمہ۔۔؟

جبار کے کہنے کی دیر تھی۔ آفتاب کے اندر جیسے کسی نے لاوا انڈیل دیا ہو۔  
اگر اس کی یہ حرکت ہوئی۔ تو خان اسے ایسی دنیا دکھائے گا۔۔ کہ اس کی سات نسلیں یاد رکھیں گیں۔  
کہ خان کی بیوی کو دوبارہ وہ دیکھنے کی بھی جرات نہیں کرے گا۔  
شیر کی طرح غراتا وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔ جب کہ جبار نے تھوک نکل کے حلق ترکیا۔  
نخنے آگے کیا ہونے والا تھا۔ لیکن وہ اتنا جانتا تھا۔ خان۔۔ اس اسد چیمہ کو نہیں چھوڑنے والا تھا۔

○○○○○♥♥♥

کنول کو ہوش آیا تو خود کو ایک چئی رپے رسیوں میں جکڑے ہوئے پایا اس کا سر بری طرح چکرارہا تھا۔  
میں۔۔ کہاں ہوں۔۔؟؟ اس نے آنکھیں کھولتے اس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔  
جو اس جاگے تو اسے سب یاد آنے لگا۔  
آنکھوں میں پانی بھر گیا۔۔

میں۔۔ کڈنیپ ہوئی ہوں۔۔؟ اس نے خود سے سوال کیا۔ جس کا جواب ہاں میں ہی تھا۔  
خود پے قابو کھوتے وہ خود کو رسیوں سے چھڑوانے لگی۔ لیکن رسیوں کی پکڑ بہت ہی مضبوط تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس کھینچتانی میں وہ اپنی کلائی یاں زخمی کر چکی تھی۔

میں۔۔۔ یہاں کیسے۔۔۔ پنہی۔۔۔؟؟ اب وہ رو دینے کو تھی۔ اسے اپنے اوپر ترس سا آیا۔ اور غصہ بھی۔ وہ کیوں بناڈرائی پور کے گھر سے نکلی تھی۔ نجانے۔۔۔ کتنا وقت ہو گیا تھا۔ اسے گھر سے نکلے ہوئی۔۔۔؟؟ خان۔۔۔؟؟ کیا۔۔۔ خان کو پتہ چلا ہو گا۔؟

وہ خود سے ہی سوال کرتے بری طرح ٹوٹ رہی تھی۔

وہ تو یہی سمجھتے ہوں گے۔۔۔ میں پھر گھر سے فرار ہو گئی۔۔۔! وہ ہچکیوں سے رو دی۔ وہ تو مجھے ڈھونڈیں گے بھی نہیں۔

اس بات کو سوچتے اس نے سختی سے آنکھیں بند کیں۔

نہیں۔۔۔ مجھے رونا نہیں۔۔۔ میں اپنی مدد خود کروں گی۔۔۔ اور اللہ ہے ناں۔۔۔ میری مدد کرنے کے لیے۔۔۔!

اس نے لرزتے ہوئے اوپر کی جانب دیکھا۔ اللہ سے فریاد لگائی۔ اور ہچکیوں سے روتے ہوئے پھر سے خود کو آزاد کرنے کی ناکام کوشش کی۔

تھک ہار کے وہ یونہی بیٹھی رہ گئی۔

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ان رسیوں کو کھولنا اس کے بس میں نہ تھا۔

اسے انتظار کرنا تھا۔ اس انسان کا جس نے اسے یہاں قید کیا تھا۔

تب تک اسے یو نہی بیٹھے رہنا تھا۔



ایک فون کال۔۔۔

کام ہو گیا۔۔!

وہیں اس کے چہرے پے آئی مسکان۔۔

اوگر اسانس خارج کرتی وہ صوفے پے ڈھے سی گئی۔

فائی نلی۔۔ تم اب میرے اور خان کے بیچ سے نکل گئی۔۔ مس کنول۔۔!

اب خان کو میرا ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔۔

خود خان بھی نہیں۔۔

سفید اپنے شیطانی دماغ کو چلاتی بنا انجام کی پرواہ کیے وہ بہت بڑی سازش کھیل چکی تھی۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور اس کے ساتھ آگے کیا کیا ہو سکتا تھا۔ وہ بے خبر تھی۔ اتنا بڑا خطرہ مول لے لیا تھا۔ اس نے۔ اس بات سے انجان۔۔ کہ جب خان کو پتہ چلے گا۔ تو وہ اس کے ساتھ کیا کرے گا۔  
بھلے وہ کنول کو معاف نہیں کر پار ہا تھا۔ لیکن کنول میں اس کی جان بستی تھی۔ اور اسے تکلیف دینے کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

اور اگر کوئی اور تکلیف دیتا تو۔۔ اس کا کیا حال کرتا۔۔؟؟ سفیہ۔۔ اپنے ساتھ اس بار بہت برا کر چکی تھی۔ اور بہت جلد وہ اپنے کھودے ہوئے کھڈے میں گرنے والی تھی۔ اور وہ بھی بہت بری طرح۔

ہاں۔۔ فیصلہ ہو گیا ہے۔۔ وہ زمین خان کو ہی ملے گی۔ اپنا قبضہ ہٹ لو وہاں سے۔۔! اسد چیمہ فون پر اپنے بندے سے مخاطب تھا۔ جبکہ غصہ بھی سوانیزے پر تھا۔ برسوں قبضے میں رہنے والی زمین کو خان کے قبضے میں دینا اسد چیمہ کو بھڑکا گیا تھا۔

دروازہ زور سے کھولتا وہ طوفان کی طرح اندر داخل ہوا تھا۔

اور گن سیدھا اسد چیمہ کی کنپٹی پر رکھی تھی۔  
READERS CHOICE

کہاں ہے میری بیوی۔۔؟؟ سیدھا اسکی آنکھوں میں اپنی نیلی آنکھیں گاڑی تھیں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ایک پل کو تو اسد چیمہ گڑ بڑا گیا۔ وہ کیا کہہ رہا تھا اسے سمجھ نہیں آئی۔ آنکھوں کے سامنے بس گن ہی دکھائی دی۔

کون۔۔۔ کونسی۔۔۔ بیوی۔۔۔؟ وہ گڑ بڑاتے ہوئے بولا تھا۔

میری ایک ہی بیوی ہے۔۔۔ میری جان ہے وہ اسد چیمہ۔۔۔ اس کے لیے میں جان دے بھی سکتا ہوں۔۔۔ اور کسی کی جان لے بھی سکتا ہوں۔۔۔ مجھے سیدھی طرح بتادو۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔؟ رگن کو لوڈ کرتے پھر سے چار حنہ انداز میں اس کی کنپٹی پے ٹکائی۔ کہ اسد چیمہ کے پسینے چھوٹ گئے۔  
مجھ سے نہیں۔۔۔ پتہ۔۔۔! گھبرائی ہوئی آواز برآمد ہوئی۔

میں آخری بار پوچھ رہا ہوں۔۔۔ ورنہ اب۔۔۔ سیدھا اوپر جاؤ گے۔۔۔!  
میں انی ماں کی قسم کھا کے کہتا ہوں۔۔۔ میں نے تمہاری بیوی کو نہیں دیکھا۔۔۔ نہ اس کے بارے میں کچھ بھی جانتا ہوں۔۔۔! پلیز۔۔۔ خان۔۔۔ میری بات کا یقین کرو۔۔۔! اسد چیمہ بری طرح گڑ بڑاتے ہوئے بولا تھا۔  
آفتاب نے لب بھینچتے ہوئے اسے دیکھا۔

وہ موت سامنے دیکھتے نہیں بول سکتا تھا۔ آفتاب اتنا جانتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ڈر تھا۔ آفتاب شیر خان کے نام کا خوف تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اگر۔۔ مجھے زرا بھی بھنک پڑی کہ۔۔ میری بیوی کے غائب ہونے میں تیرا ہاتھ ہے۔۔ تو اللہ کی قسم۔۔ میں منہ سے بات نہیں کروں گی۔۔ سیدھا گولی کی زبان سے ہمیشہ کے لیے تمہیں موت کی نیند سلا دوں گا۔

یادرکھنا۔۔!

اسکے ماتھے پے زور سے گن مارتا وہ الطرابی کیفیت میں واپس مڑا تھا۔ ب اس کا دماغ صرف ایک ہی نام لے رہا تھا۔

اور اس بار آفتاب شیر خان اس کو معاف کرنے کا بالکل ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ پہلے وار مجھ پے کیا۔۔ میں نے سہن کر لیا۔۔

اب وار۔۔ میرے دل پے کیا ہے۔۔ یہ ہن نہیں ہو گا۔ اس بار ایسی سزا دوں گا۔ کہ ساری زندگی پلٹ کے کھنٹا تو دور کی بات۔۔ خان اور اس کی فیملی کا سوچو گی بھی نہیں۔۔

خود کلامی سے کہتا اب اس کی گاڑی کا رخ خان حویلی کی جانب تھا۔

READERS CHOICE ○○○○○○○○○

پاگل ہو گئی ہو۔۔؟؟ کو کو یہ۔۔ یہ کیا کر رہی ہو۔۔؟ گن مجھے دو۔۔!

کو کو نے شہیر کو بلیک میل کر کے بلوایا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور اب اس کے سامنے اپنی کنپٹی پے گن رکھی ہوئی تھی۔

شہیر۔۔۔! تم۔۔۔ مجھ سے نکاح کرو گے۔۔۔ تو ہی۔۔۔ میں یہ گن ہٹاؤں گی۔۔۔ ورنہ۔۔۔ آج یہاں سے میرا جنازہ اٹھے گا۔۔۔ کو کو کے جارحانہ انداز پے شہیر لب بھنچ گیا۔

کیا پاگلوں والی حرکت ہے۔۔۔؟؟ گن نیچے کرو۔۔۔ شہیر دھاڑا تھا۔

نہیں۔۔۔ آج یا تم۔۔۔ مجھ سے نکاح کرو گے یا میرا جنازہ اٹھاؤ گے۔۔۔۔۔ کو کو نے کہتے ہی گن کا ٹریگر دبانا چاہا۔

سٹاپ اٹ۔۔۔۔! شہیر کا دل بری طرح دھڑکا۔ وہ جب یہاں آیا تھا۔ گیٹ کیپر نے اسے دیکھا تھا بلڈنگ کے تن سے چار لوگوں نے اسے لفٹ سے اندر اور باہر جاتے دیکھا۔ اب اگر اسے کچھ ہو جاتا تو سیدھا الزام اس پے آن تھا۔

نکاح۔۔۔؟؟؟؟ کو کو نے پوری امید سے پوچھا۔

ٹھیک ہے۔۔۔ کروں گا نکاح۔ تم۔۔۔ یہ گن نیچے کرو۔۔۔! شہیر نے اسے سمجھانا چاہا۔

تم سچ کہہ رہے ہو۔۔۔؟؟ کرو گے ناں۔۔۔ مجھ سے نکاح۔۔۔؟؟ کو کو کو بے نہتا خوشی ہوئی۔

لیکن اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہاں۔۔۔! بے بسی سے اور برے دل سے کہا۔  
قسم کھاؤ۔۔! اپنی بیوی کی۔۔! وہ بھی کو کو تھی۔ پورے انتظام کروانا جانتی تھی۔  
انابہ کی قسم۔۔۔ کیوں۔۔؟؟ جب کہہ دیا ہے کہ کروں گا نکاح بس کروں گا۔  
تم۔۔۔ تم۔ مکر جاؤ گے۔۔! پہلے۔۔ قسم کھاؤ۔۔ اپنی بیوی کی۔۔ کہ مجھ سے آج ہی نکاح کرو گے۔۔!  
کو کو نے شہیر کے لیے کوئی سیکنڈ آپشن نہیں چھوڑا تھا۔  
تاریخ ایک بار پھر سے خود کو دہرا رہی تھی۔  
کچھ سال پہلے ہی کی بات ہے جب۔۔۔ اس کی ماں نے چال چلی تھی۔ اور اپنوں کو کتنا نقصان پہنچایا تھا۔  
تب بھی انابہ کو بچانے کے لیے اسے عروج سے نکاح کرنا پڑا تھا۔  
آج۔۔ پھر سے وہی سچویشن آگئی تھی۔ اور اس بار۔۔ اس کی قسم کھا کے وہ پھر سے پھنس رہا تھا۔  
اور وجہ۔۔۔ آج بھی انابہ ہی تھی۔  
ٹھیک ہے۔۔ میں قسم کھاتا ہوں۔۔ انابہ کی۔۔ آج ہی تم سے نکاح کروں گا۔  
شہیر نے بہت سوچتے ہوئے کہا۔ وہ اس کے پلان میں پھنس گیا۔۔ کو کو نے گن نیچے کی وہ دل سے خوش  
ہوئی تھی۔



# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آخر کار اس نے شہیر کو حاصل کر ہی لیا تھا۔



آفتاب خان حویلی پہنچا تھا۔ وہ سیدھا اندر گیا تھا۔ لیکن اندر سفیہ کا نام و نشان تک نہ تھا۔

اس نے ملازمہ سے پوچھا۔

صاحب جی کچھ دیر پہلے ہی وہ باہر نکلیں ہیں۔

آفتاب کو تھوڑی دیر ہوگئی تھی۔

لیکن وہ پھر بھی پہنچ سکتا تھا۔

کونسی گاڑی میں۔۔۔؟

مزید انفارمیشن لیتا وہ باہر نکلا۔

جبار۔۔۔! باہر کھڑے جبار کو دیکھتا اسکے پاس آیا۔ کیمرہز چیک کرو۔

آفتاب شیر خان نے پوری حقن حویلی میں کیمرہز لگوائے تھے۔ اور یہ بات سفیہ نہیں جانتی تھی۔

کیمرہز جتنی دیر میں چیک ہوئے اس نے سفیہ کا نمبر ٹریس کرنے کے لیے اپنے خاص بندے کو دیا۔

وہ صبح ہونے سے پہلے پہلے کنول کو واپس لانا چاہتا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

نمبر ٹریس ہو چکا تھا۔ کیمرا نے بھی سفیہ کاراز فاش کر دیا۔ آفتاب نے لب بھینچے ایک نظر جبار کو دیکھا۔ وہ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ گیا۔



دھیرے سے دروازہ کھلا۔ کنول نے آنے والے کو دیکھا۔

وہلکم۔۔ مائی ڈی یر سوتن ٹوبی۔۔! سفیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کنول نے اسے حقارت سے دیکھا۔

لوگ سوتے میں خواب دیکھتے ہیں۔۔ اور۔۔ تم جاگتے ہوئے۔۔

دیکھو شوق سے دیکھو۔۔ خواب دیکھنے پے کوئی باندی تو نہیں۔۔! لیکن اس خواب کی تعبیر بہت

بھیانک ملنے والی ہے تمہیں۔

کنول نے اسے وارن کیا۔ تو وہ قہقہہ لگا کے ہنس دی۔

مجھے ڈر رہی ہو۔۔؟ جب کہ ابھی تم میری۔۔ ہی قید میں ہو۔۔! سوچو۔۔ یہاں تمہارے ساتھ کچھ

بھی ہو جائے۔۔ خان کو کون بتائے گا۔۔؟؟ وہ تو ویسے بھی۔۔ تم سے نفرت کرتے ہیں۔۔

اب کی بار کنول نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا تھا۔

نفرت۔۔؟؟ خان کرے گے۔۔! وہ بھی کنول سے۔۔؟؟

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول کے انداز پے سفیہ نے ایک نظر اسے دیکھا۔

تین سال۔۔۔ تین سال دور تھی۔۔۔ ناں۔۔۔ میں۔۔۔ حاصل کر لیتی ناں۔۔۔ خان کو۔۔۔؟؟ کیوں نہیں کر سکی۔۔۔؟؟

کنول نے اس طر پے سفیہ کو آگ ہی لگ گئی۔

اب کروں گی حاصل۔۔۔ تمہیں اس کی زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکالنے کے بعد۔۔۔ پوہ صرف میرا خان ہے۔۔۔ میرا۔۔۔ صرف سفیہ کا۔ وہ چلائی تھی۔

میرو۔۔۔۔۔ میرو۔۔۔۔۔! اس نے کسی کو آواز دی تھی۔ ہ شخص اندر چلا آیا۔

اس لڑکی کا وہ حال کرو کہ یہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔۔۔ سفیہ نے سفاکیت سے کہا۔ وہ شخص مسکراتا ہوا کنول کی جانب بڑھا تھا۔

کنول نے خود ک چھڑانا چاہا۔ وہ شخص اس کے قدموں میں بیٹھا تھا۔ اور خباثت سے اسے دیکھنے لگا تھا۔ کنول کو اس کے دیکھنے کا انداز بالکل بھی ٹھیک نہ لگا۔

اگر۔۔۔ مجھے چھو بھی تو۔۔۔ خان۔۔۔ تمہارے ساتھ کیا کریں گے۔۔۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔

کنول نے اس کی طرف دیکھتے اسے وارن کیا۔

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ دھیرے سے مسکرایا۔

ایک بار۔۔۔ تمہارے ح کے جلوے دیکھ لوں۔۔ پھر موت بی آجائے تو غم نہیں۔۔  
ایک جذب کے عالم میں کہتا وہ کنول کی رسیاں کھولنے لگا۔ کنول کو اس کے لمس سے بھی شدت سے  
کرہت آرہی تھی۔

جیسے ہی رسیاں کھلیں۔ کنول نے اسے پیچھے کی طرف دھکا دیا۔ اور خود دروازے کی جانب بھاگی تھی۔ بے  
سفیہ جاتے ہوئے بند کر گئی تھی۔

وہ شخص کنول کی جانب پیش قدمی کرنے لگا۔

کنول دروازے کے ساتھ ہی چپک گئی۔

یا اللہ میری مدد کرے۔۔۔ میں۔۔۔ کیسے۔۔۔ اپنی عزت بچاؤں۔۔؟

کنول نے دل سے اپنے اللہ کو یاد کیا۔

وہ شخص جھپٹنے والے انداز میں کنول کی طرف آیا تھا۔ کنول نے پورا زور لگا کے اسے پرے دھکیلا تھا۔ اس

شخص نے کنول کی دونوں طرف سے آستین پھاڑ دی۔ کنول نے شدت کرب سے آنکھیں موند لیں۔

یا اللہ موت ہی دے دے۔۔۔ لیکن۔۔۔ میری عزت کی حفاظت کر۔۔۔ وہ پھرے اللہ سے دعا گو ہوئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ شخص جیسے پاگل ہوا کنول کو دبوچ گیا۔

کنول کے ندر کی تمام ہمت جواب دینے لگی تھی۔ کہ اس شخص کو پرے دھکیلتے اس کے پاس سے کنول کو گن ملی۔ کنول نے اس کی گن سے ہی اس کے پیٹ میں گولی چلا دی۔ وہ جو مدہوش ہوا کنول کے اوپر تھا۔ گولی لگنے سے وہیں جم گیا۔  
کنول کو حیرت سے دیکھا۔

کنول نے ایک اور گولی اس کے پیٹ میں چلائی۔

تیسری چو تھی۔۔ سب گولیاں۔ اس کے اندر اتار دیں۔ وہ شخص وہیں دم توڑ گیا۔

کنول نے اسے خود پے سے پرے دھکیلا۔ اور خود دور کھسکی۔ فیوار کے ساتھ جا لگی۔ گن ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔ اور خون میں لت پت تھی۔  
تبھی ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا تھا۔ کنول نے آنے والے پے فوراً گن تانی تھی۔

کنول دروازے سے اندر آنے والے پے گن تانی۔ لیکن آنے والا کوئی اور نہیں۔ اس کا خان تھا۔  
اس کا اپنا۔۔ خان۔۔ کنول نے روتے ہوئے گن نیچے پھینکی تھی۔ اور اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آفتاب نے اسے صحیح سلامت دیکھ کر شکر گہرا سانس خارج کیا۔ وہیں اسکی نظر اس کی بکھری حالت پر پڑی۔

اس کی اتنی خراب حالت دیکھ کر آفتاب کا خون کھول اٹھا۔ کنول آگے بڑھتے روتے ہوئے اس کے قریب آئی۔ اس کی چال میں بھی لڑکھڑاہٹ تھی۔

آفتاب نے فوراً اسے اپنی شال اس کے گرد اوڑھائی۔

اس کا جسم ڈھانپا تھا وہ دھیرے دھیرے لرز رہی تھی۔

خان بنا اسے کوئی دلاسا دیئی ایک لفظ کہہ اپنے ساتھ باہر لے کے آیا تھا۔ جہاں سفیہ جبار کے قبضے میں کھڑی تلملار ہی تھی۔

کیا کرنا ہے اس کا خان۔۔؟؟ جبار نے غصہ سے پوچھا۔

کنول کا ہاتھ تھامے وہ جو باہر کی جانب بڑھ رہا تھا۔ جبار کی بات پر رکا۔

سختی سے جبرے بھینچے تھے۔

ایک گن نکاتا وہ ایک فائی رک کر گیا تھا جو سیدھا سفیہ کے ندھے میں جا کے لگا تھا۔

وہ تڑپ ہی گئی۔ ایک اور فائی رہو جو سفیہ کے دوسرے کندھے میں جا لگا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

سفید وہیں گری تھی۔ اور بے ہوش ہوئی تھی۔

اس اٹھاؤ۔۔ اور باہر پھینک دو۔

خان کے سختی سے کہے الفاظ پے کنول نے دہل کے اسے دیکھا تھا۔

خان۔۔؟؟ وہ اسے لیے باہر کی جانب بڑھا کہ کنول نے اس کا ہاتھ روکا۔ وہ رکتے ہوئے پلٹا لیکن ہاتھ نہ چھوڑا۔

وہ۔۔ وہ مر جائے گی۔۔! کنول نے گہرائے ہوئے انداز میں کہا۔۔

تو۔۔؟؟ تو کیا۔۔؟؟ مرنے سے تو مر جائے۔۔ خبردار۔۔ ج میرے سامنے اس کے لیے ہمدردی بی دکھائی

تو۔۔؟؟ چلو۔۔ یہاں سے۔ آفتاب نے تنک کے کہتے اسے وارن کیا۔ اور چلنے کو بولا۔

پلیز۔۔ اسے۔۔ ہاسپٹل۔۔؟؟ کنول نے دکھ سے ایک نظر آفتاب اور جبار کو دیکھا۔

میری کہی بکواس تمہیں سمجھ نہیں آتی۔۔؟؟ اب کی بار وہ سخت غصہ سے دھاڑا۔ کہ جبار بھی ہم گیا۔

لیکن وہ کنول ہی کیا جو باز آ جائے۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

زادینی ہی تھی تو اس وقت دیتے۔۔ جب یہ۔۔ ہمارے بیچ آئی تھی۔۔ اور سب کچھ تباہ و برباد کر دیا تھا۔  
تب آپ قنق نہس یاد آئی۔۔؟ جب تین سال اسے خان حویلی میں پالتے رہے۔۔ تب۔۔ اسے مار دیتے۔۔  
تو آج یہ نوبت نہ آتی۔

کنولنے آنسو ضبط کرتے تلخ لہجے میں کہا۔

آفتاب نے ایک نظر جبار کو دیکھا۔ جو سر جھکائے کھڑا تھا۔

چلو۔۔! خان نے اس کی بات کا جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔

نہیں۔ خان۔۔! میرے اندر کی انسانیت ابھی زندہ ہے۔۔! میں اتنی سنگل نہس ہو سکتی۔۔

پلیز۔۔ جبار بھائی۔۔ اسے ہاسپٹل لے جائیں۔۔ پلیز۔۔ وہ روتے ہوئے جبار سے بولی۔ آفتاب نے

غصہ سے رخ پھیرا۔ جبار۔۔ خان کی خاموشی سے سمجھتا ہوا اثبات میں سر ہلاتا سفیہ کو اٹھائے باہر نکلا تھا۔

آفتاب نے اب نی بار مزید غصہ سے اس کی کلائی سے جکڑی تھی۔ اور اسے لیے اپنی گاڑی کی جانب لایا تھا۔

اسے گاڑی میں پٹخنے والے اندز میں بٹھایا۔ اور خود ڈرائی یونگ سیٹ سنبھالی۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

فل۔ اسپڈ پے گاڑی کو روڈ۔ پے ڈالتا وہ اپنے ندر کے اشتعال۔ کو قابو کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔  
کنول نے بھی اب اس کے غصہ کی بالکل پرواہ نہ کی۔ اور آنکھیں بند کر کے گاڑی کی سیٹ کے ساتھ ٹیک  
لگائے چپ چاپ بیٹھ گئی۔

گاڑی خان منشن کے باہر جارہی۔

اور آفتاب کے وہاں کھڑے ہوتے ہی گارڈ نے بڑا گیٹ واکیا۔ جھٹکے سے گاڑی گیٹ سے اندر کی جانب  
لایا۔ اور گاڑی پورچ میں کھڑی کرتا وہ خود نیچے اتر اٹھا۔ جب کہ کنول ابھی بھیسٹ کے ساتھ پشت لگائے  
ریلیکس کر رہی تھی۔

فرنٹ ڈور کھولتے ہی آفتاب نے اسے کلائی سے غصہ سے پکڑا۔ اور نیچے اتارا۔  
کنول ہڑبڑاگئی۔

اور اس کے ساتھ خود کو گھسیٹتی چلی گئی۔

اپنے کمرے میں لے جا کے آفتاب نے دروازہ لاک کرتے جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑا۔  
کیوں۔۔؟ کیوں گئی تھی بنا ڈرائی پور کے۔۔؟ گھر سے۔۔؟ بولو۔۔۔؟؟ خن کا غصہ کنول کو بھی غصہ  
دلا گیا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ۔۔ آپ۔۔ بھی تو گئی تھیں نا۔۔۔ اپنی فیملی کے ساتھ گھومنے پھرنے۔۔ تب آپ کو یاد نہیں آئی میری۔۔؟ کہ ایک بیوی بھی ہے میری۔۔؟ اب چلے آئی ہیں۔۔۔ مجھ سے سوال جواب کرنے۔۔

کنول آج بروں بعد اپنی ٹون میں واپس آئی تھی۔ آفتاب شیر خان تو دیکھتا ہی رہ گیا۔  
اب ایسے مت دیکھیں۔۔ جائیں یہاں سے۔۔  
مجھے چیلنج کرنا ہے۔

اپنے ارگرد آفتاب کی شال لپیٹے وہ اٹھلاتے ہوئے بولی تھی۔ اور پلٹی۔ کہ اسی لمحے آفتاب شیر خان نے ہاتھ بڑھا کے اپنی شال کھینچی۔ کنول شال کے ساتھ کھینچی چلی گئی اور سیدھا اس کے سینے سے جا ٹکرائی۔  
نظریں اٹھا کے کنول نے گہری ٹکروں سے آفتاب کو دیکھا۔  
جس کی نظروں میں صرف جنون ہی جنون تھا۔  
پاگل پن تھا۔۔ دیوانگی تھی۔

کنول نے سٹپٹا کے نظریں چرائیں۔ آج کتنے عرصے بعد ایک بار پھر سے جذبات جاگے تھے۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو وارفتگی سے دیکھتے ارد گرد کا ہوش بھلا بیٹھے تھے۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

معاف نہیں کروں گا۔۔۔ کبھی بھی۔۔۔! آفتاب نے اس کی کان کی لو کے ساتھ ہونٹ مس کرتے گھمبیر لہجے میں کہا تھا۔

مجھے معافی چاہیے بھی نہیں۔۔۔! کنول نے بھی دھیرے سے اس کے کان کے قریب ہوتے کہتے اس کے کان کی لو کو چوما تھا۔

اس کی اتنی بے باک حرکت پے آفتاب نے دانت پیستے اسے دیکھا تھا۔  
کیا حرکت ہے یہ۔۔۔؟؟ وہ خفگی سے بولا۔

آپ کرو تو۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ میں کروں تو۔۔۔؟؟ غلط۔۔۔؟؟ نولنے منہ بنا کے کہا۔

زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ سمجھی۔۔۔! خان نے اسے چھوڑا تھا اور رخ پلٹا تھا۔

فری نہیں ہو رہی۔۔۔ حق ہے۔۔۔ آپ پے میرا۔۔۔! اس نے جاتے ہوئے آفتاب کے پیروں میں زنجیر ڈالی تھی۔

کیسا حق۔۔۔؟؟ خان نے ایسا سوال کیا کہ وہ بری رح تپی تھی۔ اور بے اختیار اس کے قریب ہوتی اس کے ہونٹوں پے اپنے لبوں سے اپنا حق وصول کیا۔ آفتاب تو اس کی فیدہ دلیری پے ہی گنگ رہ گیا۔  
وہ اس طرح خود سے کبھی قریب آئی ہی نہیں تھی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

خان کے ہونٹوں سے اپنے لبوں کو جدا کرتی وہ پیچھے ہٹنے لگی تھی۔ کہ خان نے بند آنکھوں سے ہی محسوس کر لیا۔ اور اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالتا اس کا چہرہ دوبارہ اپنے ہونٹوں کے نزدیک کرتا اس کے لبوں کو نشانہ بنا گیا۔ جتنا ہو خود کو سراب کر رہا تھا۔ تشنگی تھی کہ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

ایک دوسرے میں کھوئے انہیں وقت بیت گیا تھا۔ دھیرے سے اس کے لبوں کو آزادی بخشی تو وہ گہرا سانس لیتی اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔

آج اتنے برس بعد آفتاب کے سینے میں لگی آگ بجھی تھی۔

دل ایک دم پر سکون ہوا تھا۔ اس لڑکی کی قربت کا تو وہ شروع سے ہی دیوانہ تھا۔ نجانے تین سال کیسے اس سے دور رہا۔۔۔؟؟ کہ اب سوچتا ہے تو۔۔۔ دل ڈوب سا جاتا ہے۔

کیوں۔۔۔ کیوں قریب آئے۔۔۔؟ جب معاف نہیں کیا تو۔۔۔؟؟

کیونکہ تم میرے نکاح میں ہو۔۔۔! تم سے زیادہ تم پر حق رکھتا ہوں۔۔۔

وہ سراٹھا کے پوچھتی آفتاب کو بچوں جیسی لگی تھی۔ دھیرے سے اس کی ٹھنڈی ناک کو چوم کے جواب دیتا وہ اسے گنگ کر گیا۔

آفتاب شیر خان کو صرف۔۔۔ سراپکڑانے کی دیر تھی۔ سارے کا سارے اس نے خود پکڑ لیا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ اس سے دور ہونے لگی۔۔ کہ آفتاب نے بانہوں کا شکنجہ مضبوط کیا۔  
چھوڑیں مجھے۔۔! معاف بھی نہیں کرنا۔۔ اور مجھ سے حق بھی وصولنا ہے۔۔! بھولیں مت۔۔ میں کوئی  
عام لڑکی نہیں۔۔! آفتاب شیر خان کی بیوی ہوں۔۔ وہ بھی محبوب بیوی۔۔! اترا کے کہتی وہ پھر  
سے آفتاب کو اپنے قریب آنے کی دعوت دے رہی تھی۔  
اسکی بکھری حالت دیکھتا ایک بار پھر آفتاب کا دل سخت ہوا۔  
اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس مرے ہوئی شخ کو پھر سے مار ڈالے جا کے۔۔ جس نے اس کی کنول کو  
ہاتھ لگان کی جرات کی تھی۔  
جاؤ۔۔ جا کے چینیج کر لو۔۔! دھیمی آواز میں کہتے دو کنول کو چو نکا گیا۔  
وہ اپنی حالت بھتی شرمندہ ہوتی خاموشی سے کبرڈ میں اپنے ڈھیر کپڑوں میں سے ایک ڈریس لیتی وہ ہاتھ  
روم۔ کی جانب بڑھی تھی۔ آفتاب نے کال کر کے جبار سے ساری صورت حال کا جائزہ لیا تھا۔  
اور اسے سفیہ پے کڑی نظر رکھنے کا کہتے وہ کال کاٹ گیا۔  
کچھ ہی دیر بعد کنول ڈریس کی بجائے سلک کی سیلو لیس مہرون نائی ٹی میں باہر آئی۔  
آفتاب تو اس کا کھلتا روپ دیکھ کچھ پل تو سکتے میں آ گیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس پے ایسا لگتا تھا۔۔ جیسے یک بار پھر سے کلی ہی بن گئی ہو۔۔ وہ کہیں سے بھی دو بچوں کی ماں نہیں لگ رہی تھی۔ گیل بالوں کو ایک طرف کرتے وہ آئی نے کے سامنے کھڑی ہوتے بال سکھانے لگی۔ آفتاب میکانیکی سی کیفیت میں اس کے پاس پیچھے جا کھڑا ہوا۔

اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔

آنکھیں میچے وہ اس کی خوچو کو اپنے اندر اتارتا اسے لرز نے پے مجبور کر گیا۔

دل کی فہر کنوں نے شور مچایا تو سانسوں نے گہرا پن دکھایا۔

وہ اس کے بال ایک طرف کرتا اس کی گردن پے جھکتا اسے معتبر کرنے لگا۔

کنول وہیں آئی نے کے سامنے کھڑی اس خو خوار شیر کو دیکھ رہی تھی جا کے جڑبات بھی اس نے خود جگائے تھے۔ اب اس سے ڈر بھی رہی تھی۔ لیکن آفتاب سے معافی مانگنے کا اسے اور کوئی طریقہ سمجھ بھی نہیں آیا۔ اس کے قریب جانے سے بہتر لگا اسے اپنے قریب آنے کا موقع دیتی۔۔ اب شیر خان کے جذبات کو جگا کے وہ اپنے پاؤں پے خود کلہاڑی مار چکی تھی۔

آفتاب شیر خان کی جسارتیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ آج کنول کو کھونے کے احساس نے اس کے اندر چھپی اس کی محبت اس کی کئی پر کو جگا دیا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول سے الگ ہونا۔ اس کے لیے سوہان روح تھا۔

وہ اس پے اپنی شدتیں ایک بار پھر نچھاور کرنے لگا۔ اپنی محبت کی بارش میں اسے بھگوتا وہ خود بھی سیراب ہوتا چلا گیا۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟

مولوی صاحب نے دوسری بار اس سے وہ پوچھا اس کے لب ہلنے سے انکاری تھے جب کہ کو کو کا دل بے چین ہوا تھا۔ وہ کیوں نہیں جواب دے رہا تھا۔۔؟؟

شہیر۔۔۔؟؟ بولو۔۔۔! کو کو نے ٹوکا۔

شہیر نے ایک نظر اسے دیکھا اور ایک پیاری سی معنی خیز مسکان لبوں پے سجائی۔

کیوں نہیں۔۔ بولوں گاناں۔۔ ضرور بولوں گا۔۔! کہتے ہی شہیر نے مولوی صاحب کی جانب دیکھا مولوی صاحب ایک بار پھر پوچھیں۔

کچھ مزہ نہیں آیا۔

مولوی صاحب دل ہی دل میں لا حول و لا قوتہ کہتے پھر سے نکاح کا پوچھنے لگے۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کبھی لمبے تالیوں بجاتے انابیہ وہاں داخل ہوئی۔ اسے دیکھ شہیر کو کچھ غلط ہونے کا احساس جاگا۔ اور اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

اسے بلانے والی کو کوہی تھی۔ کو کو اسے نیچا دکھانا چاہتی تھی۔ اسی لیے اسے بلوایا۔  
لیکن۔۔ وہ چاہتی تھی۔ کہ انابیہ نکاح کے بعد پہنچتی۔ لیکن۔۔ شہیر نجانے کیوں نکاح میں دیری کیے جا رہا تھا؟

واہ مسٹر شہیر خان۔۔! داد دینی چاہیے آپ کی ہمت کو۔۔؟؟  
انابیہ کا لہجہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔ شہیر نے خاموش رہنا ہی مناسب سمجھا۔  
کیا ہوا۔۔؟ حیران کیوں۔۔؟؟ چپ کیوں۔۔؟ بولناں۔۔؟ کروناں۔۔؟ قبول۔۔؟ میں بھی دیکھوں۔۔  
تیری بار نکاح تو لکرنا کیسا محسوس ہوتا ہے تمہیں۔۔؟؟  
آج وہ آپ جناب کی ساری حدیں کر اس کر گئی تھی۔  
ہیر نے سختی سے مٹھی بھینچی تھی۔ وہ مکمل ضبط کا مظاہرہ کیے خاموش تھا۔  
ویسے۔۔ اب نکاح کے لیے قبول ہے۔۔ کہنا مشکل تو نہ لگا ہوگا۔۔ قریب آتے بھرپور طنز مارا تھا۔  
شہیر نے ماتھے پے بل ڈالے اسے دیکھا۔ جو آج بالکل بھی کوئی لحاظ نہیں برت رہی تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ارے۔۔۔ رک کیوں۔۔۔ گئے۔۔۔؟؟ پڑھائی میں ناں۔۔۔ ومولی صاحب نکاح۔۔۔؟ ہمارے مذہب میں۔۔۔  
تو چار چار نکاح جائی نہیں۔۔۔ ابھی تو تیسرا ہے۔۔۔ چوتھا بھی کریں گے۔۔۔! آپ ناں۔۔۔ ایک کام کیجیے  
گا۔۔۔ اپنا ایڈرس مجھے دے دیجے گا۔۔۔ اگلی فہ بھی آپ کو ہی بلا لیں گے۔۔۔ اور ڈاسکاؤنٹ لازمی دیجے گا۔  
وہ طنز کے بھرپور تیر چلاتی شہیر کو اندر تک زخمی کر گئی تھی۔

ویسے بڑے افسوس کی بات ہے۔۔۔! دو بچوں کا باپ ہو کے۔۔۔ ایک ایسی لڑکی سے شادی کر رہے  
ہو۔۔۔ جو۔۔۔۔۔ ایک نظر کو کو کو دیکھا۔ جو واقعی آپ کے لائق ہے یہ۔۔۔! کیجیے شوق سے کیجیے  
نکاح۔۔۔

انابیہ نے اس کے قریب ہوتے زہر خندانہ از میں بات مکمل کی۔  
شہیر نے اس کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے مقابل کھڑا کیا۔  
اتنا ہی بولو۔۔۔ جو بعد میں سہن کر پاؤ۔۔۔ ورنہ۔۔۔

ورنہ کیا۔۔۔؟؟ جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا۔

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

مجھے ڈرانے یاد دہمکانے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔! اس نکاح کے بعد۔۔ ملاقات عدالت میں ہوگی۔۔۔  
کیونکہ میں۔۔ ایک ایسے شخص کے ساتھ کبھی بھی نہ خود رہوں گی۔۔ نہ اپنے بچوں کو رہنے دوں گی۔۔  
سمجھے تم۔۔؟؟

وہ پھنکارتے ہوئے بولی تھی۔ اس بات کے بعد شہیر نے انابیہ کو نہیں بلایا۔

اور آرام سکون کے ساتھ نکاح کو آگے بڑھانے کا بولا۔

انابیہ بس خاموشی سے آنسو بہاتے جا رہی تھی۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔۔؟؟

مولوی صاحب نے پھر وہیں سے شروع کرنے لگے۔

ایک منٹ مولوی صاحب۔۔۔! راکی کی آواز پے سبھی چوکنا ہوئے۔

دوسری طرف کو کو کارنگ فق ہوا۔

اب کی بار وہ اٹھی تھی۔ اپنی جگہ سے۔۔۔۔

یہ نکاح نہیں ہو سکتا۔۔۔! راحیل عرف راکی کی بات پے وہاں مجو سبھی شک میں چلے گئے سوائے ایک

شخص کے۔۔ اور وہ تھا شہیر خانزادہ۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیا مطلب۔۔؟؟ مولوی صاحب بھی اٹھے تھے۔

جی۔۔۔! یہ میرے نکاح میں ہیں۔ تو نکاح کے طاو پر تو نکاح جائی زہی نہیں۔۔؟؟

راحیل کی بات پے سب میں چہ لگوئی یاں شروع ہو گئی۔

وکیل صاحب۔۔؟؟ راحیل نے ساتھ کھڑے وکیل کی طرف اشارہ کیا۔

یہ لیں۔۔۔ یہ فائل میں موجود ہے۔۔ انہوں نے خلع کا کیس دائی کیا ہوا ہے۔۔ لیکن۔۔ ابھی یہ فائل نہیں ہوا۔ اس لیے یہ ابھی ان کے نکاح میں ہی ہیں۔

یہ۔۔۔ یہ کیا۔۔ بکو اس۔۔ ہے۔۔؟؟ نہیں مانتیمیں اس شخص کو اپنا شوہر۔۔ میں آج ہیکروں گی نکاح۔۔

شہیر سے۔۔ کوئی بچہ میں نہیں آئے گا۔۔ سنا آپ سب نے۔۔؟ کو کو بہت طیش کے عالم میں بولی۔

کیسا نکاح۔۔؟ تم مسلمان ہو۔۔ بھی یا نہیں۔۔؟ شہیر نے اسے سخت غصہ سے دیکھتے کہا۔

تم۔۔ تم نے مجھ سے کہا۔۔؟؟ تم مجھ سے۔۔ نکاح کرو گے۔۔؟؟ کو کو نے اس کے قریب آتے اسے

چھونا چاہا۔

شہیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کے دور جھٹکا۔ انابہ تو بس دیکھے جارہی تھی اسی اپنی سماعت پے یقین نہیں آیا۔ کیا

واقعی۔۔ یہ سب سچ تھا۔۔؟؟

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اسے تو کو کو نے فون کر کے بلوایا تھا۔ کہ تمہارا شوہر مجھ سے نکاح کر رہا ہے۔ آ کے دیکھو۔۔ اپنی بربادی۔۔!

یہ سچ ہے۔۔ ان کا نکاح نہیں ہو سکتا۔ یہ الریڈی نکاح شدہ ہیں۔  
مولوی صاحب بیات پے سبھی کو سانپ سونگھ گیا۔

نہیں۔۔ میں یہ نکاح کروں گی۔۔! شہیر صرف میرا ہے۔۔ صرف میرا ہے۔۔ کو کو پاگلوں کی طرح بی ہو کر رہی تھی۔ راحیل کو شہیر نے اشارہ کیا تو اس نے آگے بڑھ کے کو کو کو قابو کیا اور اپنے ساتھ گھسیٹتا لے جانے لگا۔

شہیر۔۔! تم غلط کر رہے ہو۔۔ یاد رکھنا۔۔ تم نے قسم کھائی تھی۔۔ اپنی بیوی کی قسم۔۔ تم مکر نہیں سکتے۔۔

وہ اس کے قریب آتے چلائی تھی۔

تم۔۔ جانتے ہونا۔۔ قسم توڑی تو۔۔ کیا ہو گا۔۔؟ مر جائے گی تمہاری بیوی۔۔! اس نے پراسرار انداز میں کہا۔ وہیں شہیر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ اور اس کا ہاتھ اٹھا تھا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

خبردار جو میری بیوی کا نام بھی اپنی گندی زبان سے لیا تو۔۔۔؟؟ جان سے مار دوں گا۔۔ اور قسم کی بات کر رہی ہوں۔۔؟ میں قسم نبھائوں گا۔۔ جس دن تمہیں طلاق ہوگی۔۔ اسی دن نکاح کروں گا۔۔! اب دفعہ ہو جاؤ۔۔ یہاں سے۔۔! شہیر نے اسے زور سے دھکا دیا تو وہ گرتے گرتے پچی۔ اپنے گال پے ہاتھ رکھے۔۔ وہ راحیل کے ساتھ گھسیٹتی چلی گئی۔

سبھی لوگ جہنیں کو کونے اکھٹا کیا تھا۔ سبھی باری باری تماشا دیکھتے جا چکے تھے۔ وہاں انابیہ اور شہیر ہی رہ گئے تھے۔

انابیہ کے آنسو بہے جارہے تھے۔ اس نے شہیر کے لیے کیا کچھ نہ بول دیا بنا سچائی جانے۔۔؟؟ اب کیا ہوگا۔۔؟ انابیہ کو ٹینشن ہوئی۔

اس کے پاس گئی۔ جو رخ پھیرے اپنا غصہ ضبط کر رہا تھا۔

شہیر۔۔؟؟ آپ۔۔؟؟ انابیہ نے کچھ کہنا چاہا کہ وہ اس کی جانب پلٹا۔

اور غصہ سے اسے دونوں بازوؤں سے جھکڑا۔

آپ نہیں۔۔ تم۔۔! یہی میری اوقات ہی تمہاری نظر میں۔۔۔ تو۔۔ یہ آپ والا ڈرامہ بند کرو۔۔!

شہیر اس وقت سخت غصہ کے عالم میں تھا۔ انابیہ کا کہا ایک ایک لفظ شہیر کے دل میں پیوست ہوا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

نہیں۔۔۔۔؟ وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے رہ گئی۔

مجھے لگا ہمارا رشتہ۔۔ بہت مضبوط ہے۔۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں توڑ سکتی۔۔۔ لیکن تم نے مجھے غلط ثابت کر دیا۔۔۔ تم۔۔۔؟؟ شہیر بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن وہ خود پے ضبط کرتا وہاں سے باہر نکلتا چلا گیا۔  
انابہ کو اس کی باتیں مزید دکھ دے گئی ہیں۔ ہوش آیا تو۔۔ فوراً اس کے پیچھے بھاگی۔  
وہ روڈ کراس کرتا سامنے جا چکا تھا۔ انابہ نے ادھر ادھر دیکھا لیکن گاڑیاں آ جا رہی تھیں۔ وہ شہیر سے بہت دور تھی۔ وہ آگے آتی تو۔۔ پھر کوئی نہ کوئی گاڑی گزرتی وہ رک جاتی۔  
شہیر۔۔۔؟؟

اُس نے کرب سے پکارا۔ وہ مڑا تھا۔ اسے نہیں پتہ تھا انابہ اس کے پیچھے یوں بھاگتی آئے گی۔  
انابہ اسے دیکھ کے مسکرائی تھی۔ کہ وہ اس کی ایک پکارا پے مڑا تھا۔ اتنا ناراض ہونے کے باوجود بھی اس کی پکارا سنی تھی۔  
شہیر نے روڈ پے دیکھا گاڑی بہت سپیڈ سے آرہی تھی۔ اور انابہ اسے دیکھتی روتی مسکراتی اس کی جانب بڑھ رہی تھی ارد گرد کا اسے کوئی ہوش ہی نہ تھا۔  
شہیر کے دل کو کچھ ہوا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تم۔ جانتے ہونا۔۔ قسم توڑی تو۔۔ کیا ہوگا۔۔؟ مر جائے گی تمہاری بیوی۔۔!

کو کو کے الفاظ پے وہ دل کو ڈوبتا سا محسوس کرنے لگا تھا۔

بھاگتا ہوا وہ اس کی جانب بڑھا تھا۔ انابہ اسے بھاگتا دیکھ خود بھی بھاگی تھی اس کی طرف۔ کہ۔۔۔؟؟؟

#####

کنول کا آنکھ کھلی تو اس نے خود کو آفتاب کے حصار میں پایا۔ گزری شب کے لمحات یاد کرتے کنول کے چہرے پے ایک خوب صورت مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ آفتاب گہری نیند میں تھا۔ اور کنول اسے بس دیکھے جا رہی تھی۔

تین سال کی دوری۔۔ تشنگی۔۔ پیاس۔۔ ہجر۔۔ رات کو سب ختم۔ کر دیں۔۔ آفتاب نے۔۔! اسے آج اتنے عرصے بعد اپنا آپ مکمل لگا تھا۔ وہ اپنی جنت کو چھوڑ کے نجانے کہاں گم تھی۔۔؟

آفتاب کے ماتھے طے آئے سلکی بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے وہ اس کے چہرے پے ہاتھ پھیرنے لگی۔ اس کی بڑھی بی بی رڈ میں ہاتھ چلاتے اسے ایک سکون سا محسوس ہو رہا تھا۔

پھر دھیرے سے ان پے اپنے لب رکھے۔ آفتاب تو اس کے پاس آتے ہی اس کی خوشبو سے جاگ گیا تھا۔

اب اس کی تمام حرارت و سکنت کو محسوس کرتا خاموشی سے لیٹا رہا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول نے اس کے بائیں گال پے بوسہ دیا۔

پھر آفتاب کو دیکھا جو بالکل ہی خاموشی سے لیٹا تھا۔ موقع کافائی دہاٹھاتے وہ اس کی پہلے دائیں آنکھ پھر بائیں آنکھ پے بوسہ دیتی تھوڑا سا پیچھے ہٹی۔

لو یو۔۔ فار ایور۔۔! ٹل مائی لاسٹ بریتھ۔!

کنول کے لب سے ادا ہوئے لفظ آفتاب کے دل پے پھوار بن کے برسے تھے۔

دھیرے سے آنکھیں واکیں۔ لیکن کنول کو نہیں پتہ تھا وہ آہ کے جانے لگی تھی۔ کہ آفتاب نے اسے کمر میں ہاتھ ڈالتے واپس اپنے حصار میں لیا۔

کہاں جا رہی ہو۔۔؟ آفتاب نے اسے اپنے اوپر کھینچا تھا۔

کنول ایک دم سٹیٹاگئی۔

یہ رہ گئی ہے جگہ۔۔۔۔! آفتاب نے اپنے ہونٹوں کی جانب اشارہ کرتے اسے حصار میں لیے رکھا تھا۔

آپ۔۔۔؟ آپ۔۔۔؟ آپ جاگ رہے ہیں۔۔۔؟؟ کنول کو ایک دم سے گھبراہٹ ہوئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیوں۔۔۔؟؟ کیا نہیں جاگنا چاہیے تھا۔۔۔؟؟ اس کے بالوں میں منہ دیتا وہ خمار آلود لہجے میں بولا تھا۔  
خان۔۔۔؟؟ وہ کسمائی۔

کیا ہے۔۔۔؟؟ ڈسٹر ب نہ کرو۔۔۔! آفتاب نے اس کی گردن میں منہ چھپاتے آنکھیں موندیں تھیں۔  
اچھا۔۔۔ گد گدی۔۔۔ نہ نہ کریں۔۔۔! کنول نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیا یار۔۔۔ سارے موڈ کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیا تم۔۔۔! آفتاب اٹھا تھا۔ اور بیڈ کراؤن سے ٹیک  
لگاتے اسے اپنے قریب کھینچتے اس کا سراپے سینے پے رکھا تھا۔ آج کنول کو وہی تین سال پرانا والا خان نظر  
آنے لگا۔

خان۔۔۔؟؟ اس نے دھیرے سے اسے پکارا۔

ہمممم۔۔۔ وہ آنکھیں موندے بیٹھا اسے محسوس کر رہا تھا۔

آپ نے۔۔۔ مجھے معاف کر دیا۔۔۔؟؟ بہت جذب کے عالم میں پوچھا۔

خان خاموش رہا۔۔۔ کنول نے سراٹھایا۔

بتائیں ناں۔۔۔؟؟ کنول نے گھبرائے ہوئے پوچھا۔

رات کے بعد یہ پوچھنا باقی رہتا ہے۔۔۔؟؟ تمہیں میرے عمل سے احساس نہیں ہوا۔۔۔؟؟



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آفتاب نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

آپ کے منہ سے سننا ہے۔۔ اس کا اصرار بڑھا۔

آفتاب نے اسے بیڈپے لٹاتے اس پے حاوی ہوا۔

کنول۔۔۔! تمہارا ہونا ہی خان کو مکمل کرتا ہے۔۔ بس مجھ سے ایک وعدہ کرو۔۔ کہ کبھی۔۔ مجھے چھوڑ کے نہیں جاؤ گی۔۔۔ کبھی نہیں۔۔ وہ جنونی سا لگا۔

میرادل سے عہد ہے خان۔۔ آپ کی کنول آپ کو چھوڑ کے کبھی کہیں نہیں جائے گی۔۔ ہمیشہ آپ کے پاس آپ کے ساتھ رہے گی۔ آپ کا سایہ بن کے۔۔! کنول نے دل سے کہتے اس کے چہرے کو اپنی ہتھیلیوں میں تھاما اور اسکے ماتھے پے بوسہ دیا۔ آفتاب نے اس کی ہتھیلی پے بوسہ دیتے اس کے قریب ہوتا اس کے لبوں پے جھکا۔

عزت احترام محبت سب کچھ تھا اس کے لمس میں۔



اس سے پہلے کہ گاڑی اسے کچلتی ہوئی آگے بڑھ جاتی شہیر نے اسے تھامتے ہوئے اپنی طرف کھینچا۔  
وہ اس کے ساتھ کھینچی چلی گئی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

پاگل ہوگئی ہو۔۔۔؟؟ نظر نہیں آرہا۔۔۔؟ روڈ پے ایسے کیوں۔۔۔؟؟ شہیر کابس نہیں چل رہا تھا۔ کہ اسے رکھ کے ایک دے دے۔

آپ۔ مجھے چھوڑ کے جارہے تھے۔۔۔! انابیہ نے اسے دیکھتے روتے ہوئے کہا۔  
جارہا تھا۔۔۔ مر نہیں رہا تھا۔! شہیر غصہ سے چلا ہی اٹھا۔ انابیہ کے آنسو می شدت سے بہہ تھے۔ بد کرو۔۔۔ یہ رونے کا ڈرامہ۔۔۔! چلو۔۔۔ یہاں سے۔۔۔! اسکا ہاتھ تھامے وہ جھنجھلاتے ہوئے بولا۔  
اور اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔



کنول آج بہت فریش سی سب کو ناشتہ کروارہی تھی۔ اس کا کھلا کھلا روپ دیکھ عظمی تھوڑا چونکی تھی۔  
روزانہ وہ سب کو ٹیبل پے ناشتہ سرو کرتی تھی۔ جب سے وہ یہاں آئی تھی آج کنول الگ ہی روپ میں دیکھی تھی۔ جیسے واقعی وہ ہی اسی گھر کی مالکن ہو۔

آفتاب کی نظر گاہے بگاہے اسی پے جا کے ٹک رہی تھی۔ اس کے گالوں کی لالی نے عظمی کو بہت کچھ باور کروادیا تھا۔ وہ سر جھکائے ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔

عظمی۔۔۔؟؟ کیا ہوا۔۔۔؟ ناشتہ کرو۔۔۔ خان نے اسے غائب دماغی حالت میں دیکھا تو ٹوک بیٹھا۔

جی۔۔۔ کر رہی ہوں۔۔۔!

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول اس کے بیٹے زیشان کو بھی وہی پرٹو کول دے رہی تھی۔ اپنے بچوں کو دے رہی تھی۔  
زرافرق نہیں کیا۔

اس بات سے عظمی کا دل اس کے لیے تھوڑا موم ہوا۔  
چلیں مونس ملکہ۔ بیٹا۔ اسکول کا وقت ہو گیا ہے۔۔۔!  
کنول نے اٹھتے ہوئے کہا۔

آج ہم اپنے بچوں کو ایک ساتھ اسکول چھوڑنے جائیں گے۔ آفتاب نے بچوں کو پیار سے دیکھتے کنول سے  
کہا۔

تو وہ دھیرے سے مسکرا دی۔

مونس اور ملکہ نے حیرانی سے باپ اور ماں کو دیکھا۔

رئی پلی۔۔۔؟ با۔۔۔؟ مونس کی آنکھیں چمکیں تھیں۔

یس۔۔۔ رئی پلی۔۔۔ میری جان۔۔۔! خان نے مونس اور ملکہ کو دونوں کو پیار کیا۔ اور ان کا ہاتھ تھامے

READERS CHOICE

میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

کنول بھی اسی کے ساتھ دم سے قدم ملاتی باہر نکلی تھی۔ بچوں کو بیک سیٹ پے بیٹھا کے وہ آگے کی جانب بڑھی تھی۔

دونوں ہی خوش تھے۔ بے انتہا خوش۔ جیسے قست ان پے دل و جان س مہربان ہو گئی تھی۔ اپنے شوہر کی سنگت میں وہ بیٹھتی جی اٹھی تھی۔

آفتاب نے اک بھر پور نظر کنول کو دیکھا۔ اور گاڑی اسٹارٹ کی۔

بچے بھی خوشی سے ماں باپ کو دیکھتے ایکسائیٹڈ تھے۔

کوئی نہیں جانتا تھا۔ یہ خوشی دائی می نہیں۔۔ عارضی ہے۔۔ دکھ گھات لگائے ان یے بیٹھا تھا۔

ایک اور کڑی آزمائش نے ان کا راستہ دیکھ لیا تھا۔

خوشیوں کو نظر لگتے دیر کہاں لگتی ہے۔۔؟؟



شہیر نے گھر آتے ہی گاڑی باہر روکی۔ اور انا بیہ کو نیچے اتر جانے کو کہا۔

شہیر۔۔؟؟ پلیز۔۔؟؟ وہ بس روئے جا رہی تھی۔ سارا راستہ وہ روتے ہوئے آئی تھی۔

انابہ۔۔۔ چپ کر کے گاڑی سے اتر جاؤ۔۔! بنا اسکی جانب دیکھے وہ دبا دبا چلا یا تھا۔

شہیر۔۔۔؟؟ وہ پھر ہمت کرتے بولی تھی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اترو۔۔ انابیہ۔۔؟؟؟ وہ چلایا تھا۔ انابیہ سہم کے گاڑی کے روازے کے ساتھ جا لگی تھی۔

اور ڈرتے ہوئے اس ستم گر کو دیکھا۔ جو انتہائی غصہ میں تھا۔

وہ فوراً نیچے اتر گئی۔ اسی وقت شہیر نے گاڑی کو فل سپیڈ پر آگے بڑھایا۔

انا۔۔؟؟ شامی کی پکار پر وہ پلٹی تھی۔

کیا ہوا۔۔؟؟ کیوں رو رہی ہو۔۔؟؟ شامی کو کچھ ٹھیک نہ لگا۔

شامی۔۔؟؟ وہ۔۔ شہیر۔۔؟؟ سب۔۔ میری غلطی ہے۔۔! وہ وہیں پھوٹ پھوٹ کے رودی تھی۔

شامی اسے سینے سے لگائے اندر لے کے آیا۔

وہ بس روئے جا رہی تھی سب اس کے رونے سے پریشان ہو رہے تھے۔

پلیز۔۔ پہلے رونا تو بند کر ویا۔۔ اور بتاؤ۔۔ کیا ہوا۔۔؟؟ شامی نے پریشانی سے پوچھا۔

عابی نے اسے پانی پلایا تھا۔ اس نے آنسو پونچھے انہیں ساری بات بتادی۔

یہ۔۔ وہی لڑکی ہے۔۔ ناں۔۔؟؟ جو اس دن گھر بھی آئی تھی۔۔؟؟

عابی نے جھٹ سے پوچھا۔

تم جانتی ہو۔۔؟؟ شامی اس کی جانب مڑا تھا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

نہیں۔۔۔! لیکن۔۔۔ انا آپی نے۔۔۔ اسے باہر سے ہی چلتا کیا تھا۔ وہ اندر نہیں آئی تھی۔ عابی نے مزید بتایا۔  
ج کہ انا بس روئے جارہی تھی۔

بیٹا۔۔۔! آپ کو قینے شوہر پے یقین رکھنا چاہیے تھا۔ ناکہ۔۔۔ کسی کی بات پے بھی یقین کرتے اٹھ کے  
کہیں بھی چل پڑتے ہیں۔  
جمیلہ خاتون نے سمجھایا۔

مما۔۔۔! مجھے پتہ ہے۔۔۔ میں نے غلط کیا۔۔۔ وہ بہت۔۔۔ غصہ میں ہیں۔۔۔! اس نے پھر سے روتے  
ہوئے کہا۔

اچھا۔۔۔ بس کریں۔۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔ جمیلہ خاتون نے تسلی دی تھی  
لیکن وہ صرف تسلی ہی تھی۔ انابیہ مطمئن نہ ہو سکی۔

جبکہ شامی لب بھیچے اسے دیکھتا رہ گیا۔ اسے سمجھ نہ آیا۔ کہ کیا بولے۔۔۔؟؟ غلطی انابیہ کی ہی تھی۔ وہ  
اسے کیسے صحیح کہہ دیتا۔۔۔؟؟

READERS CHOICE



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ملکہ اور مونس دونوں نے باری باری آفتاب اور کنول کا گال چھوا تھا۔ اور ن کو اللہ حافظ کہتے وہیں کھڑے ان کو جاتا دیکھ رہے تھے۔

بچے آج بہت خوش ہیں۔۔۔ ناں۔۔؟ کنول نے کسی ٹرانس کی کیفیت میں انہیں پیار سے دیکھتے کہا۔  
ہمممم۔۔۔ خان نے گلاسز اتار کے جیب میں رکھیں تھیں۔

ایک چمک تھی ناں۔۔ ان کی آنکھوں میں۔۔! جو میں نے ہمیشہ دیکھنی چاہی۔  
اور اللہ کالا کھالکھ شکر ہے۔۔ میرے بچوں کے چہرے پے مجھے وہ مسکان مل گئی جس کی میں نے ہمیشہ خواہش کی تھی۔

اللہ ہمیشہ انہیں ایسے ہی خوش رکھے۔ آمین۔۔! کنول نے دل سے دعا دی۔  
ثم آمین۔۔! آفتاب نے بھی دل سے جذب کے عالم میں کہا۔  
چلیں۔۔؟؟ خان نے ایک نظر اسے دیکھا جو ابھی بھی وہیں کھڑی گیٹ کو دیکھے جا رہی تھی۔  
جی۔۔۔! کنول اس کی جانب مڑی تھی۔

بچوں کو سکول چھوڑتے وہ دونوں وہاں سے نکلے تھے۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ایک گھڑی کی سوئی کی ٹک ٹک۔۔ دوسرا۔۔ بم کی ٹک ٹک۔۔! جو انہی کی گاڑی میں لگا تھا۔ اور وہ اس سے بالکل انجان تھے۔

خان ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔؟

انجان راستہ دیکھتے وہ چونکی۔

ایک بہت خاص جگہ۔۔ جہاں صرف تم۔۔ اور میں۔۔!

کہاں۔۔؟؟؟ کنول نے اشتیاق سے پوچھا۔

سرپرائی زہے۔

وہ جو اسے سرپرائی زدینے والا تھا۔ نہیں جانتا تھا۔ کچھ لمحوں بعد اس کو ایک بہت بڑا سرپرائی زلنے والا ہے۔

آفتاب اسے لیے آفس آیا تھا۔

ہم یہاں کیوں۔۔؟؟ کنول کو ابھی بھی حیرانی تھی۔

میری لیگل ایڈوائی زر ہوگی۔۔ آج سے تم۔۔!

پفتاب نے مسکراتے ہوئے اسے بتایا تو وہ سر جھکائے مسکرائی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

خان۔۔۔! میں گھر ہی ٹھیک ہوں۔۔۔ میں گھر رہ کے بھی آپ کی لیگل ایڈوائی زر کا کام بخوبی سرانجام دے سکتی ہوں۔۔۔! کنول نے آفس میں اکیلے پن کا فائدہ اٹھاتے اس کے قریب آتے اس کے گلے میں بانہیں ڈالیں تھیں۔

آفتاب نے رسیور اٹھاتے اندر کسی کو بھی آنے سے منع کیا تھا۔  
اور کنول کی کمر کے گرد حصار بنایا تھا۔

آپ مجھے بہکار ہی ہیں۔۔۔ پھر سے۔۔۔! اسے جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا۔

اسی لیے کہا۔۔۔ گھر ہی ٹھیک ہیں۔ ہم۔۔۔؟؟ ورنہ نہ آپ کام کریں گے۔۔۔ ناں۔۔۔ ہم۔۔۔!  
کنول نے ایک آنکھ ونک کرتے کہا۔ اور جھٹے سور ہوتی مسکرائی۔

بالکل نہیں۔۔۔ آج ہم سائیٹ پے جارہے ہیں۔۔۔ ایک ڈیم پروجیکٹ شروع کرنے والا ہوں۔ اور چاہتا ہوں۔ اسے تم ہینڈل کرو۔

آفتاب شیر خان نے قطعی انداز میں کہا۔

اور کچھ ضروری فائی لز چیک کرنے لگا۔  
READERS CHOICE

لیکن ایک شرط پے۔۔۔! کول نے ہامی بھرتے اس کی سیٹ کے پیچھے آ کے کھڑے ہوتے کہا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ اسے مسلسل ڈسٹریکٹ کر رہی تھی۔

کیا۔۔؟ بظاہر سامنے لیپٹاپ پے دیکھتا وہ مکمل اس کی جانب متوجہ تھا۔

بچوں کے اسکول سے گھر آنے کے بعد آپ مجھے گھر چھوڑ کے آئی ہیں گے۔۔ مطلب۔۔ چھٹی ہو جائے گی

اس وقت۔۔۔ مجھے۔۔ کیونکہ مجھے اپنے بچوں کے ساتھ وقت بیتانا ہے۔ جو ضائع ہو گیا ان کا حساب دینا

ہے۔۔ ان لمحوں کو حسین لمحوں میں بدلنا ہے۔ اس کے گرد حصار بنائے وہ بولتی جا رہی تھی۔

خان نے ایک ہاتھ سے اسے آگے کی طرف کھینچا۔ اور وہ اس کی گود میں آگری۔

دھیرے دھیرے آنکھوں سے پٹی ہٹی تھی۔

سامنے ہی کاظم اپنے دل کی دھڑن کو روکے کھڑا تھا۔ کومل کی آنکھیں دھیرے دھیرے واہوئی ہیں۔

ایک دھندلا سا منظر تھا۔ آنکھوں کے سامنے۔ جو دھیرے دھیرے مکمل ہونے لگا۔

اور اپنی زندگی کی سب سے اہم اور مہربان ہستی کو دیکھا۔

کاظم علی شاہ۔ اس کا شوہر اس کا ساتھی اس کا ہمد۔۔۔

کاظم۔۔۔ م۔۔؟ وہ زیر لب بولی تھی۔ اس کے چہرے کی مسکان بتا رہی تھی۔ کہ وہ کاظم کو دیکھ رہی

تھی۔ اس کی آنکھوں کی روشنی واپس لوٹ آئی تھی۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

میں۔۔۔ میں۔۔۔ دیکھ سکتی ہوں۔۔۔؟؟ کاظم۔۔۔؟؟ میں۔۔۔ دیکھ۔۔۔ سکتی ہوں۔۔۔ وہ فرط جذبات سے بار  
برایک ہی جملہ دہرا رہی تھی۔ کاظم نے آگے بڑھ کے اسے خود سے لگایا۔  
رونا نہیں۔۔۔! بس۔۔۔ میری جان۔۔۔ اب سب دکھ ختم ہو جائیں گے۔۔۔!  
اسے اپنے سے لگائے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔  
کانگریجو لشن مسٹر کاظم۔۔۔! ڈاکٹر ان کو مبارک باد دیتا مسکرا کے باہر نکل گیا۔  
یہ تو معجزہ ہی ہے کیا۔۔۔ ہے ناں۔۔۔؟؟ اور تم۔۔۔؟؟ پہلے سے زیادہ ہینڈ سم ہو گئے ہو۔۔۔! کوئل  
اپنی ٹون میں واپس آتے چہکی تھی۔  
خوشی اس کے چہرے سے ہوا دیدہ تھی۔  
تو کاظم بی دل سے خوش و آسودہ تھا۔  
ایک اور معجزہ بھی ہوا ہے۔ کاظم نے دھیرے سے اس کے کان میں کہا۔  
اچھا۔۔۔؟؟ وہ کیا۔۔۔؟؟ اشتیاق سے پوچھا۔  
بتاؤں گا نہیں۔۔۔ دکھاؤں گا۔ چلو۔۔۔؟؟ کاظم اسے لیے ہاسٹل سے باہر آیا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کوئل۔ کو لگا وہ یہ سب پہلی بار دیکھ رہی ہو۔۔۔ سب کچھ اتن اچھا اور خوبصورت لگ رہا تھا۔ کہ وہ رب کا شکر ادا کرنے لگی کہ اس نے اس کی آنکھوں کی روشنی واپس لوٹادی۔  
دلہی دل میں رب کا شکر ادا کرتی وہ کاظم کے ساتھ گاڑی کی جانب بڑھی۔  
کون سا عجزہ ہوا ہے بتاؤ ناں۔۔۔؟؟ کوئل گاڑی سے باہر کی دنیا دیکھتی اب کاظم کی جانب مڑی تھی۔  
کاظم مسکراتے ہوئے ڈرائی یو کرتا رہا گھر پہنچتے اس نے کوئل کا ہاتھ تھاما۔ اور اسے اندر لے کے آیا۔  
وہ پورا گھر دیکھتی ایکسائیٹڈ ہوئی تھی۔  
کاظم۔۔۔؟؟ وہ منہ بنا کے جھنجھلائی تھی۔  
اچھا یار بتا دیتا ہوں۔۔۔ کچھ تو صبر کر لو۔۔۔! کاظم نے اسے پنے قریب بیٹھایا تھا۔ اور کسی کو کال ملائی تھی۔  
کوئل دیکھ نہ سکی۔  
اس کا دھیان گھر کی جانب تھا۔ وہ ہر چیز ک بہت شوق سے دیکھ رہی تھی۔ یقین کر رہی تھی۔ کہ وہ دیکھ سکتی ہے اب۔



READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

شہیر نے گہرا سانس خارج کیا۔ اس وقت وہ اور شامی ایک پر فضا مقم پے بیٹھے تھے۔ شامی نے ہی شہیر کو فون کر کے ملنے کو بلایا تھا۔ وہ بھی کافی ڈسٹرب تھا۔ اس لیے شامی سے ملنے آگیا ورنہ بس غصہ کم کرنے کے لیے گاڑی سڑکوں پے دوڑاتا سڑکوں کی خاک چھان رہا تھا۔

شامی۔۔۔! میں۔۔۔ اس سے کیا ناراض ہوں۔۔۔؟؟ مجھے تو آج بھی سمجھ نہیں آئی۔۔۔ کہ ہمارا رشتہ میں اتنی بے اعتباری کیوں ہے۔۔۔؟؟  
وہ دکھی ہوا۔

آپ۔۔۔ اسے معاف کر دیں۔۔۔ بھائی۔! وہ ایسی ہیسے شروع سے۔۔۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پے ری ایکٹ کر جانے والی۔ بڑی بڑی باتوں کو سہ جاتی تھی۔  
اور بے اعتباری کا نہ بولیں۔۔۔ جب آپ یہاں نہیں تھے۔ صرف آپ سے نکاح کا بندھن تھا۔ تب بھی ایک دن بھی وہ بے اعتباری کا شکار نہیں ہوئی۔

ہمیشہ آپ پے یقین رکھا۔ یہاں تک کہ مجھے غلط ثابت کر دیا اس نے۔۔۔ لیکن آپ پے بھروسہ نہیں توڑا۔  
پھر وہ بھروسہ کہاں چلا گیا شامی۔۔۔؟؟  
شہیر کے دکھ بھرے لہجے پے شامی نے ایک نظر اسے دیکھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

یہ ایک نیچرلی بات ہے شہیر بھائی۔۔۔!

شاید آپ بھی اس کی جگہ ہوتے تو یہی کرتے۔۔۔ یا اس سے بھی زیادہ ری ایکٹ کرتے۔۔۔؟؟ آپ کے سامنے آپ کے لائی ف پارٹنر کا نکاح ہو رہا ہو تو۔۔۔؟ آپ ک کیاری ایکشن ہو گا۔۔۔؟؟

شامی نے الٹا اس سے سوال کیا۔ وہ خاموش رہا۔

شہیر بھائی۔۔۔! اگر ہم مرد یہ کام کریں۔۔۔ تو ہم چاہتے ہیں۔ ہماری بیوی ہم پے بھروسہ کرے۔ یقین مانیں اگر بیوی یہ کام کرے۔۔۔ تو ہم۔۔۔ مرد۔۔۔ انہیں شوٹ کر دیں۔۔۔

شامی نے ایک تلخ حقیقت اس کے گوش گزاری۔

شہیر بس اسے دیکھے گیا۔

مرد کو اسلامی چار چار نکاح کرنے کی اجازت ہے اس لیے بیویاں انسکیور ہو جاتی ہیں۔ لیکن بیوی کو نہیں۔۔۔ اور ہم مرد اس معاملے میں لکی ہیں۔۔۔ کیا ایسا نہیں۔۔۔؟؟ شامی اس کی طرف دیکھا۔

بہت بڑی بڑی باتیں کرنے لگے ہو سالے صاحب۔۔۔؟؟

شہیر نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا۔

شامی اسے ریلیکس دیکھ مطمئن ہوا تھا۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ مجھے شامی کہہ کے بھی پکار سکتے ہیں۔۔۔ یار۔۔۔!

شامی کو اس کا سالے صاحب کہنا ہمیشہ کی طرح کچھ ہضم نہ ہوا۔

شہیر زور سے ہنسا تھا۔

آپ یہیں بیٹھے ہنس رہے ہیں۔ وہیں آپ کی زوجہ محترمہ نے آنسوؤں کی ندیاں بہا دیں ہیں۔

شامی نے طنز مارا۔

رونے دو تھوڑا۔ آنکھیں صاف ہو جائیں گیں۔ اور پھر سب کچھ صحیح صحیح دکھائی دے گا اسے۔

شہیر نے پھر سے شامی کو چھیڑا۔

وہ جانتا تھا انابیہ کی آنکھوں کے آنسو شامی کو تکلیف دیتے ہیں۔ وہ ان بوجھ کے بولا تھا۔ برداشت تو اسے بھی نہیں تھے اپنی محبوب بیوی کے آنسو لیکن ابھی وہ تھوڑا اسے تنگ کر رہا تھا۔

شہیر بھائی۔۔۔؟؟ شامی نے ریکویسٹ کی۔

ڈونٹ وری۔۔۔! شامی۔۔۔ کل ہماری کراچی کی فلائیٹ ہے۔ ایک ہفتہ رہتا ہے۔ پھر واپس بھی جانا۔ تو۔۔۔ کچھ دن۔۔۔ خان کے ساتھ رہنا چاہت ہوں۔! شہیر نے بہت پیار سے کہا۔ تو شامی ایک م

اے اداس ہو گیا۔



## میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

ان کے آنے سے گھر بھر میں اتنی رونق ہوگئی تھی کہ وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا۔ اور اب۔۔؟ وہ  
ادا اس سا ہونے لگا۔

لیکن انہیں روک بھی نہیں سکتا تھا اب۔۔۔



بہت پیاری جگہ ہے۔۔۔

سائی بیٹ پے آتے کنول بہت خوش تھی۔

یہاں۔۔ ہم اپنا ڈریم پروجیکٹ بنائیں گے۔۔! آفتاب نے سارا ایریا اسے دکھایا۔

وہ دور تک۔۔۔ جہاں حدِ نگاہ جاتی ہے۔۔ وہ سب ہماری زمینیں ہیں۔

دور بین سے دیکھتے آفتاب شیر خان نے بہت دلکش انداز میں کنول سے کہا۔ کنول نے اس کے ہاتھ سے  
دور بین لی۔ اور دیکھنے لگی۔

یہ علاقہ تو بہت خوبصورت ہے۔۔۔! جسٹ امیزنگ۔۔۔

بے اختیار کنول کے لب سے ادا ہوا۔  
READERS CHOICE

ماشاء اللہ،،، کنول آفتاب کے خود کے قریب آنے پے تھوڑا جھجھکی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

لیکن۔۔ پھر بھی مسکراتی رہی۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے دونوں کو ایک عجیب سا سرور بخش رہے تھے۔

دونوں ہی ایک دوسرے کی سنگت میں ہواؤں میں اڑ رہے تھے۔

آفتاب نے کنول کا ہاتھ تھاما۔ اور اسے لیے کافی آگے نکل گیا۔

خان۔۔۔؟؟ کنول نے مڑ کے اسے پکارا۔

ہمم۔۔ وہ اس کے ہاتھ کی انگلیوں پے میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں پھسائے کسی اور ہی دنیا میں تھا۔

اس کی پکار پے چونکا۔

ہم یہاں اپنے لیے گھر بنالیں۔۔؟ جہاں آپ میں۔۔ اور ہمارے بچے۔۔! بس۔۔! پوری دنیا میں ہم

ایک ساتھ۔۔۔

کنول نے جذب کے عالم میں کہا۔

پھر تو۔۔۔ بچوں میں اضافہ ہونا چاہیے نا۔۔؟؟ تب ہی بات بنے گی۔

آفتاب نے معنی خیزی سے کہا۔ تو کنول کے گال بلش کرنے لگے۔

یہاں دیکھو۔۔! آفتاب نے اس کی تھوڑی سے چہرہ اوپر کی طرف کیا۔

وہ شرماتے ہوئے رخ پھیر گئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آئی نیڈون مور بے بی۔۔۔! جسٹ لائی ک یو۔۔۔! اس کے قریب ہوتے کہتا وہ کنول کا دل دھڑکائے  
جارہا تھا۔

ان کے فسوں خیز لمحات کو آفتاب کے موبائی ل پے آتی کال نے توڑا۔  
کاظم کی کال۔۔۔؟؟؟ آفتاب نے کاظم کا نمبر دیکھتے ہوئے ایک نظر کنول پے ڈالی۔ جسے یہی بتایا گیا تھا۔ کہ  
کاظم کو مل کو لے کے لاہور ہاسپٹل گیا ہوا ہے۔ اس کی کاظم سے بات ہو چکی تھی۔ کنول کاظم کے کانٹیکٹ  
میں تھی۔ آفتاب یہ بات نہیں جانتا تھا۔

یس۔۔۔؟؟ آفتاب نے موبائی ل کان کے ساتھ لگایا۔

سرکار۔۔۔؟؟ زرا ویڈیو کال پے تو آئی یں۔۔۔! کاظم کی چمکتی آواز کانوں سے ٹکرائی۔ اس کی آواز کا  
جوش و خروش آفتاب کو بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔ کوئل کا آپریشن کامیاب رہا تھا۔  
آفتاب نے مسکراتے ہوئے کال کو ویڈیو کال پے ڈالا۔

دوسری طرف حیرت میں ڈوبی کوئل دکھائی دی۔

تو آفتاب نے کنول کو اپنے حصار میں لیا اور موبائی ل کے کیمرے کے سامنے کیا۔

دونوں بہنیں ایک دوسرے کو دیکھ کچھ دیر تو بول ہی نہ پائی یں۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول۔۔۔؟؟؟ کمل کے منہ بے اختیار ادا ہوا۔ تو دوسری طرف کنول بھی رو دی۔۔۔! اس نے

موبائل کی سکرین پر ہاتھ لگایا۔ جیسے کوئل کو چھو رہی ہو۔۔

تم۔۔۔ ٹھیک ہونا۔۔۔؟؟؟ کنول نے بہت محبت سے پوچھا۔

بالکل۔۔۔! اور۔۔۔ میں دیکھ بھی سکتی ہوں۔۔۔ کوئل نے خوش ہوتے کہا۔ جبکہ ساتھ بیٹھے کاظم کے سینے پر سر رکھا۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

READERS CHOICE

اسلام علیکم!

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

[/https://ezreaderschoice.com](https://ezreaderschoice.com) آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

[readerschoicemag@gmail.com](mailto:readerschoicemag@gmail.com)

Facebook groups : **Readers Choice,**



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کوئل نے دل ہی دل میں ان کی نظر اتاری۔ وہ اللہ کی شکر گزار تھی۔ کہ کوئل راہ راست پے آگئی تھی۔ اور اسے بہت اچھا جیون سا تھی ملا تھا۔ جس نے اسے ہر طرح سے سنبھالا تھا۔

دونوں بہنیں کافی وقت ایک دوسرے سے دکھ سکھ کرتی رہیں۔ ارد گرد کا سارا ہوش بھلا کے۔ آفتاب کو اب کوفت ہونے لگی۔ تو اس نے کوئل کے گال کے ساتھ اپنا گال جوڑا۔ تو وہ سٹیٹاگئی۔ کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟؟ خان۔۔۔ کوئل ابھی لائیو ہے۔۔۔! دھیمے سے اسے میٹھی آنکھوں سے گھورتے کہا۔ تو کوئل نے ہی جھنپتے اللہ حافظ کہتے کال کاٹ دی وہ جانتی تھی۔ دونوں کی دیوانگی۔۔۔! وہ ایسے تو نہ ملے تھے۔ دونوں نے ہی بہت قربانیاں دی تھیں۔ اب ان کے بچے دیوار بننا اچھا نہیں لگا۔ اور وہ تو اپنی زندگی کا محور ہی کاظم کو مانتی تھی۔

کال بند کرتے وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی جو بہت ہی فرصت سے اسے نہارے جا رہا تھا۔ کوئل کے چہرے کی مسکان اسے بہت بھلی لگ رہی تھی۔ اب تک وہ جب بھی ہنستی مسکراتی وہ کھوکھلی محسوس ہوتی تھی۔ لیکن آج اس کا اندر کا من بھی خوش تھا۔ اور وہ خود بھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کال بند کرتے ہی آفتاب اسے لیے ایک اوپن ایریا میں آیا۔ جہاں ایک ٹیبل پے کھانے پینے کا سامان رکھا ہوا تھا۔

ان کو دیکھ کنول کی بھوک تازی ہو گئی۔ باتوں کے دوران دونوں نے مل کے کھانا خوب انجوائے کیا پھر آفتاب اس کا ہاتھ تھامے مزید آگے نکل گیا۔

وہ آفتاب شیر خان کی سنگت کو آج دل سے محسوس کر رہی تھی۔ دل سے ہواؤں میں اڑتا محسوس ہو رہا تھا۔

خوش ہو۔۔؟؟ آفتاب نے پیار سے پوچھا۔

بہت۔۔۔۔۔ زیادہ۔۔۔! کنول نے اس کا ہاتھ تھاما۔

جانتی ہو کنول۔۔۔ تین سال۔۔۔ تین سال تم سے دور رہا ہوں۔۔ کیسے۔۔۔؟؟ خود پے بندھ باندھے

۔۔؟؟ جانتی ہو۔۔؟؟ آفتاب نے اسے اپنے قریب کیا۔

ہممم۔۔۔ آپ کو بہت تکلیف دی ہے ناں۔۔؟؟ بہت بری ہوں ناں۔۔ میں۔۔۔؟؟؟

کنول نے نم لہجے میں کہا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

نہیں۔۔! بہت دلربہ سی ہو تم۔۔! آفتاب نے اسے گلے سے لگایا۔

ایک بات تو بتائی۔۔؟؟ آپ تین سال بالکل ہی دور ہو گئے۔۔؟؟ میں نے جو کیا۔۔ غصہ میں کیا۔۔ آپ نے تو۔۔ مجھے ڈھونڈنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔؟؟ واپس لانا تو بہت دور کی بات۔۔؟؟ آخر اتنے دنوں کا شکوہ زباں پے آ ہی گیا۔

آفتاب نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔

ایک دن بھی تم سے اور اپنی پنچی سے لا پرواہ نہیں ہوا میں۔۔! جانتا تھا۔۔ تم کہاں ہو۔۔! میرے پاس نہیں تھی۔ لیکن۔۔ محفوظ تھی۔۔ تمہیں محفوظ کیا۔۔ میرے لیے یہی بہت تھا۔ ہاں۔۔ واپس نہیں بلایا۔۔ کیونکہ۔۔؟؟ میں چاہتا تھا۔ اس بار تم خود لوٹو۔۔! تم خود گئی تھی۔۔ اس لیے۔۔! مطلب۔۔؟؟ آپ کو پتہ تھا۔۔ ہم کہاں ہیں۔؟ کنول کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئی ہیں۔ مسز فاروقی۔۔ مجھے ہر پل کی رپورٹ دے رہی تھیں۔

آفتاب نے ایک اور راز کھولا۔

یعنی۔۔؟؟ انہیں۔۔ آپ نے بھیجا۔۔؟؟ کنول پوی کیپوری اس کی جانب مڑ گئی تھی۔

پھر تو۔۔ آپ۔۔؟؟ ملکہ سے بھی ملتے رہے ہو گے۔۔؟؟

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول نے شاکی انداز میں پوچھا۔ تو وہ سر جھکائے مسکرا گیا تھا۔

آپ بھی ناں۔۔؟؟ کنول نے اس کے سینے پر مکامارا۔ تو اس نے اس کی کلائی کو تھاما۔ اس کی خفگی بھری آنکھوں پر اپنے لبوں کو نرم لمس رکھا تو اس کی پلکیں لرزی تھیں۔

بہت کوشش کی۔۔ نہ ملو۔۔ لیکن۔۔ نہیں رہ سکا۔۔ وہ تھی بھی اتنی پیاری۔۔! نہیں روک پایا۔

اور میرا مونہ۔۔؟؟ مجھے کتنا یاد آیا۔۔؟؟ آپ کو پتہ ہے۔۔؟؟ کنول کی آنکھیں بھیگیں۔

ہمم۔۔ جانتا ہوں۔۔! لیکن۔۔ تم نے خود یہ فیصلہ لیا تھا۔۔ میں نے نہیں۔۔

آفتاب نے سنجیدگی سے کہا۔ تو وہ رخ پھیرے آنسو صاف کرنے لگی۔

ادھر دیکھو میری طرف۔۔! اب رونا بند کرو۔۔! آفتاب نے اسے اپنے سینے میں بھینچا۔

چاروں طرف ہریالی ہی ہریالی تھی۔ یہ آفتاب شیر خان کی وراثت کی زمین تھی۔ ان کے علاوہ وہاں کوئی بھی نہ تھا۔

گارڈز کو بھی وہ زمین کی باہری حدود تک چھوڑ آیا تھا۔

آپ۔۔ ناں۔۔ بہت۔۔ برے ہیں۔۔! کنول اس کے ساتھ لگی بس اتنا ہی کہہ پائی۔

سوچ لو۔۔؟ ابھی کچھ کیا نہیں۔۔؟ اور برا بھی۔۔؟ آفتاب نے خفگی بھرے انداز میں کہا تو وہ مسکرا دی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

گھر چلیں۔۔؟؟ بچے انتظار کر رہے ہوں گے۔۔؟؟ کافی وقت ہو گیا ہے۔۔

کنول نے موسم کا ٹھنڈا پن محسوس کرتے آفتاب سے کہا۔

شام کے سائے اب گہرے ہو رہے تھے۔

ہممم۔۔ چلو۔۔! آفتاب نے کال کرتے ڈرائی یور کو لوکیشن سینڈ کی۔

کچھ ہی فیر میں ڈرائی یور گاڑی مت وہاں موجود تھا۔ گاڑی آفتاب کے حوالے کرتا وہ جا چکا تھا۔

آفتاب نے اک بار پھر کنول کا ہاتھ تھاما۔ اور گاڑی کی جانب بڑھا۔ نجانے کیوں۔ اسے عجیب سے احساس

نے گھیرا ہوا تھا۔ اسے بس یہی لگ رہا تھا۔ کہ کہیں۔۔؟؟ کنول اس سے چھن نہ جائے۔۔ اسے ایک عجیب

سے ڈرنے گھیرا ہوا تھا۔

گاڑی اپنی منزل کی جانب گامزن تھی۔ جب کہ ٹک ٹک کیا آواز ابی بھی ویسے ہی چل رہی تھی۔ جس کا اب

کچھ وقت ہی رہ گیا تھا۔



آج شہیر سب سے اللہ حافظ کہتا کراچی کے لیے روانہ ہو رہا تھا۔ وہ سب سے ہنس کے بات کرتا ہر کی بات کا

خوشی سے جواب دیتا لیکن انابیہ کو مسلسل اگنور کیے ہوئے تھے۔ انابیہ نے کچھ کہنا بھی چاہا تو اسکی سنی ہی

نہ۔۔۔! وہ اس سے فی الحال کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اسے بس ایک بات کا دکھ تھا۔ کہ کو کینیت بھی وہ جانتی تھی۔ اس کی باتوں میں وہ کیسے آگئی پھر۔۔؟  
اپنے شوہر پے اس کے کہنے پے شک کرتی وہ وہاں پہنچی ہی کیوں۔۔؟ باہر والا اگر کوئی بھی کچھ آکے کہے تو  
وہ کیا اسی طرح یقین کر لے گی۔۔؟ اگر کو کو نے اسے بلایا تھا۔۔؟ تو وہ کیوں گئی۔۔؟ مطلب شک اس  
کے دل میں بھی تھا۔۔؟

اور اگر۔۔ کو کو نے اسے ٹریپ کر کے کچھ غلط کر دیا ہوتا اس کے ساتھ۔۔؟ راتو۔۔؟ اتنی بڑی بے وقوف  
تھی وہ کہ یہ بھی نہ سوچا۔۔؟ اس سوچ کے آتے ہی اس کا دماغ پھر غصہ سے بھر جاتا۔ ان کچھ دنوں میں  
اس نے انابیہ سے فاصلہ کھا۔ جمیلہ خاتون نے انابیہ کو صبر سے کام لینے کو کہا۔  
اچھا۔۔ اب رونا تو بند کرو۔۔! جمیلہ خاتون نے اسے چپ کر دیا جو ان کے گلے لگی تھی۔ شہیر اور شامی نے  
ان اک سار اسامان گاڑی میں رکھا تھا۔ شامی انہیں ائی پر پورٹ چھوڑنے جا رہا تھا۔  
عابی بھی ادا اس ہو رہی تھی۔ اور منہا بھی۔

ڈونٹ کرائی۔۔! معاویہ۔۔! ہم پھر جلد ہی۔۔ ملیں گے۔۔

منہا نے معاویہ کے آنسو صاف کیے۔

سبھی ان کے پیار کو دیکھتے نم آنکھوں سے مسکرا رہے تھے۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

علیٰ ذہ فضا کی گود سے اتر ہی نہیں رہی تھی۔

فضا انابیہ کے پاس آئی۔

دیکھ لو۔۔ بہن۔۔! تم کہتی۔۔ پنکی مجھے دے دو۔۔؟؟ جب کہ تمہارا معاویہ تو۔۔ کچھ اور ہی پلان کر رہا ہے۔۔؟؟

فضا نے شرارت سے کہا۔

تو انابیہ نم آنکھوں سے مسکائی تھی۔ اور کتنے دنوں بعد اس کے چہرے پر دھیمی سمائی مل دیکھنے کو ملی تھی۔

شہیر نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔

وہ سب سے ملتے اب گاڑی میں بیٹھے تھے ان کی آج روانگی تھی کراچی کی جانب آفتاب کی طرف۔۔۔ ان سب نے جانا تھا۔ خان منشن۔۔!

راستے بھر شامی اور شہیر ہی بات کرتے رہے۔ انابیہ بالکل چپ ہی ہو گئی تھی۔

ای پروپرٹ کی حدود میں گاڑی انٹر ہوئی تو انابیہ کو لگا اپنا دل پیچھے ماں کے گھر ہی چھوڑ آئی ہو۔ اس نے سختی سے آنکھیں میچیں۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

شامی نے آنکھوں کے اشارے سے شہیر کو اس کی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ شہیر سب جانتا تھا۔ ایک پل کو بھی اس سے بے خبر نہ ہوا تھا۔

اچھا۔۔؟؟ جی۔۔! اپنا بہت خیال رکھیے گا۔۔ انٹو نسمٹ شروع ہو چکی تھی۔ انابہ کال بھی بہت سخت دھڑک رہا تھا۔

شامی نے اسے گلے سے لگایا۔

اب۔۔ بس کر دو۔۔ پورا لا ہو پانی میں ڈبو کے جانا ہے کیا۔۔؟؟ شامی نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ اور شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

بھائی چھوٹے ہوں یا بڑے۔۔ بھائی ہمیشہ بڑے کا ہی درجہ رہتے ہیں۔ شفقت بھرا۔۔ محفوظ سائی یاں۔۔!

عابی کا بہت خیال رکھنا۔۔! اسے ہمیشہ خوش رکھنا۔۔ اس کے بالوں کو ہمیشہ کی طرح خراب کرتے وہ اسے نصیحت کر رہی تھی۔

تم۔۔ بھی اپنا اور اپنے بچوں کا خیال رکھنا۔۔ باقی آپ کے شوہر محترم۔۔ تو۔۔ اپنا خیال خود ہی رکھ سکتے ہیں۔۔ شامی نے چھیڑا تو اس نے پیار بھری خفگی سے نوازا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ انہیں الوداع کہتے آگے بڑھ گئی تھیں۔ شامی کی آنکھیں بھی نم ہوئی ہیں تھیں۔ رخ پھیر کے ہ بھی اپنے آنسو چھپا گیا۔ لیکن بہن اور اس کی فیملی کو دور سے ہی اللہ حافظ کہتا مسکرایا تھا۔



کیا بنا۔۔؟؟ اسد چیمہ انتہائی سرد لہجے میں بولا تھا۔

سر۔۔! وہ زمین ہمیں نہیں ملے گی۔۔ آفتاب شیر خان نے اتنا پکا کام کیا ہے۔ ہمارے آدمی وہاں کھڑے بھی نہیں ہو پارے۔۔!

جمیل نے سر جھکائے مودب انداز میں کہا۔

اسد چیمہ نے سب کچھ ٹیبل سے ہاتھ مار کے نیچے گرا دیا۔

نہیں چھوڑوں گا۔ اسے۔۔! پہلے میرا پروجیکٹ حاصل کیا۔ پھر یہ زمین۔۔ اس نے مجھے کنگال کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔۔؟؟ اس سے پہلے ہی اسے۔۔ اسد نیا سے ہی ختم کر دوں گا میں۔

وہ ہمکلائی میں ہی چلایا تھا۔ اس کا دماغ بری طرح جھٹپٹ رہا تھا۔

بہت کاری ضرب لگائی ہے اس نے مجھ پر۔۔ اب اس کے دل پر کاری ضرب میں لگاؤں گا۔

اسد چیمہ سکریٹ سلگاتے خود بھی سلگ رہا تھا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آنٹی! ماما۔ اور بابا ابھی تک کیوں نہیں آئے۔؟ ہم کب سے ویٹ کر رہے ہیں۔؟  
ملکہ نے منہ بنا کے کہا۔ اب تو کافی وقت گزر گیا تھا۔ اور رات کے سائے بھی گہرے ہونے لگے تھے۔  
بیٹا آجائیں گے۔۔ بس۔۔ کچھ دیر تک۔۔ ابھی فون آیا تھا۔ آپ کی ماما۔۔ وہ راستے میں ہیں۔  
ناجیہ بی بی نے انہیں ٹالنے کے لیے جھوٹ بولا تھا۔  
لیکن مونس ناجیہ کا موبائل اٹھاتا آفتاب کے نمبر پر کال ملا گیا تھا۔  
آفتاب نے دوسری بیل پر ہی کال رسیو کر لی۔  
کیا ہوا۔۔؟؟ سب ٹھیک ہے۔۔؟ فکر مندی سے پوچھا۔  
بابا۔۔؟؟ آپ کہاں ہیں۔؟ پلیز۔۔ جلدی آجائیں ناں۔۔  
....we are missing u  
مونس کی پیار آواز کانوں سے ٹکرائی تو آفتاب مسکرایا۔  
بس راتے میں ہیں۔ میری جان۔۔! پہنچنے والے ہیں۔ آفتاب نے کہتے ہوئے گاڑی کا موڑ کاٹا۔  
موبائل کنول نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور مونس سے بات کرنے لگی۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ملکہ بھی اپنی شروع ہو چکی تھی۔ کہ ایک دم سے گاڑی کا بیلنس بگڑا تھا۔ آفتاب کو کچھ سمجھ نہ آیا تھا۔ کنول کے ہاتھ سے موبائل گاڑی میں ہی گر گیا۔ وہ بمشکل گاڑی کو پکڑے خود کو سنبھالے ہوئے تھی۔ شاید کوئی ٹائی رینچر ہوا ہے۔۔! گاڑی جوان بیلنس ہو رہی تھی۔ آفتاب کی آواز کنول کے کانوں سے ٹکرائی۔

گاڑی کو آفتاب نے کچھ راستے پے ڈالا۔  
وہ ہائی وے پے کوئی ایکسیڈینٹ انورڈ نہیں کر سکتا تھا۔  
وہیں ٹک کی آواز۔۔ اپنے آخری مرحلے میں پہنچ چکی تھی۔  
تبھی ایک بلاسٹ ہوا تھا۔ بہت بڑا بم بلاسٹ۔  
گاڑی ایک دھمکے سے اڑی تھی۔ ارد گرد گاڑی کے چھترے بکھرے تھے۔  
دھوئی یں نے رات کے اندھیرے کو اپنے اندر چھپا لیا تھا۔  
وہیں دوسری طرف۔۔ ان دونوں بچوں نے ماں اور باپ کی آخری چیخ سنی تھی۔ اور ایک دھماکے کی آواز۔  
دونوں بچے شاکڈ تھے۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جہاز اڑان بھر چکا تھا۔ بچے بھی اداس تھے۔ انابیہ تو تھی ہی اداس۔ آنکھیں موند کے سر سیٹ کے ساتھ لگایا۔

شہیر نے اس سے اب بھی کوئی بات نہ کی۔ جب کہ اب انابیہ نے بھی خاموشی اختیار کر لی تھی۔ ائی رہو سٹس نے ان سے کھانے وغیرہ کا پوچھا۔ بچوں کو شہیر نے کھانا وغیرہ کا کر دیا۔ جب کہ انابیہ نے کچھ بھی کھانے سے انکار کر دیا۔

شہیر نے بھی کوئی زور زبردستی نہ کی۔

ایک جان لیوا خاموشی کا راج تھا۔ دونوں کے بیچ۔

جو نجانے کب تک قائم رہتی۔۔۔؟؟



کھانے کے بعد وہ دونوں کافی پیتے ٹی وی دیکھ رہے تھے۔ کہ اچانک کاظم کی نظر کوئل کے گالوں پر جا ٹھہری۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟ آنسو کیوں۔۔۔؟؟ کاظم نے کوئل کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو اسے خود سے قریب کیا۔

کوئل نے اپنے گال سے آنسو اپنی انگلی کی پور سے اٹھائے۔ اور حیرت زدہ ہوئی۔

میں۔۔۔ میں کیوں رو رہی ہوں۔۔۔؟؟ وہ خود بھی حیران ہوئی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کاظم نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا۔ اور روم کی طرف رخ کیا۔

کوئل نے اپنی بانہیں اس کے گلے میں ڈالیں۔

اب تم مجھے روتی نظر نہ آؤ۔۔۔! میری آنکھوں پر یہ ظلم نہیں کرنا اب۔۔۔! کاظم نے اسکی آنکھوں پر

بسہ دیتے جذب کے عالم میں کہا۔ ساتھ میں کوئل کا دل بھی دھڑکا گیا۔

میں فریش ہو کے آتا ہوں۔۔۔ سونا۔۔۔ نہیں۔۔۔! وہ اس کے کان کے قریب گھمبیر آواز میں سرگوشی کرتا

اٹھاتھا۔ کوئل دھیرے سے مسکرا کے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا گئی۔

وہ آج اپنی قسمت پر نازاں تھی۔ اسے کاظم جیسا ہمسفر مل اٹھا۔ جس نے ہر موڑ پر اس کا ساتھ دیا تھا۔

کہیں ایک بار کوئل کو لگا شاید وہ اس سے تنگ آجائے۔۔۔ لیکن ہر بار۔۔۔ کاظم کی محبت نے اسے غلط ثابت

کیا تھا۔

کاظم فریش ہوتا باہر آیا تو کوئل کو آنکھیں موندے پایا۔ تو دھیرے سے مسکراتا اس کے پاس آیا۔ پ

طبعیت ٹھیک ہے نا۔۔۔؟؟ کاظم کو اس کی فک ہوئی۔ اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے پوچھا اس کا بخار چیک

کر رہا تھا۔ کوئل نے جھٹ سے آنکھیں کھول دیں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جی۔۔۔ ٹھیک ہوں۔۔! کوئل کا دل نجانے کیوں دھڑک رہا تھا۔۔؟ وہی کاظم تھا وہی وہ تھی۔ تو جذبات کیوں دھک رہے تھے۔۔۔؟؟

سو جاؤ۔۔ نیند آرہی ہے تو۔۔۔؟؟ کاظم نے پیار سے کہا۔

تو کوئل مسکرا دی۔ کاظم لائیٹ آف کرتا اسی کے پاس ایک طرف لیٹتے پیار سے بولا۔

کوئل نے اس کے قریب ہوتے اس کی بازو واکی۔ اور اس کے سینے پے سر رکھا۔

آئی لو یو۔۔ کاظم۔۔! دھیرے سے اس کے کان میں کہتی وہ اس کا گال چھوگئی۔ کاظم نے آنکھیں بند کرتے ان لفظوں کو اپنے اندر اتارا۔

لڑکی باز آ جاؤ۔۔ مت ہوا دو۔۔ میرے جذبوں کو۔۔ ورنہ خود ہی بری طرح پچھتاؤ گی۔۔! کاظم نے گھمبیر لہجے میں کہتے کوئل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی دوڑا گیا۔ لیکن وہ کاظم کو دور نہیں کر سکتی تھی۔ وہ خود بھی اس میں سمٹنا چاہتی تھی۔ اور اسے بھی سمٹنا چاہتی تھی۔ میں۔۔ پچھتنا چاہتی ہوں۔۔ دھیرے سے اس کے کان کے قریب ہوتے کہتی وہ کاظم کے جذبات کو جگا گئی۔

اسے کس کے اپنے ساتھ لگایا۔ اور اس کے ماتھے پے بسہ دیتا وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرے اس کی طرف کروٹ لیے آنکھیں موند گیا۔ کوئل نے اس کے چہرے کے خدو حال پے ہاتھ پھیرا۔ وہ اس سے اپنا حق

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وصول کر سکتا تھا۔ بہت آسانی سے۔۔۔ پھر کیوں وہ قریب نہیں آ رہا تھا۔۔۔؟؟ کوئل کا دل دکھاتا تھا۔ کیا۔۔۔؟؟ کاظم واقعی۔۔۔؟؟ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔۔؟ یا۔۔۔ صرف۔۔۔ ہمدردی۔۔۔؟؟ ایک بار پھر سے منفی سوچوں نے پھنک پھیلانے۔

دل و جان سے چاہتا ہے یہ پاگل تمہیں۔۔۔! اور اپنی شدتوں سے تمہیں احساس بھی دلائے گا۔ کتنا ٹرپایا ہے تم نے مجھے۔۔۔! لیکن۔۔۔ ابھی تمہارے اندر اتنی طاقت نہیں۔۔۔ کہ میری شدتوں کو سہہ سکوں۔۔۔ اس لیے چاپ چاپ سوتی نظر آؤ۔۔۔! کاظم اس کے دماغ میں چلنے والے سوال کا تفصیلی جواب دیتا اس کا دل بری طرح دھڑکا گیا۔ وہ سرینچے کرتی اس کے سینے میں مزید سمٹی تھی۔ ایک دلفریب مسکان نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔ وہ اپنی قسمت پے بہت نازاں تھی۔ اور آسودگی سے آنکھیں مومد لیں۔



بہا۔۔۔؟؟ ممہا۔۔۔؟؟ موننس کی آواز دھیمی ہوئی بہت دھیمی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے بلاسٹ کی آواز سنی تھی۔ ملکہ بھی بھائی کے پاس کھڑی تھی۔ اسے بھی کچھ سمجھ نہ آیا۔ کہ ماں ان سے بات کر رہی تھی۔ تو اچانک سے بلاسٹ ہوا۔ اور خاموشی چھا گئی۔۔۔؟

بہا۔۔۔؟؟ ممہا۔۔۔؟؟ وہ چلا یا تھا۔ ناجیہ بیگم بھاگے ہوئے آئی یں تھیں۔ کیا ہوا موننس بیٹا۔۔۔؟ ان کا دل گھبرا یا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بابا۔۔۔؟؟؟۔۔۔؟؟؟ وہمزید کچھ بول ہی نہیں پارہا تھا۔ بس روئے جارہا تھا۔

ناجیہ نے فون اپنے کان کے ساتھ لگایا۔ لیکن دوسری طرف سے آواز نہیں آرہی تھی۔ کال کٹ گئی تھی۔ بیٹا۔۔۔ کال کٹ گئی ہے۔۔۔ وہ راستے میں ہوں گے۔۔۔ بس آنے والے ہوں گے۔۔۔ ناجیہ نے ان کی تسلی کروائی تھی۔ نہیں۔۔۔؟؟؟ وہاں آواز۔۔۔ آئی۔۔۔ زور کی آواز۔۔۔! مونس روتے ہوئے بول رہا تھا۔ ناجیہ کا دل بھی بیٹھا تھا۔ بیٹا۔۔۔ ایسا کچھ نہیں۔۔۔ سگنل کامسئی لہ ہوگا۔

کیا ہوا۔۔۔؟؟؟ مونس۔۔۔؟ کیوں رہے ہیں میری جان۔۔۔؟ تبسم بیگم جو آ صبح کی واپس لوٹی تھی۔ شور کیا آواز سن کے ڈرائی ینگ روم میں آگئی ہیں۔

مونس ان کے سینے سے جا لگا۔

دادو۔۔۔! ماما۔۔۔ بابا۔۔۔ بچالیں انہیں۔۔۔ وہ روتے روتے بولا تھا۔ بہت تڑپ تھی اس کے لہجے میں۔ تبسم بیگم کا دل بہت زوروں سے دھڑکا۔

فوراً ناجیہ بی بی کو آفتاب کو کال ملانے کا کہا۔ نمبر بند آرہا ہے۔۔۔!

آپ۔۔۔ کنول کو کال ملائی ہیں۔ اگلی بات بولی۔

ایک بار۔۔۔ دو بار۔۔۔ تین بار۔۔۔ کال ہی نہیں جارہی۔۔۔؟؟

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ناجیہ بھی پریشان ہوگئی۔

آپ۔۔۔ غفار کو ملائی یں کال۔۔۔! کچھ سوچتے ہوئے تبسم بیگم نے ناجیہ بی بی سے کہا۔ ان کا دل بہت سخت گھبرا رہا تھا آج صبح سے۔۔۔ جیسے کچھ بہت برا ہونے والا ہو۔۔۔ اسی لیے وہ واپس لوٹ آئی یں تھیں۔ جی۔۔۔؟ غفار کی آواز آئی تو تبسم بیگم نے فون خود لے لیا۔

غفار۔۔۔؟؟ خان اور کنول کہاں ہیں۔۔۔؟ چھوٹے ہی پہلا سوال پوچھا۔

دوسری طرف غفار جو اس جگہ پہنچ چکا تھا۔ جہاں آفتاب کی گاڑی کا بم بلاسٹ ہوا تھا۔ اپنے لب بھینچ گیا۔ اسے ہر طرف دھواں ہی دکھائی دے رہا تھا۔ کچھ بھی تو سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اسے۔۔۔! سیکیورٹی گارڈز غائب تھے۔ وہ ایک اکیلی گاڑی تھی۔ جو بلاسٹ کی نظر ہوئی۔

آفتاب کی غیر حاضری میں غفار کی ذمہ داری خان منشن ہوتی۔۔۔ اور وہ وہیں تھا۔ آفتاب اپنی سیکیورٹی میں کنول کے ساتھ تھا۔ اس تک جب یہ خبر پہنچی۔۔۔ کہ خان کی گاڑی میں بم ہے۔۔۔ وہ بہت زیادہ گھبرا یا۔ اس نے آفتاب کو بہت زیادہ کالز کیں۔ لیکن اس کا نمبر بڑی آرہا تھا۔ وہ خود اس کی لوکیشن تک پہنچنا چاہا۔ لیکن۔۔۔ بہت دکر ہوگئی تھی۔۔۔ بلاسٹ ہو چکا تھا۔ اور سب کچھ بکھر گیا تھا۔ کچھ بھی نہیں بچا تھا۔؟؟ وہ وہیں بیٹھے رونے لگا۔ اسی وقت خان منشن سے کال بھی آگئی۔ اور پہلا سوال۔۔۔ خان کے متعلق ہی

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ مہتا چوہان

تھا۔ وہ کیا جواب دیتا۔؟ جب کہ وہ اور اس کے آدمی۔۔ دھواں آگ۔۔ اور سب کچھ جلتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ لیکن ایک مغموم سی امید اب بھی باقی تھی۔۔ شاید۔۔۔ وہ زندہ ہوں۔۔؟  
آپ۔۔ جواب کیوں نہیں دے رہے۔۔؟ کہاں ہیں خان۔۔؟ تبسم بیگم اونچی آواز میں بولیں تھیں۔ اور یہ زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا تھا۔ ورنہ آج تک کبھی کی نے انہیں اونچا بولتے نہیں سنا تھا۔  
دعا۔۔۔ دعا۔۔ کریں۔۔۔؟ خان بی بی۔۔! اس کی دکھ بھری آواز سنائی دی۔ تبسم بیگم کا دل کسی انہونی سے لرزا اٹھا۔

کیا ہوا۔۔؟ خان کو۔۔؟ اپنی آواز کھائی سے آتی سنائی دی۔  
ہم۔۔۔ بلاسٹ۔۔! گاڑی میں۔۔! بالآخر غفار نے بتا ہی دیا۔ دوسری طرف تبسم بیگم کے ہاتھ سے فون نیچے گر گیا۔

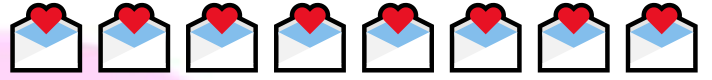
یا اللہ۔۔۔؟؟؟ وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

ایسا؟ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟ ان کی آنکھیں بھگیکتی چلی گئی۔

مما۔۔۔؟؟ میرے بابا۔۔۔؟ مونس بلک بلک کے روتے ہوئے بولا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کچھ نہیں ہوگا۔۔ میری جان۔۔ نہ آپ کی ماما کو۔۔ نہ آپ کے بابا۔۔ کو۔۔ تبسم بیگم نے انہیں گلے سے لگایا۔ اودل سے دعا مانگ رہی تھیں۔ کہ ان کے بچے صحیح سلامت ہوں۔۔



پولیس گاڑیاں وہاں پہنچ چکی تھیں۔ ریسکیو ٹیمز بھی آچکی تھیں۔ سب آگ بجھا رہے تھے۔ گاڑی بلاسٹ ہونے پر سارا ایریا سیل کر دیا تھا۔ کسی کو بھی وہاں آنے کی اجازت نہیں دے جا رہی تھی۔ غفار آنکھوں میں آنسو لیے وہیں تھا۔

اسے لگا آفتاب شیر خان ابھی اس کے سامنے آئے گا۔ اور اسے پکارے گا۔ لیکن۔۔ جتنی باتیں کہی جا رہی تھیں۔ اس میں۔۔ یہی کہا جا رہا تھا۔ کہ۔۔ گاڑی میں موجود افراد کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔۔؟؟ نجانے۔۔؟؟ کیا ہوگا۔۔؟؟ سر۔۔۔ سر۔۔۔؟؟ ایک آدمی بھاگتا ہوا آیا۔ کیا ہوا۔۔؟؟

اس طرف آئی۔۔ جلدی سے۔۔! وہ غفار کے پاس آیا تھا۔ غفار اس کی بات سنتا اس طرف بھاگتا تھا۔ جہاں پہنچتے بھی وہ اندر ہی اندر ڈر رہا تھا۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ایریپورٹ سے وہ نکلے تو رات کافی ہوگئی تھی۔ ان سب کا رخ اب خان منشن کی طرف تھا۔ وہ خان منشن جہاں خانم کا کبھی راج ہوا کرتا تھا۔ خانم گزرے وقت کو یاد کرتیں۔ آنکھیں نم کرگئییں تھیں۔ کیا کیا کچھ نہیں یاد آیا انہیں ماضی کے حوالے سے۔۔۔! بڑی ماما۔۔! ہم اب یہیں رہیں گے ہمیشہ کے لیے۔۔؟؟

معاویہ نے خانم کے گلے لگے پوچھا۔ عزیزہ تو پہلے ہی ان کے سنے سے لگی۔ گود میں چڑھ کے بیٹھی تھی۔ نہیں بیٹا۔۔ ہمیشہ کے لیے تو۔۔ نہیں۔۔ جارہے۔۔ لیکن۔۔ کچھ دن رہیں گے یہاں۔۔ آپ کے بڑے بابا ہیں یہاں۔۔ خانم نے آفتاب خان کا سوچتے ہوئے یاسیت سے کہا۔ اس کے معصوم بچپن میں بھی اس کے ساتھ کافی برا سلوک کر چکی تھیں۔ اور پھر وہیں دوسری طرف کنول۔۔! نجانے وہ کیا کرے گی۔۔؟؟ جب اسے ان کے آنے کا علم ہوگا۔ اپنی ماں کے گناہ گاروں کو وہ معاف تو کر دے۔۔ لیکن بھلا نہیں پائی ہوگی۔

پلیز۔۔۔ شہیر۔۔! گاڑی روکیں۔۔ اچانک سے گھبرائی ہوئی آواز پے شہیر نے فرنٹ سیٹ پے بیٹھی انابہ کو دیکھا۔ جو کافی دیر سے سیٹ کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔ اچانک سے وہ سینے پے ہاتھ ملتی اٹھی تھی۔ شہیر نے فٹ سے گاڑی روکی۔ اور اسکی جانب مڑا۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیا ہوا۔؟؟ ٹھیک ہو۔؟؟ پر شان کن آواز آئی۔ میرا دل۔۔۔ میرا دل۔۔۔ گہرا رہا ہے۔۔۔! اس نے سینے پے ہاتھ رکھے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ شہیر گاڑی کا دروازہ کھولے خود باہر نکلا۔ اور دوسری طرف سے دروازہ کھولے انا بیہ کو باہر نکالا۔ اور اس کا رخ پنی جانب موڑا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

انا۔۔۔ لمبے سانس لو۔۔۔! شہیر نے بہت نرمی سے اسے کہا۔ وہ کھلی ہوا میں گہرے اور لمبے سانس لینے لگی۔ لیکن اسے پھر بھی گھٹن کا احساس ہو رہا تھا۔ نم آنکھوں سے اس کی جانب دیکھا۔

بڑی ماما۔؟؟ ماما کو کیا ہوا۔؟؟ معاویہ کی پر شان کن آواز ابھری۔ کچھ نہیں بیٹا۔ ابھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ خانم خود فکر مند ہوئی ہیں تھیں۔ لیکن بچوں کو تسلی کروائی۔

شہیر اسے لیے تھوڑا آگے نکل گیا۔ رات کا اندھیرا کافی پھیل چکا تھا۔ اس نے کچھ خاص کھایا پیا بھی نہیں تھا۔ اور ادا س بی تھی۔ شہیر جانتا تھا۔ وہ ٹیشن لے رہی ہے۔ اس لیے اس کا بی پی شوٹ کر گیا ہو گا۔

چاکلیٹ۔۔۔؟؟ شہیر نے پاکٹ سے نکال کے اس کی جانب ایک چاکلیٹ بڑھائی۔ تو وہ اسی کا ہاتھ تھامے اس کی جانب دیکھ گئی۔ اسے یہی تو چاہت چاہیے تھی۔ شہیر کی زرا اسی بے اعتنا ہی سے اس کی جان آدھی ہو چکی تھی۔ شہیر کے ہاتھ سے چاکلیٹ لی۔ لیکن اسے کھول کے کھایا نہیں۔ بس یو نہی سڑک پے

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

دیکھے جارہی تھی۔ جو بالکل ہی سنسان تھی۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کوئی گاڑی وہاں آ کے گزرتی۔۔۔ تو ایک شور سا

اب کیسی ہے طبعیت۔۔۔؟؟ کیسا محسوس کر رہی ہو۔۔۔؟؟ شہیر نے اسے خاموش پایا تو خود ہی پوچھ بیٹھا۔  
ٹھیک ہوں۔۔۔ گہرا سانس بھرا۔ چاکلیٹ کھانے کو دی ہے۔۔۔ شہیر نے ٹوکا۔ انابیہ اس چاکلیٹ کو دیکھتی سوچ میں پڑ گئی۔ اسے سنبھال کے رکھنا چاہتی ہوں۔ کیا پتہ۔۔۔؟؟ دوبارہ۔۔۔ پھر کبھی۔۔۔؟  
انابیہ کی بات ادھوری رہ گئی۔ شہیر نے اسے کھینچ کے خود کے قریب کیا۔ کیوں سوچ رہی ہو۔۔۔؟؟  
ایسا۔۔۔؟؟ شہیر کی نرم آواز پے انابیہ نے دھڑکتے دل سے اسے دیکھا جو بے اختیار ہی اسے ہی دیکھے جارہا تھا۔ آپ۔۔۔ ناراض ہیں ناں۔۔۔؟؟ انابیہ نے آنکھیں پھیلانے پوچھا۔ محبت میں ناراض نہیں ہوتے۔۔۔!  
خفا ہو جاتے ہیں۔ اور میری وفا میری خفا پے بھاری ہے۔ اس کے الفاظ نے انابیہ کے دل پے پھوار بن کے برسے تھے۔ ایک مسکراہٹ تھی۔ جس نے اس کے چہرے پے احاطہ کیا۔

تو آپ نے مجھے معاف کر دیا۔۔۔؟؟ انابیہ نے خوش ہوتے پوچھا۔ معاف نہ کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں  
بچتی۔۔۔ مسز۔۔۔! کیونکہ۔۔۔ اس بندے کا آپ کے بنا کوئی گزارا ہی نہیں۔۔۔ شہیر نے کہتے اسے مزید

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

قریب کیا۔ وہ انابیہ کے چہرے پر مزید اداسی نہیں دیکھ سکتا۔ اس لیے اسے یہ تسلی دلواہی دی۔ تاکہ وہ مزید اپنے اوپر ظلم نہ کرے۔

ان شاء اللہ اب کبھیہ پاگل آپ کو کسی چشکایت کا موق نہیں دے گی۔۔۔ پکا وعدہ۔۔۔ دل سے۔ انابیہ نے ہنس کے کہا تھا۔ شہیر نے اسے گلے سے لگایا اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ مجھے یقین ہے اپنی جان پر۔۔۔ خود سے بھی زیادہ۔۔۔! دونوں ہی ایک دوسرے کے سنگ جب واپس لوٹے تو دونوں کے چہرے پر آسودگی تھی۔ ایک دوسرے کی محبت کے رنگ تھے۔ بچے ماں باپ کو ایک دوسرے کے سنگ خوش دیکھ خود بھی مسرور ہوئے تھے۔ خاننہ لہی فل میں ان کو دعادی تھی۔ ان کے چہرے پر ہمیشہ خوشی کی رمق کی۔۔۔ گاڑی واپس اپنی منزل کی جانب گامزن ہو چکی تھی۔ جہاں ایک بہت بڑی نیوز ان کا ویٹکر رہی تھی۔ جس کے سنتے ہی ان کے پیروں تلے سے زمین نکل جانی تھی۔ پیٹا۔۔۔؟؟ خان کو اطلاع کر دی تھی آنے کی۔۔۔؟؟ خانم نے اچانک سے پوچھا۔ نہیں۔۔۔۔۔! سرپرائز ہیں۔۔۔ ان کے لیے۔ شہیر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جب کہ انابیہ اب چاکلیٹ ریپر سے نکال کھانے لگی۔ ماما۔ مجھے بھی کھانی ہے۔۔۔ اٹس مائی فیورٹ۔۔۔! معاویہ بات پر انابیہ کا ہاتھ رکھا تھا۔ اور شہیر کی طرف دیکھا شہیر مسکرایا تھا۔ اور جیب سے مزید دو چاکلیٹس نکال کے انہیں دیں۔ دونوں بہن بھائی خوش ہو گئے۔ اب کھا بھی

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

لو۔۔! شہیرا سے یو نہی بیٹھا دیکھ لقمہ دے گیا۔ پہلے آپ۔۔۔! انابیہ نے چاکلیٹ اس کی جانب بڑھائی۔ تو وہ ایک بائی ٹ لے گیا۔ خالف توقع انابیہ حیران ہوئی۔ اسے چاکلیٹ پسند نہ تھیں۔ لیکن پھر بھی وہ اک بائی ٹ لے چکا تھا۔ انابیہ نے اسی طرف سے خود بھی بائی ٹ لیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو محبت بھری نظر سے دیکھا۔



ایک طرف انسانی چھترے پڑے دکھائی دے رہے تھے۔ جیسے کسی انسان کی بوٹی بوٹی ہوگئی ہو۔ غفار نے اپنے دل پے ہاتھ رکھا۔ کیا واقعی خان۔۔؟؟ انہوں نے آگے بڑھ کے یکھنا چاہا۔ لیکن پولیس نے انہیں روک دیا۔ اور وہاں سے دور کر دیا۔

یا میرے خدا۔۔ رحم کر۔۔۔ ہمارے خان کی حفاظت کر۔۔۔! غفار دل ہی دل میں دعائی یں کر رہا تھا۔ لیکن وہاں سے ابھی تک کچھ حاصل وصول نہیں ہوا تھا۔ پولیس اپنی سی کاروائی کر رہے تھے۔ لیکن غفار چپ کر کے نہیں بیٹھ سکتا تھا۔

دوسری طرف خان کے خاص لوگوں تک بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی۔ لیکن نہیں پتہ چل سکا تھا تو اب تک یہ نہیں پتہ چل سکا تھا کہ اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے۔۔؟ سفیہ کو تو وہ خود ہاسپٹل چھوڑ کے آیا تھا۔ اور اس کی حالت ایسی نہ تھی۔۔ کہ وہ کوئی پلان کرتی۔۔؟؟ یا بم بلاسٹ کر دیتی۔۔؟؟ یہ خبر غفار تک بھی بہت

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

لیٹ پہنچی۔ ورنہ وہ روک لیتا۔ شاید۔۔۔؟؟ وہ کچھ کر سکتا۔۔۔؟؟ اسے خود پے افسوس ہوا۔ اور وہاں سے نکلا۔ اپنی سرچ ٹیمز کو اس نے اس علاقہ میں پھیلا دیا۔ اگر آفتاب شیر خان۔۔ گاڑی سے نکلا ہوگا۔۔؟؟ تو ضرور کہیں نہ کہیں وہ زخمی حلت میں موجود ہوگا۔۔؟؟ اس کے لیے وہ کسی بھی طرح کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ سب قابل بھروسہ لوگوں کو ساتھ شامل کرتے وہ اس وقت فارم میں آچکا تھا۔



جیسے ہی ان کی گاڑی خان منشن میں داخل ہوئی گیٹ پے چوکیدار نے دروازہ کھولا تھا۔ اور شہیر کو دیکھ خوش ہوا تھا۔

وہ ان سے ملتے اب اندر بڑھ گیا تھا سب ہی اندر کی جانب بڑھے۔ جہاں تبسم بیگم بچوں کو لیے بیٹھی رو رہی تھیں۔ بچے بھی ان کے ساتھ چپکے رو رہے تھے۔ خانم بیگم کا دل دھڑکا تھا۔ تبسم۔۔؟؟ کیوں رو رہی ہو۔۔؟؟ کیا ہوا۔۔؟؟ وہ بھاگیں تھیں ان کی طرف۔ دونوں ہی ایک دوسرے کے گلے لگیں تھیں۔ بھا بھی۔۔۔! میرا بچہ۔۔۔ میرا خان۔۔۔؟؟ تبسم۔ بیگم بلک بلک کے رو دیں۔ اس وقت انہیں کسی اپنے کے کاندھے کی ہی ضرورت تھی۔

READERS CHOICE

خانمنے پلٹ کے حیرت سے دیکھتے شہیر خان کو دیکھا۔ کیا۔۔ کیا ہوا۔؟؟ خان کو۔۔؟؟ انہوں نے دہلتے دل سے پوچھا۔ اس۔ اس کی۔ گاڑی۔۔؟؟ وہ بول نہیں پا رہی تھیں۔ شہیر نے انابیہ کو اشارہ کیا۔ کہ



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وسب بچوں کو یہاں سے لے جائے۔ انبیہ پریشن ہوتی اپنے اور خان کے بچوں کو وہاں سے لیے اندر بڑھ گئی۔

اب بتاؤ۔۔ کیا ہوا۔۔؟ شہیر بھی ان کے پاس ہی بیٹھا تھا۔ تبسم بیگم نے روتے ہوئے انہیں ایکسیڈینٹ کے بارے میں بتا دیا۔ شہیر تو ایک دم ہی گنگ ہوا۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔۔؟ کہاں ہوا ایکسیڈینٹ۔۔؟؟ پلینز۔۔ بتائیں۔ مجھے۔۔؟؟ شہیر نے تڑپ کے پوچھا تھا۔ غفار۔۔ غفار کو پوچھنا! تبسم بیگم نے موبائی ل اٹھاتے کہا۔ شہیر نے مابوئی ل سے غفار کا نمبر لیا۔ اور اسے کال ملاتا گھر سے نکلا تھا۔ خانم نے تبسم بیگم کو تسلی دی تھی۔ فکر نہیں کرو۔ سب ٹھیک ہو گا۔ کچھ نہیں ہو گا خان کو۔۔ میرا دل کہتا ہے۔۔! خان اور کنول دونوں اللہ کی حفظ و امان میں ہوں گے۔ خانم نے تبسم بیگم کو گلے سے لگایا۔ جن کی تسلی بالکل نہیں ہو رہی تھی۔ ان کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔

نہیں لگ رہا تھا۔ سب کچھ ان کے ہاتھ سے پھسلتا چلا جا رہا ہے۔۔ وہ دھمکیاں۔۔ وہ سب کچھ۔۔ جو وہ اتنے دنوں سے سن رہی تھیں۔ سہہ رہی تھیں۔ اکیلے ہی۔۔ وہ سب آج سچ ہو رہا تھا۔ وہ شخص۔۔ جو اس نے کہا۔۔۔ سچ کر دکھایا۔۔؟؟ وہ بری طرح پھوٹ پھوٹ کے رو دیں۔ ان کا دل بس ایک ہی بات کہہ رہا تھا۔ کہ ان کے بیٹے کو اس ظلم شخص نے چھین لیا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

شہیر غفار سے بات کرتا اس کی بتائی ہوئی جگہ پہنچ چکا تھا۔ لیکن وہاں اسے بس گاڑی کے چھترے ہی ملے تھے۔ کہاں ہے خان۔۔۔؟؟ شہیر چلایا تھا۔ غفار سے اس کی ملاقات ہوگئی تھی۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ صحیح سلامت ہوں۔۔ غفار کے لہجے کی مایوسی نے شہیر کو اندر ہی اندر کچلا تھا۔ اس کا دل نہیں من رہا تھا۔ کہ خان کو کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔؟ آنکھوں میں آنسو لیے وہ اس ساری جگہ کو یاسیت سے دیکھنے لگا۔ خان۔۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا تمہیں۔۔۔ تم۔۔۔ زندہ ہوگے وہ مائی کالال پیدا ہی نہ کیا رب نے۔۔۔ جو خان کو مار سکے۔۔۔! شہیر دل ہی دل میں خان سے مخاطب ہوا۔ چلو۔۔۔۔ یہاں۔۔۔ سے۔۔۔! شہیر نے حکم صادر کیا۔ لیکن۔۔۔ خان۔۔۔؟ غفار کے ماتھے پے بل پڑے۔ شہیر خن نے ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ شیر ہے شیر۔۔۔! اتنی آسانی سے دشمن اس کا قلعہ قمع نہیں کر سکتا۔۔۔ وہ جیتا بھی شیر کی طرح ہے۔۔۔ اور مرے گا بھی شیر کی طرح۔۔۔! یہاں کچھ نہیں ملے گا۔۔۔ وہ یہاں نہیں ہوگا۔۔۔ شہیر نے پورے یقین سے کہا۔ اور آگے بڑھ گیا۔ غفار پھر بھی اپنے کچھ آدمیوں کو وہیں چھوڑ خود شہیر کے ساتھ آگیا۔ مجھے ساری ڈیٹیل چاہیے۔۔۔؟؟ شہیر نے اپنی گاڑی کے پاس پہنچتے غفار سے سنجیدگی سے پوچھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

غفار شہیر خازادہ کو جانتا تھا۔ اور کیوں نہ جانتا۔۔۔ خان کے ساتھ اس کا خاص بندہ تھا۔ وہ جسے شہیر کے ہوتے ہی خان نے ہائی رکیا تھا۔

سب سیکورٹی ملی ہوئی ہے۔۔۔؟؟ غفار کی ساری باتوں کا یہی مطلب شہیر کو سمجھ آیا۔  
ساری سیکورٹی اس سازش میں شامل تھی۔۔۔؟؟ اور اب میں خود پتہ لگواؤں گا۔۔۔ شہیر دل ہی دل میں معصم ارادہ کرتا وہاں سے نکلا تھا۔

یہ اگر سازش تھی۔ تو وہ آفتاب شیر خان کے پیچھے پیچھے ہی ہوں گے۔۔ اور اگر۔۔ آفتاب شیر خان بچ کے نکلا ہو گا۔ تو انہوں نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا ہو گا۔ شہیر اپنی سوچوں کو بہت دور تک لے کے جا رہا تھا۔  
اسے آفتاب شیر خان کی سوچ تک رسائی حاصل کرنی تھی۔ تاکہ وہ اس تک پہنچ سکے۔  
سر۔۔۔ سیکورٹی کا ایک آدمی پکڑا گیا ہے۔ غفار نے کال بند کرتے پر جوش انداز میں کہا۔  
گڈ۔۔۔! گاڑی اسی طرف موڑو۔۔! شہیر بھی مسکرایا تھا۔ وہ اب پوری فارم میں تھا۔



مجھے بابا چاہیے ابھی۔۔۔! مونس چلا یا تھا۔ انابیہ اسے سنبھالے سنبھالے تھک گئی تھی۔  
بیٹا۔۔۔ آجائیں گے وہ۔۔! مت پریشان ہوں۔۔ بہت زیادہ ہی وہ انابیہ کو تنگ کر رہا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں جانتا ہوں۔۔۔ وہاں بہت زور کی آواز آئی تھی۔۔۔ میری ممانے جواب نہیں دیا۔۔۔

نہیں۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ مجھے ماما چاہیں۔۔۔ بابا چاہیے۔۔۔ وہ بس روئے جا رہا تھا۔ ملکہ بھی اسے روتا دیکھ سہمی بیٹھی ہوئی تھی۔ انابیہ نے روتے ہوئے انہیں خود سے لگایا۔ وہ بھی کیا کرتی۔۔۔؟؟ اسے کچھ خود پتہ ہوتا تو وہ کسی سے کچھ شئی رکرتی۔ کسی بچے کو کوئی تسلی بھر الفظ بولتی۔ خود اس کا دل اتنا گھبرا رہا تھا۔ کہ وہ کچھ بول ہی نہ پار ہی تھی۔

بچوں کو بھلا پھسا کے وہ بہت مشکل سے سلانے میں کامیاب تو ہو گئی تھی۔ لیکن مونس بہت رو رہا تھا۔ اس کے دماغ سے بلاسٹ کی آواز محو نہیں ہو رہی تھی۔

کیا ملنا۔۔۔؟؟ ملانا۔۔۔؟؟ یہاں وہ کتنے خوشی سے سرپرائی زدینے آئے تھے۔ خود وہ سرپرائی ز ہو گئے۔۔۔؟؟ خاموشی سے وہ تبسم بیگم کے کمرے کی جانب بڑھیں۔ جن کے آنسو تواب رک چکے تھے۔ آئی۔۔۔ فکر نہ کریں۔ اللہ نے چاہ تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

انابیہ نے انہیں حوصلہ دیا۔ یہ سب۔۔۔ خن بیگم کی وجہ سے ہوا ہے۔ نہ وہ خقن کے نام سارا کچھ کرتیں نہ اس کے اپنے دشمن بنتے۔ وہ تڑخ ہی گئی تھیں۔ انابیہ نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ۔۔ کس کی بات کر رہی ہیں۔۔؟ خان بھائی۔۔ تو۔۔ اکلوتے ہیں ناں۔۔؟؟ انابیہ نے تصدیق کرنی چاہی۔

اکلوتا وہ۔۔ ہے۔۔ لیکن۔۔ اس کے باپ نے جو دوسری شادی کی۔۔ پھر تیسری۔۔۔ ان میں سے ان کی ایک تیسری بیوی تو فوت ہو گئی۔ دو جڑواں بیٹیوں کی پیدائش پے ہی۔ لیکن دوسری بیوی زندہ ہے۔ اور ان کی ایک بیٹی ہے۔ عظمی۔۔! جو آج اس منشن میں موجود ہے۔۔ تبسم بیگم۔ نے لب بھینچتے کہا۔

عظمیا نے شوہر اپنے زیشان کے لیے ایمر جنسی میں حیدر آباد گئی تھی۔ اور یہاں جو کچھ بھی ہو رہا تھا۔ اس سے قطعی لاعلم تھی۔

تو کیا خان بیگم نے ان کا حصہ نہیں دیا کیا وراثت میں سے۔۔؟؟ انابیہ اب بھی پوری بات نہیں سمجھ پارہی تھی۔

وہ خود بہت اچھی ہیں۔۔ تبسم بیگم نے انابیہ کی طرف دیکھا۔ لیکن۔۔ ان کے بھائی۔۔؟ ان کی بری نظر تھی۔۔ پوری جائیداد پے۔۔! وہ ہی نہیں چاہتے تھے۔۔ کہ خان کو سارے کا سارا وارث بنا دیا جائے۔ وہ خود اس جائیداد میں سے حصہ چاہتے تھے۔



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ان کا کیا لینا دینا۔۔؟؟ انابیہ کو غصہ آیا تھا۔

یہی تو بات ہے۔ جتنا ان کا حصہ بنتا تھا۔ اس سے کہیں زیادہ خان بیگم نے انہیں دے دیا ہے۔۔ لیکن اس کے باوجود انہیں ساری جائیداد چاہیے۔۔ اسی لیے میں کتنے دن سے حیدر آباد تھی۔ زرگل آفتاب شیر خان کی دوسری بیوی نے بلایا تھا مجھے۔۔! اور اپنے بھائی کی ساش کا بتایا کہ وہ خان کو۔۔ مارنا چاہتے ہیں۔۔ تاکہ۔۔ ساری جائیداد ان کی بھانجھی عظمیٰ کو مل جائے۔۔! وہ پھر سے دکھی ہوتی رو دیں۔ کتنے ظالم لوگ ہیں۔۔ یہ دنیا والے۔۔ دنیاوی دھن دولت کے لیے اپنی آخرت خراب کر لیتے ہیں۔ اور ان معصوم بچوں کے سر سے ان کا سائی باں چھین لیا۔ انابیہ نے کھ سے سوچتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ بس اللہ سے دعا ہے کہ خان اور کنول۔۔ دونوں ٹھیک ہوں۔۔ اس سازش میں۔۔ ہونہ ہو۔۔ زرگل کا بھائی۔۔ جاوید خان شامل ہے۔ اک بار میرا خان واپس لوٹ آئے۔۔ اس جاوید خان کو موت کے گھاٹ اتارے گا۔ تبسم بیگم نفرت اور غصہ سے بولیں تھیں۔ انابیہ بس انہیں دیکھتی رہ گئی۔ واقعی خانوں کی تو بیویاں بھی خان جتنا غصہ رکھتی تھیں۔



ایک اور گھونسا پڑا تھا اس شخص کو۔۔ شہیر خان زادہ ایک لمحے کو ہی روکا تھا۔ اس نے خود ہی اس شخص پر ہاتھ صاف لگنے شروع کر دیئے تھے۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بولو۔۔۔ گے۔۔۔؟؟ یا یو ہی مر جانا ہے۔۔۔؟ غار غصہ سے دھاڑا۔ جب کہ شہیر نے ایک او مکا جڑا تھا۔ بتاتا ہوں۔۔۔ بتاتا ہوں۔۔۔ مار و مت۔۔۔! وہ رو دیا تھا۔ اور جلد ہی زبان کھولنے کا ارادہ کیا۔

نو۔۔۔ اتنی جلدی نہیں۔۔۔ ابھی تو آغاز ہے۔۔۔ شہیر نے اپنا غصہ سے بھرا پیچ اس کے منہ پر مارا تو اس کا جبر اہی دکھنے لگا۔ اسے لگا اس کا جبر اٹوٹ گیا ہے۔

خدا کے لیے رک جاؤ۔۔۔ میں سب بتاتا ہوں۔۔۔! وہ جور سیوں سے کرسی پ بندھا ہوا تھا۔ روتے ہوئے بولا تھا۔ وہ جانتا تھا۔ خان کے کسی بھی بندے کے ہاتھ لگنا خود کو موت کے حوالے کرنا ہے۔۔۔ اور وہ اس سے سب کچھ نکلوا کے ہی دم لیں گے۔ اس لیے خود ہی منہ کھولنے کا فیصلہ کیا۔

وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ خان۔۔۔ ہے۔۔۔! آپ کا دشمن۔۔۔ خان کا دشمن۔۔۔ جاو۔۔۔ جاوید۔۔۔ خان۔۔۔! وہ ہکلاتے ہوئے بولا تھا۔

غفار اور شہیر نے ایک دوسرے کا منہ دیکھا۔

خان کہاں ہے۔۔۔؟ پوری بات بتاؤ۔۔۔ ابھی اسی وقت۔۔۔!

شہیر نے اسے کہتے مارنے کی پھر کوشش کی۔ کہ غفار نے پیچ میں روک دیا۔ اگر اسے ایک اور گھونسنہ پڑ جاتا تو وہ مزید کچھ بتا نہ سکتا۔ اس لیے اشارہ کیا کہ اونہ ماریں۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اور پھر وہ طوطے کی طرح سب بتاتا چلا گیا۔ شہیر نے مٹھیاں بھینچے وہ سب سنا۔  
تمہیں کیا لگا۔؟؟ تم یہ سب کرو گے۔؟؟ تو بیچ جاؤ گے۔؟؟ اتنی بڑی سازش کا حصہ بن کے تمہیں ہم  
زندہ چھوڑ دیں گے۔؟؟ شہیر نے اسے گریبان سے پکڑا کے جھنجھوڑ ڈالا۔  
صاحب پلیز۔۔ مجھے معاف کر دو۔۔ مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔ آپ جو کہیں گے۔۔ میں کروں گا۔۔  
لیکن۔۔ بس معاف کر دو۔۔ میں رے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔۔ میں لالچ میں آ گیا تھا۔۔ وہ رو دیا۔۔  
معاف۔۔؟؟ خن کے قتل کی پلاننگ کی ہے۔۔ اس کا حصہ بنے۔۔ خن کی گاڑی میں بم فٹ کر وایا۔ اور  
معاف کر دیں۔۔؟؟ معافی کے لائق ہو تم۔۔؟؟ شہیر جتنے سخت غصہ میں دھاڑا تھا۔ اس ایک پل۔۔  
غفار بھی سہم گیا تھا۔  
شہیر نے غفار سے گن لے اسے لوڈ کیا۔  
اللہ کا واسطہ ہے۔۔ چھوڑ دو۔۔؟؟ میں۔۔ میں۔۔ سب کچھ کروں گا۔۔ پولیس۔۔ پولیس۔۔ کو بھی  
بتاؤں گا۔۔ آپ کا ساتھ دوں گا۔۔ بس۔۔ مجھے چھوڑ دیں۔۔ وہ تڑپتے ہوئے بولا تھا۔  
اپنی عدالت بھی ہم خود ہیں۔ اور فیصلہ بھی ہم خود کرتے ہیں۔ اور خان کا خون اتنا سستا نہیں۔۔ کہ یہ  
خان معاف کر دے۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کہتے ہی شہیر نے گن اس کی کپٹی پے رکھی۔ کہ اسے غفار نے روک دیا  
ابھی نہیں۔ اسکی آنکھوں میں کچھ تھا۔ ایسا۔۔۔ کہ ایک لمحے کو شہیر ٹھٹھا۔  
چلیں۔۔۔ میرے ساتھ۔۔۔! غفار اسے لیے۔۔۔ باہر آیا۔

جب تک خان کا پتہ نہیں چل جاتا۔۔۔ اسے زندہ کھنا ہو گا۔۔۔ اور یہی وہ۔۔۔ جو ان کے اندر گھس کے ہمیں ان  
کے بارے میں انفارمیشن دے گا۔۔۔ اور پتہ لگا کے بتائے گا۔ کہ خان کو انہوں نے کہاں رکھا ہے۔۔۔؟؟  
غفار نے اپنی بات سامنے رکھی۔ ایک پل کو شہیر سوچ میں پڑ گیا۔  
ٹھیک ہے۔۔۔ پھر اس بات کو عملی جامہ پہناؤ۔۔۔ مجھے ہر حقل میں خان چاہیے۔۔۔ وہ بھی صحیح سلامت۔۔۔!  
شہیر نے سر دوسپاٹ انداز میں کہا۔ اور باہر نکلا۔  
اس کی اپنی سکیورٹی بھی سخت کر دی تھی۔ غفار نے۔ اسے شہیر کے لیے بھی خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔ خان  
منشن کی سکیورٹی بھی وہ ڈبل کر چکا تھا۔۔۔

لیکن۔۔۔ وہ کیا کرتا۔۔۔؟؟ جب سکیورٹی میں ہی دشمن گھس گئے تھے۔۔۔ اور وہاں وار کر گئے جہاں  
سب سے زیادہ درد ہوا تھا۔ اب اسے بہت احتیاط سے کام کرنا تھا۔ آفتاب خان اور کنول خان کے بعد ان کا  
اگلا نشانہ۔۔۔ ان کے بچے ہو سکتے تھے۔ اور ان کو مکمل سکیور کرنا ہی غفار کی ذمہ داری تھی۔ اور اس کے

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

لیے شہیر بھی یہاں موجود تھا۔ اب دیکھنا تھا۔ کہ کس طرح شہیر انہیں پروٹیکٹ کرتا ہے۔ اور خان کو واپس لاتا ہے۔

انہیں کتنا وقت ہو چکا تھا۔ وہاں بے ہوش ہوئے۔ دونوں وجود ہی نہیں جانتے تھے۔ لیکن۔۔ ابھی تک دونوں ہی ہوش و حواس میں نہیں تھے۔ زخموں سے چور۔۔۔ بے حس و حرکت پڑے وہ کوئی اور نہیں۔۔ آفتاب شیر خان اور کنول ہی تھے۔

فلش بیک

بیٹا۔۔! بس تھوڑی دیر میں ہم پہنچ جائیں گے۔ آپ کھانا کھا کے سو جائیں۔۔ میری جان۔۔! کنول کے الفاظ ابھی منہ میں تھے۔ کہ گاڑی بری طرح لڑکھڑائی۔ آفتاب کی چھٹی حس بیدار ہوئی۔ اسے گاڑی میں کچھ گڑبڑ محسوس ہوئی۔ وہ گڑبڑ کیا تھی وہ سمجھ نہیں پایا۔ لیکن سیکیورٹی کی سب گاڑیاں وہاں سے غائب تھیں۔ وہیں۔۔ آفتاب سب سمجھ گیا تھا۔

کنول۔۔۔ گاڑی سے اترو۔۔! آفتاب نے بریک لگانی چاہی۔۔ لیکن۔۔ وہ بھی نہ لگی۔ کنول مے حیرت سے اسے پریشان نظروں سے دیکھا۔



میرے نکاح میں ہو سینرین ۲ منٹھا چوہان

ساتھ ہی ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ سنبھالے اس نے کنول کی طرف والادروازہ کھولتے اسے باہر کی طرف دھکا دیا۔ کنول بیلنس برقرار نہ رکھ پائی۔ اور موبائی ل ہاتھ سے چھوٹا تھا۔ خود وہ لڑھکتی ہوئی دور جا گری۔ اسی لمحے گاڑی بھی ان بیلنس ہوئی۔ اور ایک بلاسٹ ہوا تھا۔

زخموں سے چور کنول نے صرف سر اٹھا کے دیکھا تھا۔

خااااااا بہ نمنن۔۔۔ اس کے دل کے جیسے ہزاروں ٹکڑے ہوئے تھے۔

اسی پل اس کا سر چکر آیا۔ اور وہ وہیں سرگراگئی۔

دوسری طرف آفتاب شیر خن نے بھی گاڑی میں بم بلاسٹ ہونے سے پہلے گاڑی سے جمپ لگا دیا۔ جیسے ہی وہ گاڑی سے کودا۔ گاڑی ایک زوردار بم بلاسٹ سے اڑی تھی۔ وہیں چوٹیں کھائے آفتاب نے اپنی گاڑی کی چھترے اڑتے دیکھے تھے۔

اس کے ماتے سے خون رس رہا تھا۔ چوٹوں کی وجہ سے وہ بمشکل کھڑا ہو پایا تھا۔

دھوئیں کے بادل آسمان تک اڑتے دیکھائی دے رہے تھے۔

کنول۔۔؟؟ اچانک سے اسے کنول کی فکر ہوئی۔ وہ ارد گرد نظریں دوڑائے اسے ڈھونڈے لگا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول۔۔۔؟؟ وہ چلایا۔ دوسری طرف رخ کیا۔ اسے سمجھ نہیں آئی۔ کہ وہ کس طرف گری تھی۔ سب جچھ  
ان فائنٹا ہوا تھا۔ کہ اسے کچھ یاد نہیں تھا۔

وہ خود بھی لڑھکتا ہوا۔ کافی دور جا گرا تھا۔ وہ واپس پلٹا۔

کنول۔۔۔؟؟ وہ اپنے زخم دیکھتا۔ لڑکھڑاتا آگے بڑھا تھا۔ کہ اتنے میں چار پانچ گاڑیوں کی وہاں آمد  
ہوئی۔

آفتاب کے قدم وہیں تھمے تھے۔ جو کوئی بھی تھا۔ وہ دوست نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک درخت کی اوٹ میں وہ  
چھپا تھا۔ اور آنے والوں کو دیکھنے لگا۔

کہاں ہیں۔۔۔ وہ۔۔۔؟؟ تم نے تو کہا تھا۔ کہ وہ بچ گئے ہیں۔۔۔ کدھر ہیں وہ۔۔۔؟؟  
ایک آدمی غصہ سے چلایا۔

سرکار۔۔۔ میں نے خود انہیں گاڑی سے چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔ وہ شخص اپنی بات پے قائم تھا۔  
ڈھونڈوا نہیں۔۔۔ کدھر ہیں وہ۔۔۔؟؟

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

مجھے وہ ہر حال میں چاہیے۔۔۔ زندہ یا مردہ۔۔۔! جاوید خان کو آفتاب شیر خان ہر حال میں چاہیے۔ سناتم نے۔۔۔! پھیل جاؤ۔۔۔ سب۔۔۔! اس سے پہلے کہ پولیس یہاں پہنچے۔۔۔؟؟ یا آفتاب شیر خان کے آدمی۔۔۔ یہاں تک پہنچ جائیں۔۔۔ انہیں ڈھونڈ نکالو۔۔۔ اور جلد از جلد یہ کام ہونا چاہیے۔

جاوید خان۔۔۔؟ آفتاب نے زیر لب دہرایا۔ جاوید خان کو وہ اچھے سے جانتا تھا۔ لیکن۔۔۔ اس سے کھی ملاقات کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ وہ انتہائی سفاک اور بے حس انسان تھا۔ اس کے لیے دھن دولت ہی سب کچھ تھا۔ اس کے لیے انسان اور انسانی رشتے کوئی معنی نہیں رکھتے تھے۔

آفتاب نے انہیں پھلتے دیکھا۔ تو کنول کی فکر ستائی۔ اور آگے بڑھا۔ اگر کنول ان کے ہاتھ لگ جاتی۔۔۔ تو آفتاب شیر خان۔۔۔ بنا مقابلہ ہار جاتا۔ دل سے اس نے اپنے رب سے دعا کی تھی۔ کہ اسے کنول مل جائے۔ وہ اللہ کا نام لیے چھپتے چھپاتے آگے بڑھ رہا تھا۔ جاوید خان کے آدمی بھی ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اس اندھیرے کی وجہ سے وہ کافی حد تک خود کو بچاتا آگے بڑھ چکا تھا۔

سرکار۔۔۔! یہاں آئی ہیں۔۔۔ ادھر۔۔۔ یہ لڑکی۔۔۔ ہے۔۔۔! کسی شخص کی آواز پے آفتاب کے کان کھڑے ہوئے۔ وہ کنول ہی ہوگی۔۔۔! اسکا دل دھڑکا تھا۔

یہ تو بے ہوش ہے۔۔۔! دوسرے شخص کی آواز سنتا وہ لب بھیجنے وہیں چھپ کے کھڑا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہاں اس وقت چار لوگ تھے۔

سب کے ہاتھ میں گنز تھیں۔ آفتاب شیر خان زخمی حالت میں تھا۔ اور بنا کسی ہتھیار کے۔ اسے جو بھی کرنا تھا جلد از جلد کرنا تھا۔

یہ لڑکی۔۔۔ اس آفتاب خان کی بیوی ہے۔۔۔ یہ ہمارے ہاتھ لگی۔۔۔ سمجھو آفتاب شیر خان کی طاقت ہمارے ہاتھ آگئی۔۔۔ وہ خود آئے گا۔ ایک شخص قہقہہ لگا کے ہنسا تھا۔ اس سے پہلے کے وہ کنول کے بے ہوش وجود کو چھوتے قریب سے ہی انہیں ایسا محسوس ہوا۔ کہ تیز ہواؤں کے جھونکے چلے ہوں۔ ہواؤں نے رخ بدلا ہو۔۔۔ وہ سب مڑے تھے۔ ان کے پیچھے ہی آفتاب شیر خان کھڑا شیر کی طرح غرار ہا تھا۔ ایک پل کو وہ سب سپمے تھے۔ آفتاب شیر خان کو کون نہیں جانتا تھا۔ اس کے قہر سے تو سبھی جانتے تھے۔ شیر کی طرح۔۔۔ وہ دشمن پے جھپٹتا تھا۔ اور چیر پھاڑ کے رکھ دیتا تھا۔ اس وقت آفتاب شیر خان زخمی تھا۔ وہ تھوڑا نڈر ہوئے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ زخمی شیر زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔

آفتاب شیر خان۔۔۔ خود کو ہمارے حوالے کر دو۔۔۔ ورنہ تمہاری بیوی۔۔۔؟؟

ابھی ان کی بات پوری نہیں ہوئی تھی۔ کہ آفتاب نے ایک قہر کی نظر ان پے ڈالی۔

میری بیوی کو ہاتھ لگا کے دکھاؤ۔۔۔؟؟ یہیں زنہ زمین میں گاڑ دوں گا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ایک ایک لفظ پے زور دے کے کہتا وہ سب کو ٹھرانے پے مجبور کر گیا۔  
فضول باتیں کیا کر رہا ہے چلا گولی۔ کام ختم کر۔۔۔! دوسرے شخص نے ڈرتے ہوئے کہا۔ جب کہ اس کے اپنے ہاتھ میں بھی گن تھی لیکن اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ کہ وہ فائی رکرتا۔ ساتھ والے شخص نے جلدی سے گردن ہاں میں ہلائی اور ایک فائی رکیا۔ جسے بلکھاتے آفتاب نے جھکاؤ کرتے خود کو بچایا فائی رکی آواز پے باقی لوگ بھی جو ارد گرد پھیلے ہوئے تھے۔ وہ بھی چوکنہ ہوئے۔  
کہاں سے آواز آئی ہے۔۔۔؟؟ ایک دوسرے سے پوچھتے وہ اس طرف بڑھے جہاں سے آواز آئی تھی۔  
آفتاب اکیلا نہتا ان چاروں پے بھاری پڑ چکا تھا۔  
اور ایک کے بعد ایک کو وہ گرا چکا تھا۔ سبھی بے حال ہوتے گرے تھے۔  
پہنچنے والے ابھی راستے میں تھا کہ انہیں چار فائی رکی آواز مزید آئی۔  
تیز چلو۔! ایک شخص چلایا تھا۔ اور جب وہ وہاں پہنچے۔ تو انہیں اپنے ہی آدمی زمین پے گرے ہوئے ملے۔  
سبھی دم توڑ چکے تھے۔

سب کے سب نکلے ہیں۔۔۔ ڈھونڈو۔۔۔ انہیں۔۔۔ ورنہ ہم سب کو چن چن کے مار ڈالے گا۔ ان کالیڈر  
ہڑ بڑی میں بولتا ان سب کو سنا پھر سے پھیلنے کا حکم دے چکا تھا۔ دوسری طرف آفتاب کنول کے بے



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہوش ہوئے وجود کو اٹھاتا وہاں سے نکل کے نجانے کس راستے کی طرف بڑھ چکا تھا۔ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ لیکن اسے اپنی بیوی کو بچانا تھا۔ اس کی جان اس کی عزت۔۔ اس کی طاقت اس کی کمزوری۔ اس کا سب کچھ تھی وہ۔۔

پانی کے جھرنے کی آواز سنتا وہ اس طرف لپکا تھا۔ اور وہیں ایک طرف چھپ کے بیٹھتا وہ کنول کو بھی نیچے لٹاتا خود سیدھا ہوا۔

کنول۔۔؟؟ کنول۔۔؟؟ آفتاب نے دھیرے سے اسے پکارا اس کا گال تھپکا۔ لیکن وہ بے سدھ ہی پڑی رہی۔

آفتاب نے پاس سے ہی جھرنے کے پانی سے کنول کے منہ پر چھینٹے مارے لیکن وہ ہوش میں پھر بھی نہ آئی۔ اس کی نبض کی رفتار چیک ک اس کے دل کی دھڑکن کو چیک کیا۔ اور مزید پانی گرایا۔ لیکن وہ پھر بھی بے سدھ ہی رہی۔

ڈیم۔۔! کنول۔۔ پلیز۔۔ ویک اپ۔۔! آفتاب دبا دبا چلایا۔ آفتاب کو قریب ہی قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اس وقت وہ خود بھی بری طرح نڈھال ہوا ہوا تھا۔ لیکن ہمت نہیں ہار رہا تھا۔! کنول کو ایک بار

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

پھر بانہوں میں بھرے وہ وہاں سے اٹھا تھا۔ اور قدرے دور ایک جھاڑی کے نیچے جا بیٹھا۔ اور خود بھی ذرا کوزر اسانس لیتا وہ اب تک کے حالات کا سوچتے آگے کی پلاننگ کرنے لگا۔

جاوید خان۔۔۔ تم۔۔۔ نے یہ اچھا نہیں کیا۔۔۔! وصال کروں گا تمہارا۔۔۔ کہ تم موت مانگو گے لیکن۔۔۔ موت تمہیں نصیب نہیں ہوگی۔ یہ وعدہ ہے میرا تم سے۔

آفتاب خان کا سر چکرایا تھا وہ بھی بہت بری طرح اس کے حواس سلب ہو رہے تھے۔ اسے پانی چاہیے تھا۔ وہ بمشکل اٹھا تھا۔ کھڑا ہوا۔ لیکن لڑکھڑاتا وہیں کنول کے پاس گرا تھا۔ آفتاب کی نظروں کے سامنے کنول کا چہرہ تھا۔

وہ خود کو اور کنول کو اس وقت ایک محفوظ مقام پے کر چکا تھا۔ لیکن کب تک۔۔۔؟؟ وہ یہ نہیں جانتا تھا۔ لیکن اس کے آدمی۔۔۔ جلد یادیر اس تک پہنچ جائیں گے۔ یہ بات وہ اچھے سے جانتا تھا۔ تب تک اسے کنول کو محفوظ رکھنا تھا۔ ہر حال میں۔۔۔! دشمن سے بچا کے۔۔۔ ایک بار وہ کنول کو مکمل طور پر محفوظ کر لے۔ اس کے بعد وہ ان کے آمنے سامنے آتے بات کرے گا۔

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اوپر کالے آسمان کو دیکھتا اس کا دماغ اب سونے لگا تھا۔ اس کے اعصاب شل ہو رہے تھے۔ وہ ابھی کچھ بھی نہیں سوچنا چاہ رہا تھا۔ اس وقت اسے دماغ کو اپنے اعصاب کو ریلکس کرنا تھا۔ کنول کا سر اس نے اپنے سینے پے دھر اسے خود میں بھینچتا و بخود کو اور اپنی جان کو رب کے حوالے کرتا آنکھیں موندتا چلا گیا۔ جب کہ ان کے دشمن گھات لگائے جگہ جگہ انہیں ڈھونڈ رہے تھے ان کے پاس سے ہوتے وہ آگے بڑھ گئے تھے۔ لیکن اللہ نے ان کی آنکھوں پے مہر لگا دی تھی۔ کہ وہ کچھ دیکھ ہی نہ پائے۔ اللہ نے ان کی حفاظت کی تھی۔ انہوں نے اللہ کے حوالے کیا تھا خود کو۔۔ تو اللہ کیسے نہ ان کی حفاظت کرتا۔۔؟

ہر طرف دیکھ لیا۔۔ لیکن۔۔ نہیں ملا۔۔ آفتاب شیر خان۔۔! جاوید خان نے دانت کچکچائے۔ اسی لیے آپ کو کہا تھا۔ کہ ایک بار میں ہی کام کر دیں۔ لیکن۔۔ آپ نے میری سنی ہی نہیں۔۔! اب بھگتیں۔۔ اور یاد رکھیں۔۔ اگر وہ بچ گیا ناں۔۔ تو۔۔ ہم تو پھسیں گے ہیں۔۔ بچیں گے آپ بھی نہیں۔۔ سامے کھڑے نسوانی وجود نے تلخ انداز میں کہتے ان کو چونکنے پے مجبور کر دیا۔ وہ جاچکی تھی لیکن جاوید خان کے لیے کئی ایک سوال چھوڑ گئی تھی۔ اس سے پہلے ہی جاوید خان ایسی چال چلے گا۔ کہ تم سب اس کی لیٹ میں آ جاؤ۔۔ گے۔۔! نہ تم رہو گی۔ نہ آفتاب شیر خان۔۔! اور نہ اس کا نام و نشان۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جاوید خان کے لہجے میں سانپ سی پھنکار تھی۔



جو بھی ہو غفار۔۔۔! آفتاب خان وہیں ہیں۔۔! شہیر رات بھر سے اس سارے سلسلے ک دیکھ رہا تھا۔ صبح

صادق کا وقت ہو چلا تھا۔ لیکن ابھی تک۔۔ آفتاب شیر خن اور کنول کا کچھ پتہ نہ چلا تھا۔

لیکن۔۔ ہمارے آدمیوں نے ہر جگہ دیکھ لیا۔۔ کہیں بھی کوئی سراغ نہیں۔۔ ملا۔۔! غفار گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔

لیکن۔۔ اس سے پہلے کہ۔۔ جاوید خان کے ہاتھ لگے۔۔؟؟ ہمیں ان تک پہنچنا ہو گا۔۔ ہر حال میں۔۔ ایک بار خان ٹتھ لگ جائی یں۔۔ پھر اس کے پیچھے جو جو بھی ہوں گے۔۔ ان سب کو موت کے گھاٹ اتاروں گا۔۔ شہیر غضبناک آواز میں بولا تو غفار سر اٹھت میں ہلاتا باہر نکلا۔

وہ کیا بتاتا۔ شہیر کو۔۔ خن کو لوٹنے والے کوئی غیر نہیں۔۔ اس کے اپنے ہی ہیں۔۔ جن سے وہ بہت پیار کرتا ہے۔۔ اور شاید۔۔ خان کو پہ چلے۔۔ ساری حقیقت تو۔۔ وہ خود بھی اس کو معاف کر دیں۔۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

سورج کی پہلی کرن چہرے پے پڑنے سے آفتاب کی آنکھ کھلی تھی۔ ہلکی سی آنکھیں واکیں تھیں۔ اور پھر اپنی آنکھوں کے آگے ہاتھ رکھتے دروشتی سے بچنا چاہا۔ لیکن۔۔ ایک دم سے دماغ جاگا تھا۔ کنول۔۔؟؟  
دل بے اختیار دھڑکا۔ تو اپنے ارد گرد نظریں دوڑائی۔

اپنے پاس ہی وہ اپنے بازو پے دھرے اس کا سر دیکھتا ایک سکون کی گہری سانس خارج کر گیا۔ پردھیرے سے اٹھتا وہ بیٹھا تھا۔ اپنے ارد گرد نظریں دوڑائی۔ دور دور تک کوئی زی روح نہ تھی۔ کنول کا سر اپنے ہاتھ میں تھامے گود میں رکھا۔ اور پھر اسے کھینچ کے اپنے سینے سے لگتا اس کے چہرے کو اپنے قریب تر کر گیا۔ کنول ابھی تک ہوش میں نہیں آئی تھی۔

کنول۔۔؟؟ میری جان۔۔؟؟ پلیز۔۔ اوپن یور آئی یز۔۔! دھیرے دھیرے وہ اس کے چہرے پے جھکے اسے اٹھانے کے لیے گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔ لیکن وہ گردن لڑھکائے ہوش و حواس کھوئے ہوئے تھی۔

کنول۔۔؟؟ وہ آنکھیں بند کیے اس کے لبوں کے قریب ہوتا درد سے اسے پکارا اٹھا۔ لیکن کنول کے وجد میں ہلکی سی جنبش بھی محسوس نہ کرتا وہ اس کے لبوں پے شدت سے جھکا تھا۔ اب کی بار اس کی سانسیں ہی



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

بند کرنے کے درپے ہوا۔ کہ کنول کے ہاتھ پیر میں جیسے جان نکلنے والی ہوئی وہ تڑپی تھی۔ اپنی سانسوں کے اکھڑنے سے۔ اور جھٹ سے آنکھیں وا کرتی آفتاب خان کو پیچھے دھکیلا۔ آفتاب خود بھی پیچھے ہٹا تھا۔ کنول گہری سانسیں لیتی اپنا سانس بحال کرتی خفگی سے آفتاب کو دیکھا۔ اور اس کی شرٹ کو مضبوطی سے تھامے نظریں پھیریں۔

پھر اچانک سے دماغ میں سپارک ہوا۔

ہم۔۔۔ ہم۔۔۔ کہاں ہیں۔۔۔ خان۔۔۔؟؟ وہ نا سمجھی سے ادھر ادھر دیکھتے واپس نظریں آفتاب شیر خان پے موڑ گئی۔

پکنک۔۔۔ پے۔۔۔! آفتاب نے طنز آگیا۔

سچ میں۔۔۔؟؟ کنول نے دماغ پے زور دیا۔ کیا واقعی وہ پکنک ماننے آئے تھے۔۔۔؟؟ آفتاب نے سر نفی میں ہلایا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کونل کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ کنول نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو آسودگی سے تھام لیا۔

کنول۔۔۔ میں نہیں۔۔۔ جانتا۔۔۔ ہمارے پاس اور کتنی سانسیں ہیں۔۔۔ لیکن۔۔۔ یں چاہتا ہوں۔۔۔ ہمارا ساتھ ہمیشہ رہے۔۔۔ آخری سانس تک۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

نجانے آفتاب اسے کیا کہنا چاہ رہا تھا۔؟؟ لیکن کنول نے اس کا ہاتھ مزید مضبوطی سے تھاما۔  
کنول آخری سانس تک آپ کے ساتھ ہے۔ خان۔۔۔! اس کے سینے پر سر ٹکایا۔  
پھر یہ بھی جانتی ہوں۔۔ گیس۔۔ کل کیا ہوا تھا؟ آفتاب نے سنجیدگی سے پوچھا۔  
کنول نے یاد کرنے کی کوشش کی۔ تو اسے کل کا گزر واقعہ سب یاد آنے لگا۔ اس کے چہرے پر فکر کی  
لکیں نمودار ہوئی ہیں۔ آفتاب کو مزید مضبوطی سے پکڑا۔  
ہم۔۔ ہم۔۔ کہاں ہیں خان۔۔؟ اور ہمارے بچے۔۔؟؟ وہ تو ٹھیک ہی ناں۔۔؟؟ اس کے دماغ میں  
اپنے بچوں کو لے کے فکر جاگی۔  
اللہ نے چاہا تو وہ بالکل ٹھیک ہوں گے۔ گھر میں سیو ہیں۔۔ وہ۔۔! خان نے دل سے کہا۔  
شکر ہے۔۔ کل وہ ہمارے ساتھ نہیں تھے۔۔! کنول نے گہر اسانس خارج کرتے کہا۔  
چلو۔۔ یہاں سے نکلتے ہیں۔۔! خان نے اس کا ہاتھ تھاما اور وہاں سے قدم ان بڑی بڑی جھاڑیوں سے  
باہر کی جانب بڑھائے۔ جہاں کھلا میدان تھا۔ اور کہیں سے بھی دشمن گھات لگائے بیٹھا ہو سکتا تھا۔  
خان نے کنول کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔ اور اندازے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کہیں بی کسی کی بھی موجودگی کا احساس نہیں ہوا تھا۔ شاید۔۔ سب جاچکے ہو۔۔؟؟ یا۔۔؟؟ پھر کوئی۔۔ سازش پھر سے۔۔؟؟ خن سوچتے ہوئے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ کہ اسے قریب ہی قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ وہیں رکا۔ اور کنول وپ رہنے کا اشارہ کیا۔ ساری توجہ آنکھیں بند کرتے آنے والے کے قدموں پے ٹکائی۔ وہ کتنے لوگ ہو سکتے تھے۔ اندازہ کر رہا تھا۔ یکدم سے آنکھیں کھولتا وہ کنول کو لیے اک درخت کی اوٹ میں ہوا۔ آفتاب شیر خان جتنا تھا وہ تین کے قریب آدمی تھی۔ لیک اسلحے سمیت۔ گن تو خاکے پاس بھی تھی۔ کل جن کو مارا تھا۔ ان سے وہ گزرنے کے اپنے رکھ چکا تھا۔ ہا۔ اور اب۔۔ اس گن کے استعمال کا وقت آن پہنچا تھا۔ کنول۔۔۔ کچھ بھی ہو جائے۔۔ باہر مت نکلا۔۔! گن لوڈ کرتا وہ کنول سے مخاطب ہوا۔ آپ۔۔۔؟؟ مت جائیں۔۔ کنول گھبرائی تھی۔ ادھر دیکھو میری طرف۔۔! جاننا۔۔ ہے۔۔ ناں۔۔ بچوں کے پاس۔۔؟؟ تو۔۔ حوصلہ رکھنا ہو گا۔۔! ہمارے بچوں کو ضرورت ہے ہماری۔ اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھا مے وہ اس سے جذب کے عالم میں مخاطب ہوا۔ کنول اسے دیکھتے بہت بری طرح گھبرا رہی تھی۔ اس کا دل انجانے خوف میں گھر گیا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اتنے میں وہ آدمی وہاں پہنچ چکے تھے۔ خان ایک لمحے کی دیری بھی کیے بنا۔ ایک طرف ہوتا۔ ان پے یکے بعد دیگرے فائی رکھول چکا چکا تھا۔

وہ ایک دم سے بوکھلائے تھے۔ کی کہاں سے گولیاں چلیں انہیں سمجھ نہ لگی۔ انہوں نے بھی جوابی کاروائی کی۔ لیکن۔۔۔ خن خود کو بچا گیا۔ ان میں سے دو گولی کھاتے گر چکے تھے اب ایک بچا تھا۔ اور خان کی گن میں بھی ایک ہی گولی بچی تھی۔ مطلب غلطی کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی تھی۔

وہ شخص خود کو بچاتا ایک طرف چھپا تھا۔ کہ اس کی نظر کنول پے جا ٹھہری۔ اس کی آنکھیں چمکیں تھیں۔ جھٹ سے کنول کے پیچھے جاتے اسے قابو کیا۔ کنول کی چیخ نکل گئی۔ آفتاب خان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

درخت کی اوٹ سے چھپتا وہ کنول کو اس کی حراست میں دیکھ چکا تھا۔ مٹھیاں بھینچتا وہ اپنی گن کو دیکھنے لگا۔

خان۔۔

READERS CHOICE

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

! اگر اپنی بیوی کی خیر چاہتے ہو تو۔۔ خود کو ہمارے حوالے کر دو۔۔ ورنہ۔۔ تمہاری بیوی جن سے جائے گی۔ اس آدمی نے اونچی آواز میں للکارا۔ جب کہ اس کی گن کی نال کنول کی شہ رگ پے تھی۔ کنول کا دل اتنا زور کا دھڑک رہا تھا۔ کہ اسے لگا بھی باہر آ جائے گا۔

میں تین تک گنوں گا۔ خان۔۔؟؟ اس کے بعد۔۔۔؟؟ وہ آدمی ابھی اتنا ہی بولا تھا۔ کہ خان سختی سے آنکھیں میچ کے کھولتا یکدم سامنے آیا۔

ایک پل کو خان کو سامنے دیکھ وہ آدمی کانپا تھا۔ آفتاب شیر خان کی دہشت کو کون نہیں جانتا تھا۔ لیکن اس وقت وہ ہمت کیے کھڑا رہا۔ کیونکہ آفتاب شیر خان کی جان اس کی بیوی میں تھی۔ جو اس آدمی کے قبضے میں تھی۔

کوئی چالاکی مت کرنا۔ خان۔۔۔۔۔! ورنہ۔۔ گولی۔۔ تمہاری بیوی کے۔۔ اندر گھسادیں گا۔ وہ آدمی ڈرتے ڈرتے بولا تھا۔

جب کہ خان بنا ڈرے اس کی طرف گن تانے بڑھا تھا۔ وہ ڈر کے مارے پیچھے ہوا۔ کنول کو بھی دھا لگا تھا پیچھے کی طرف۔ جب کہ کنول کی نظریں سامنے کھڑے آفتاب پے ہی ٹکیں تھیں۔

خان۔۔۔! دور رہو۔۔؟؟ ورنہ۔۔ گولی چل جائے گی۔۔! وہ گھبرائے ہوئے بولا تھا۔



## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

چلاؤ۔۔ گولی۔۔! خان نے بناپک جھپکے اسے کہا۔ تو ایک پل کو کنول شدر رہ گئی۔ جب کہ دوسری جانب وہ آدمی سخت گھبراہٹا تھا۔

دیکھو۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔ گولی۔۔ چل جائے۔۔ گی۔۔ وہ ہکلا یا تھا۔

تو چلاؤ۔۔ ناں۔۔! خان زور سے دھاڑا تھا۔ کہ کنول بھی سہم گئی تھی۔

تم۔۔ گولی نہیں چلا سکتے۔۔ کیونکہ تم جانتے ہو۔ گولی چلانے کے بعد۔۔ تمہارا کیا ہو گا۔۔؟؟ خان۔۔ تمہارا کیا حال کرے گا۔۔ تم سوچنا بھی نہیں چاہو گے۔۔! کہتے ہوئے وہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن وہ گولی نہ چلا سکا۔۔ اور تھر تھر کانپ رہا تھا۔

مجھے۔۔ مجھے چھوڑ دو۔۔ خان۔۔! وہ پیچھے کو ہٹا تھا۔ کنول کے اوپر سے اس نے ہاتھ ہٹالیا تھا۔ وہ پیچھے ہوتا سخت گھبراہٹا تھا۔ لیکن خان نے دم سادھے کھڑی کنول کو سینے سے لگاتے گولی اس شخص کے شہ رگ پے چلائی تھی۔

کہ ایک چیخ بلند ہوئی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔

کنول کا دل بری طرح سہا تھا۔ اور بے یقینی سے آفتاب خان کو دیکھا۔ اس وقت اس کے چہرے پے قہر تھا۔ ایسا قہر کے سامنے والا اس کے عتاب سے کبھی بچ نہ پائے۔

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کنول کو بھی اسے فیکھتے خوف سا محسوس ہوا۔

کیا بنا۔۔؟ شہیر نے غفار سے پوچھا۔

اس نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔ کچھ پتہ ہیں چل سکا بھی تک سبھی انہیں ڈھونڈنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن۔۔؟؟

کوشش۔۔؟؟ شہیر چلایا تھا۔ مجھے خان چاہیے۔۔ ہر حال میں۔۔ سنا۔۔ تم نے۔۔! اس نے قطعی انداز میں کہا۔ تو وہ غفار پر تفکر انداز میں سر ہلاتا باہر نکلا۔ کہاں ہو تم۔۔؟ یار۔۔؟؟ آفتاب کو یاد کرتا وہ جیسے بے بس ہوا تھا۔ بس دعا ہے کہ۔۔ تم اور بھابھی ٹھیک ہو۔۔! وہ ماتھے لو مسلتا وہاں سے خود بھی باہر نکلا۔



خان۔۔! آپ ٹھیک ہیں۔۔ ناں۔۔؟ کنول نے دھیرے سے اسے ڈرتے ہوئے پکارا۔

ہمم۔۔! چلو۔۔! آفتاب نے اسے نرم نظروں سے دیکھا اور اس کا ہاتھ تھامے وہاں سے نکلتا چلا گیا کچھسی دیر میں وہ سڑک پے آچکے تھے۔۔ دونوں اطراف سے سڑک سنسان بیابان لگ رہی تھی۔ کوئی بھی زری روح نہیں تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اب کیا کریں۔۔؟ کنول نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے خان کی جانب دیکھتے پوچھا۔  
اس طرف چلتے ہیں۔۔! آفتاب نے ایک طرف سڑک کے اشارہ کیا۔ لمبی سنسان سڑک دیکھتے کنول نے  
دہل کے تھوک نگلا۔

کہاں تک چلیں۔۔ گے۔۔؟ آفتاب کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے وہ ہلان ہوتے پوچھنے لگی۔  
آفتاب نے دونوں اطراف نظریں دوڑائی۔ کوئی بھی کس گاڑی کا نام و نشان نہ تک نہ تھا۔  
تبھی ایک گاڑی آتی دکھائی دی۔ لیکن وہ فل سپیڈ میں تھی۔ انہوں نے لفٹ کا اشارہ بھی کیا لیکن۔۔ گاڑی  
یہ جاوہ جا۔۔!

اوہ۔۔ خدا یا۔۔! اتنی سخت دھوپ ہے۔۔! اور ہمارا کوئی پرسان حال نہیں۔۔  
اللہ ہے نا۔۔! کیوں پریشان ہوتی ہو۔۔؟؟ آفتاب نے اس کی ڈھارس بڑھائی۔  
کنول مسکرائی تھی۔۔ بالکل۔۔! وہ آسمان کی طرف دیکھتی دل ہی دل میں اللہ سے رجوع کرنے لگی۔  
اسی لمحے ایک گاڑی اور دور سے آتی دکھائی دی۔  
جیسے ہی وہ قریب پہنچی۔۔ خان نے اس گاڑی کے پے فائی رکیا۔ وہ لڑکھڑائی تھی۔ آگے جا کے رکی تھی۔  
لیکن بمشکل ایکسیڈینٹ سے بچی تھی۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

خان۔۔؟؟ یہ کیا کیا آپ۔۔۔نے۔۔؟؟ کنول نے لرزتے ہوئے اسے دیکھا۔ جس کی آنکھوں میں کوئی خوف و ملال نہ تھا۔

ہاؤ۔۔ اسٹوپڈ۔۔!! تمہاری جرات کیسے ہوئی۔ اس طرح مجھ پے گولی چلانے کی وہ لڑکی نیچے اترتے چلائی تھی۔ آفتاب نے کان کھجاتے کنول کو دیکھا۔ جس نے نفی میس سر ہلایا۔  
ام سوری۔۔! پلیز۔۔ غلطی سے ہوا ہے۔! کنول نے صفائی دینا چاہی۔  
غلطی۔۔؟ مائی۔۔ فٹ۔۔! اس غلطی سے میری جان بھی جاسکتی تھی۔ وہ پھر سے چلائی۔  
وہ۔۔۔ ہمیں۔۔ لفٹ چاہیے تھی۔! کنول نے منمناتے کہا۔  
لفٹ۔۔؟؟ وہ حیرانی سے بولی۔

مطلب۔۔؟؟ لفٹ چاہیے۔۔ تو۔۔ کیا ایسے لفٹ لیتے ہیں۔۔؟؟ گولی مار کے۔۔؟؟ وہ پھر سے تڑخی۔  
سوری کہا تو ہے۔۔ پیاری۔! کنول نے سمائی لپاس کی۔ تو اس لڑکی نے منہ ٹیڑھا کر کے آفتاب کو دیکھا۔  
دونوں کی حالت کچھ ٹھیک نہ لگی۔

آپ زخمی ہیں۔۔؟؟ اب کی بار اس کی نظر پڑی تھی۔ اور اس نے پوچھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جی۔۔ ہمیں۔۔ آپ کی ہیلپ چاہیے۔۔! شہر تک پلیز۔۔؟؟ کنول نے لجاجت سے کہا۔ تو اس لڑکی نے ایک تنقیدی نظر دونوں پے ڈالی۔ کچھ سوچنے لگی۔ آپ کے پاس گن بھی ہے۔۔! تو کیسے لے کے جاسکتی ہوں۔۔ آپ کو۔۔؟؟ آئی ڈونٹ ٹرسٹ سٹرینجرز۔۔! وہ کوئی انیس بیس سال کی لڑکی تھی۔ کچھ معصوم اور کچھ عقل سے پیدل معلوم ہوئی تھی۔ میرے صبر کو بہت آزما رہی ہے۔۔ لگتا ہے۔۔ دوسری زبان میں بات کرنی پڑے گی۔۔! آفتاب نے کنول کے کان میں سرگوشی کی۔ نو۔۔! میں بات کر رہی ہوں۔۔ ناں۔۔! کنول نے اسے تنبیہ کی۔

پلیز۔۔ ہیلپ کر دیں۔۔ یہ گن صرف سیفٹی کے لیے ہے۔۔! کنول نے ابھی بھی دوستانہ انداز اپنایا تھا۔ ٹھیک ہے۔۔! آجائیں۔۔ لیکن۔۔ اس گن کو مجھے دینا ہوگا۔۔! اس کی شرط سن کے آفتاب کا میسٹر گھوما۔ وہ کچھ بولتا کہ کنول نے اس کے ہاتھ سے گن کھینچتے ہوئے اس لڑکی کو تھما دی۔ اور آفتاب کا باوتھا مے اسے کچھ بھی کہنے سے باز رکھا۔

اب تو آگیا یقین۔۔؟؟ اب چل سکتے ہیں۔۔؟؟ آپ کے ساتھ۔۔؟؟ کنول نے آنکھیں پھیلانے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

READERS CHOICE



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

اس لڑکی نے انہیں اوکے کاسائی ن دیا۔ اور وہ اس کے ساتھ گاڑی میں جا بیٹھے۔ وہ دونوں یہاں سے تو نچ نکلے تھے۔ اللہ نے ان کی اور زندگی لکھی تھی۔ ابھی۔۔۔ لیکن۔۔۔؟؟ آزمائش تو اب آنے والی تھی۔۔۔ کہ زندہ ہوتے ہوئے بھی زندگی کا احساس نہیں ہونا۔۔۔!



مونس۔۔۔ بیٹا۔۔۔ کھانا کھالو۔۔۔! اس طرح بھوکے نہیں رہتے میری جان۔۔۔! انابیہ نے اس کی منت کی۔۔۔ نہیں کھانا مجھے۔۔۔ جب تک ماما بابا نہیں آ جاتے۔۔۔! وہ غصہ ہوا تھا۔ بھیا۔۔۔! ملکہ کی روندھی آواز پے مونس چونکا۔ اور آگے بڑھ کے بہن کو حصار میں لیا۔ رونا نہیں۔۔۔ باربی۔۔۔! میں ہوں۔۔۔ ناں۔۔۔! وہ بہن کو رسلیاں دینے لگا۔ جو اس کے ساتھ لگی آنسو بہا رہی تھی۔ اور انابیہ یہ سین دیکھتی خود بھی اشک بار ہوئی تھی۔ اسی لمحے شہیر گھر داخل ہوا تھا۔ انابیہ نے بے چینی سے اس کی جانب دیکھا۔ جس کے چہرے پے پریشانی کے آثار واضح تھے۔

کچھ پتہ چلا۔۔۔؟؟ انابیہ نے مغموم امید سے پوچھا۔ اس نے تھکے ہوئی انداز میں نفی میں سر ہلایا۔ آگے بڑھ کے مونس اور ملکہ کو سینے میں بھینچا۔ وہ بھی شہیر سے باپ کی خوشبو محسوس کرتے اس کے قریب ہوتے کچھ سکون سا محسوس کرنے لگے۔ انکل۔۔۔! ہمارے بابا ماما کو واپس لے آئی ہیں اں۔۔۔! ملکہ نے روتے ہوئے ہچکیوں سے کہا۔ تو شہیر کی بھی آنکھیں نم ہوئی ہیں۔ وہ آجائیں گے بیٹا۔۔۔! آپ

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کے بابا ممدادوں بہت بہادر ہیں۔۔ نڈر۔۔ بریو۔۔! وہ ضرور واپس لوٹیں گے۔۔! آپ اللہ سے دعا کریں گے۔۔ ناں۔۔! اللہ ضرور سنے گا۔ اللہ بچوں کی دعا جلد سنتا ہے۔۔ میری جان۔۔! شہیر نے اسے گلے سے لگایا۔ انکل۔۔! ممما کہتی ہیں۔۔ میں بہت سٹرونگ گرل ہوں۔۔! ملکہ نے آنسو صاف کرتے کہا۔ یس۔۔ گڈ۔۔! آپ بہت پیاری اور بہت بہادر ہیں۔۔ شہیر نے اسے گلے سے لگاتے ماتھے پر بوسہ دیا۔ اور خود بچوں کو پاس بٹھا کے بھلا پھسلا کے کھانا کھلایا۔

تبسم آنٹی۔۔؟؟ کیسی ہیں۔۔؟ انہوں نے کچھ کھایا۔۔؟ شہیر کو ان کی فکر ہوئی۔ ممما۔۔ ان کے پاس ہی ہیں۔۔ بہت مشکل سے کھایا۔ اور میڈیسن دے کے زبردستی سلایا۔ انابیہ کے لہجے میں فکر مندی تھی۔  
۔۔ مممم۔!

انابیہ نے ناجیہ بی بی کو بچوں کو روم میں لے جانے کا کہا۔ بچے خاموشی سے ان کے ساتھ چلے گئے۔ آپ کو پتہ ہے۔۔؟؟ یہ سب کس نے کروایا۔۔؟ انابیہ اس کے پاس ہی بیٹھتے بولی۔ شہیر نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

جاوید خان۔۔۔! انابیہ کے لبوں سے ادا ہونے والا نام سنتا۔۔ شہیر چونکا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تمہیں کانے بتایا۔۔۔؟؟ وہ حیران ہوا تھا۔ تبسم آنٹی نے۔۔۔! انابیہ جھٹ سے بولی۔ اور پھر تمام بیگم کی کہی ہوئی ساری باتیں شہیر کو بتادیں۔

شہیر کے دماغ کی رگیں تنیں تھیں۔ کیا۔۔ ان کی بہن۔۔ یہیں۔ تھی۔۔؟؟ شہیر کے سوال پے انابیہ نے اس کی طرف نا سمجھی سے دیکھا۔ تبسم آنٹی یہی بتا رہی تھیں۔۔۔۔ کل ہی وہ واپس لوٹیں ہیں۔ حیدر آباد۔۔۔! اپنی میکہ۔۔۔! انابیہ نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

مجھے جانا ہو گا۔۔۔! شہیر فوراً اٹھا۔ اس کے دماغ میں کچھ جھماکہ سا ہوا تھا۔ اسے اب سب سمجھ میں آرہا تھا۔ کہاں جارہے ہیں آپ۔۔۔؟؟ انابیہ نے روکا۔

ضروری کام ہے۔۔ جلدی ہی لوٹوں گا۔۔! شہیر کہتے ہوئے باہر نلت چلا گیا۔ الہی خیر۔۔۔! نجانے یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔؟؟ لہا سب پے رحم کرنا۔۔۔ انابیہ نے اپنے اللہ کو پکارا۔



سر۔۔ وہ فرار ہو چکے ہیں۔۔! جاوید خان کے خاص آدمی نے اسے اطلاع دی۔ تو جاوید خان نے اسے زوردار طمانچہ دے مارا۔ سب حرام خود ہو۔۔۔! ایک آدمی ہی نہیں پکڑا جاسکا ابھی تک۔! غصہ ساتویں پے تھا۔

نکلو۔۔۔ دفع ہوؤ۔۔۔ میری نظروں سے۔۔۔! جاوید خا چلایا تھا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔! اب ہم سب گئے کام سے۔۔۔ وہ آفتاب شیر خان۔۔۔! اب کسی کو نہیں

چھوڑے گا وہ۔۔۔! جاوید خان آواز پے پلٹا۔ وہ زہر خند لہجے میں کہا۔

تو۔۔۔؟؟ اب کیا کروں۔۔۔؟؟ بھنگڑا ڈالوں یا سوگ مناؤں۔۔۔؟ جاوید خان تڑخا۔

نہ بھگڑا نہ سوگ۔۔۔! سیدھا سیدھا ماتم کیتیار کرو۔۔۔ کیونکہ وہ آنے والا ہے۔۔۔ شیر کی طرح۔۔۔ مارگا

نہیں۔۔۔ چیر پھاڑ کے رکھ دے گا۔ وہ لڑکی دانت چبا چبا کے بولی۔ جاوید خان نے دہل کے اسکی جانب

دیکھا۔

اس سے پہلے ہی اسے ایسے چکر و یو میں ڈالے گا یہ جاوید خان کہ مجھے تو وہ بھول ہی جائے گا۔۔۔! جاوید خان

اب اپنے بچنے کی پلاننگ کر رہا تھا۔

@#####

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ چھوٹے خان۔۔۔؟؟ غفار شہیر کی ساری بات سنتا گھبرا یا تھا۔ وہ اتنی جلدی اس

ماسٹر مائی نڈ تک پہنچ جائے گا۔ غفار کو آئی یڈیا نہیں تھا۔

تم نے سنا نہیں۔۔۔؟ راجو دوبارہ پوچھ رہے ہو۔۔۔؟؟ شہر نے تنگ کے ماتھے پے بل ڈالے کہا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

چھوٹے خان۔۔ ان کے علاقہ میں جانا۔۔ خطرے سے خالی نہیں۔۔! غفار نے سمجھنا چاہا۔ شہیر نے گن لوڈ کر کے اس کی جانب دیکھا۔ میں نے تم سے مشورہ نہیں۔۔ مانگا۔۔ میرے بھائی آفتاب شیر خان کو خون اتنا سستا نہیں۔۔ کہ اس کے قاتل کو معاف کر دوں۔۔! خان۔۔ ہوں۔۔ بدلہ بھ پوری شان سے لوں گا۔ کہ جاوید خان کی نسلیں بھی یاد رکھیں گیں۔ اس کا قطعی انداز غفار کو بہت کچھ غلط ہونے کا احساس دلارہا تھا۔ وہ چاہے بھی۔ شہیر کو روک نہیں سکتا تھا۔ وہ خان تھا۔ آفتاب شیر خان کا بھائی۔ اس پے جان چھڑکتا تھا۔ اس کے لیے جان دے بی سکتا تھا۔ تو جان لے بھی سکتا تھا۔ اور غفار۔۔! ایسا ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ وہ آفتاب شیر خان کی واپس کا انتظار کر رہا تھا۔ تاکہ وہ خود واپس لوٹ کے۔۔۔ پنے مجرموں کو خود سزا دیں۔ لیکن۔۔ یہاں تو۔۔ الٹی ہی گنگہ بہہ رہی تھی۔

اب ہو گا کیا۔۔؟؟ آگیا ٹویسٹ۔ کون ہو گا۔۔؟ ادا سٹرمائی نڈ۔۔؟ کس کی ہے یہ سب سازش۔۔؟؟ کون۔۔ ہو گا۔۔؟؟ بم بلاسٹ کے پیچھے۔ اگلی قسط ہو گی۔۔ سیکنڈ لاسٹ۔۔ کہانی کا ادھورا پن۔۔ مکمل ہو گا۔

تھرڈ سیزن میں۔۔ تھرڈ سیزن۔ نام۔ دل کو قرار آیا۔

آفتاب شیر خان۔ مونس اینڈ ملکہ

شہیر۔۔ خانزادہ۔۔ معاویہ اینڈ۔۔ علیزے۔



میرے نکاح میں ہو      سینہ ۲      منہا چوہان

شاہ میر خانادہ منہا۔ جڑواں بچے۔۔

اور عظمیٰ کا بیٹا۔۔۔ دبنگ انٹری۔۔۔ زیشان ارسل۔

کیا ہونے جا رہا ہے۔۔؟ نیکسٹ سیزن میں۔۔؟؟ روستی۔۔؟؟ دشمنی۔۔۔۔ یا۔۔۔ محبت۔۔؟ لیکن۔۔۔ اگلا

سزین تھری ہو گا لاسٹ اینڈ فائی نل۔۔ سیزن جس کا نام بھی یہی ہے۔۔۔ دل کو قرار آیا۔

شہیر غفار اور اپنے آدمیوں کے ہمراہ جاوید کے خان پبلس میں قدم رکھ چکا تھا۔ اب لڑائی آریا پار کی تھی۔

پہلیس میں آنے تک جاوید خان کی ایک آدمیوں کو وہ موت کے گھاٹ اتار آیا تھا۔ اس کے تمام

سیکیورٹی گارڈز ایک ایک کر کے جان سے ہاتھ دھورے تھے۔ وہ آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ آندھی طوفان کی

طرح سب بہا کے لے جا رہا تھا۔ جاوید خانہ۔۔۔۔! شہیرا ونچی آواز میں للکارا۔ تو وہ جواندر چھپ کے

بیٹھے تھے اس لکار پے بری طرح گھبرائے۔

شہیر جانتا تھا۔ جاوید خان جتنا ڈر بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اتنا ہے نہیں۔۔! اندر سے وہ انتہائی ڈرپوک

انسان تھا۔ وہ صرف اپنے فائی دہ کا سوچتے ہوئے آگے بڑھنا جانتا تھا چالیس ط

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

چلنا جانتا تھا۔ لڑوانا جانتا تھا۔ لیکن مردوں کی طرح آمنے سامنے بت کرنے کی س کیا تھی ہمت نہ تھی۔ سامنے آؤ۔۔ جاوید خان۔۔! ورنہ یہاں اور خون کی ندیاں بہیں گیں۔۔ جس سے تم۔۔ اور تمہارا خاندان بچ نہیں پائے گا۔ شہیر گن تانے اونچی آواز میں بولتا ایک بار ان سب کو سٹپٹانے پے مجبور کر گیا۔ تم نے تو کہا تھا۔۔ آفتاب شیر خان آئے گا۔؟ لیکن۔۔ یہ تو۔۔؟؟ کوئی اور ہی آن دھمکا۔۔ میرا سارا پلان چوپٹ ہو گیا۔ جاوید خان اپنی گھٹیا چال کو ضائع ہوتا دیکھ ساتھ ہی متفکر کھڑی۔۔۔۔۔ سے پوچھا۔

مجھے کیا پتہ تھا۔۔؟؟ مجھے تو یہی اندازہ تھا۔۔ آفتاب شیر خان آئے گا۔۔ لیکن۔۔ یہ اس کا بھائی ہے۔۔۔۔۔ کزن۔۔۔! کم یہ بھی نہیں۔۔۔! وہ زہر خند لہجے میں بولی۔ پھر اسی کا بندوبست کر لیا جائے۔۔؟؟ جاوید نے آنکھیں گھوما کے پوچھا۔ وہ عورت سوچ میں پڑ گئی۔۔ آفتاب شیر خان۔۔۔ مزید پاگل ہو جائے گا۔۔ اگر اسے۔۔۔ یہ سب پتہ چلا تو۔ بہتر ہو گا۔ آفتاب شیر خان کو سیدھا موت کے گھاٹ اتارو۔۔ یہ۔۔ شہیر خان زادہ۔۔ خود ہی ٹوٹ جائے گا۔ اس عورت کے اندر نفرت اجاگر ہوئی تھی۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کیا وہ ایسی تھی۔۔؟ کیوں۔۔؟ ایسا کیا اس نے۔۔؟ کیا وجہ رہی اس نفرت کی۔۔؟ جو اچانک سے وہ اتنی بڑی چال کھیل گئی۔۔! اس بات سے انجان کے آگے اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔۔؟  
اسے تو بعد میں دیکھ لیں گے۔۔۔ چلو۔۔۔ پہلے اس کی خون کی ندیاں بہانے کا ارمان تو پورا کر دیں۔۔ جسے یہ لگتا ہے۔۔ کہ اس نے مجھے توڑ دیا۔۔ ورنہ۔۔ خان پیلس میں گھسنا۔۔ جاوید خان کی اجازت کے بنا۔۔؟؟  
ناممکن ہے۔۔۔! آؤ۔۔ اسے بتاتے ہیں۔۔ اس لنکا میں آنا تو آسان ہے لیکن جاننا۔۔؟؟ ناممکن! خباثت سے کہتا وہ اس عورت کے ہمراہ باہر نکلا تھا۔

سامنے ہی شہیر اپنے آدمیوں کے ہمراہ کھڑا نہیں آتا دیکھ رہا تھا۔ ایک پل کو شہیر کا وجود کانپا تھا۔ اس کی نظروں کا دھوکا نہیں تھا۔ حقیقت بہت ظالم تھی۔ گن کے ٹریگ پے اس کا ہاتھ لرزا تھا۔  
آؤ۔۔ خاناں۔۔! تمہارا ہی انتظار تھا۔ جاوید خن نے اونچی آواز میں شہیر کا ویلکم کیا۔

بہت دیر کر دی۔۔ مہرباں آتے آتے۔۔! جاوید خان نے مکر اتے ہوئے شعر پڑھا۔ جب کہ وہ عورت مسلسل شہیر کو دیکھے جا رہی تھی۔ اس کی نظروں میں موجود نفرت۔۔ شہیر با آسانی دیکھ سکتا تھا۔

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کاش۔۔۔ کہ مجھے۔۔۔ پہلے پتہ چلا جاتا۔۔۔ اس سب سازش کا حصہ۔۔۔ تم ہو۔۔۔! میرے بھائی کی جان کے پیچھے تم ہو۔۔۔ تو آج۔۔۔ میرا بھائی۔۔۔ میرے ساتھ ہوتا۔۔۔ شہیر کے لہجے میں درد کرب۔ تکلیف غصہ کیا کچھ نہیں تھا۔

اب پتہ چل گیا ناں۔۔۔؟؟ وہ پھنکاری تھی۔ شہیر نے گن ابھی بھی ان پے تانی ہوئی تھی۔ لیکن وہ زرا بھی نہ بوکھلائی۔ اور دھیرے دھیرے چلتے سیڑھیاں اترتی نیچے آئی۔ شہیر بس اسے گن کے نشانے پے رکھے قہر سے دیکھ رہا تھا۔

چھی چھی۔۔۔۔۔! کیسے دوست۔۔۔ کیسے بھائی ہوناں۔۔۔ تم۔۔۔؟ بھائی کا ایکسڈینٹ ہو گیا۔۔۔ اور تمہیں پتہ ہی نہ چلا۔ تمسخرانہ انداز میں کہا۔ جب کہ جاوید خان وہیں اوپر کھڑا ان کا تماشا دیکھنے لگا۔ افسوس۔۔۔ تو اس بات کا ہے۔۔۔ جسے وہ بہن کہتا تھا۔۔۔ مانتا تھا۔۔۔ جان نہ چھوڑ کر تا تھا۔۔۔ وہی اس کی جان کی دشمن نکلی۔۔۔! شہیر نے بھی نفرت و حقارت سے کہا۔۔۔ عظمیٰ نے لب بھیجے۔

نہیں۔۔۔ وہ میرا بھائی۔۔۔! بھائی ایسے ہوتے ہیں۔۔۔؟؟ سب کچھ خود ہڑپ کر لیا۔۔۔ اور ہمیں کیا ملا۔۔۔؟؟ کیا جائیداد میں سارا حق۔۔۔ بیٹوں کا ہوتا ہے۔۔۔؟؟ ہم بیٹیاں۔۔۔ کہاں ایکسزٹ کرتی ہیں۔۔۔؟؟ ہمارا کیا

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

حق بنتا ہے۔۔؟؟ کچھ بھی نہیں۔۔؟؟ عظمی بھڑکتے ہوئے بولی تھی۔ شہیر اور غفارس کی سنتے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ شہیر نے نفی میں سر ہلایا۔

ایک بار صرف ایک بار۔۔ خان سے کہتیں۔۔ وہ اپنا سب کچھ آپ کو دے دیتا۔۔ سب۔۔ کچھ۔۔

افسوس۔۔ جان ہی نہ پائی۔۔؟ اتنی سنگدل اور سفاک نکلیں۔۔ کہ اپنے بھائی کو ہی مار ڈالنے کی کوشش کی۔۔؟؟ اور۔۔ یہ سوچ لیا۔۔ کہ۔۔ بچ بھی جائی یں گیں۔۔؟؟ شہیر نے گن کے ٹریگر پے سختی سے انگلی رکھی۔ غصہ اتنا سخت تھا۔ کہ جی چاہا تھا۔ کہ وہیں زمین میں زندہ گاڑ دے۔

یہ بس باتیں ہی کرتے رہیں گے۔۔ یا گولی بھی چلائی یں گے۔۔؟؟ جاوید خان نے ماتھا مسلا۔

بس۔۔ ہو گیا۔۔؟؟ اب دفعہ ہو جاؤ۔۔ یہاں۔۔ سے۔۔ عظمی نے رخ پھیرا۔

شہیر چاہے بھی عظمی پے گولی نہیں چلا پارہا تھا۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link



# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

ہمارے ادر گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

<https://ezreaderschoice.com> آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

# تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

Email address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

[readerschoicemag@gmail.com](mailto:readerschoicemag@gmail.com)

Facebook groups : **Readers Choice,**

کہ تبھی ایک گولی چلی تھی۔ جو عظمیٰ کی کمر پے جا لگی تھی۔ ہر طرف ایک خاموشی چھائی تھی۔ دل چیر دینے والی خاموشی۔۔۔!

ڈرتے سہمتے سانس روکے عظمیٰ نے بے یقینی سے شہیر کی جانب دیکھا۔ جو بنا کسی تاثر کے اسے دیکھ رہا تھا۔ اپنی کمر پے ہاتھ رکھے وہ خون کو اپنی ہتھیلی پے دیکھتے لرزی تھی۔ دل و دماغ میں اپنے بیٹے کی شبیہ ابھری تھی۔ زیشان۔۔۔؟

مما۔۔۔؟ اسی پل۔۔۔ زیشان بھاگتا وہ ماں کے پاس پہنچا۔ شہیر کا ہاتھ نیچے کی طرف ڈھلک گیا تھا۔ زیشان روتے ہوئے کبھی ماں۔ اور کبھی شہیر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔  
مما۔۔۔؟ عظمیٰ نیچے گری۔۔۔ اپنے بیٹے کو بس دیکھے جا رہی تھی۔۔۔ وہ پھوٹ پھوٹ کے رو رہا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

مارڈالوان سب کو۔۔! جاوید خان کی آواز گونجی تھی۔ اور دوسری طرف سے بی گولیاں چلنی لگیں تھیں۔ غفار نے ہوش میں رہتے شہیر کو وہاں سے ہٹایا۔ اور اسے کور کیا۔ اپنا اور اس کا بچاؤ۔۔ کرتے وہ جاوید خان کے آدمیوں کے آمنے سامنے فائی رنگ کا تبادلہ کرتے کہیں آدمیوں کو مار گرا چکے تھے۔ ایک گولی آتی سیدھی شہیر کے سینے کے پار ہوتی کہ غفار نے وہ اپنے سینے پر کھائی۔

غفا۔۔؟؟ شہیر اسے گولی لگتے دیکھ تڑپتا اس کی طرف مڑا۔ اور اسے ایک بازو سے سہارا دیئے اس نے ان سب پر فائی رداغ دیئے۔ سبھی کو اپنی گولیاں کے نشانے پر رکھے وہ زخمی غفار کو لیے وہاں سے نکلتا تھا۔ اور نکلتے نکلتے ایک گولی جاوید خان کی طرف ضرور چلائی تھی۔ اسے لگی یا نہیں۔۔؟ راہ نہیں دیکھا۔ اسے اور غفار کو کور کرتے وہ وہاں سے نکلے تھے۔

گاڑی میں پہنچتے ہوئے بھی سب آدمیوں نے ان کو کور کیا۔ کچھ ان کے آدمی بھی جاں بحق ہوئے تھے۔

سر۔۔ فوراً نکلیں یہاں سے۔۔؟؟ ایک آدمی نے آگے بڑھ کے کہا۔ غفار کو ہاسپٹل پہنچاؤ۔۔ فوراً۔ اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔ سنا تم سب نے۔۔؟؟

شہیر چلایا تھا۔ غفار کو گاڑی میں ڈالتے ہاسپٹل کا رخ کیا۔

خان۔۔ چھوٹے خان۔۔! اسی لمحے ایک گاڑی آ کے رکی۔ شہیر ان کی طرف متوجہ ہوا۔

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

خن واپس لوٹ آئے ہیں۔۔ جلدی چلیں۔۔! اس آدمی کے اطلاع دیتے ہی شہیر خان کا دل عجیب لہہ پے دھڑکا۔ ایک پل کو اوپر آسمان کی جانب دیکھتے رب کا شکر ادا کیا۔ اور فوراً گاڑی میں بیٹھتا گاڑی خان منشن کی جانب موڑ دی۔

وہ جلد از جلد آفتاب شیر خان سے ملنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے کے بہت دیر ہو جاتی۔۔۔



مما۔۔؟؟ ممما۔۔؟؟ آپ ٹھیک ہیں۔۔؟ پلیز۔۔ پلیز۔۔ ممما آنکھیں کھولیں۔۔؟؟ زیشان کی روتی آواز سنتے عظمیٰ نے بمشکل آنکھیں کھولتے دیکھا۔ اور زیشان کے چہرے پر ہاتھ پھیرتے آنکھوں میں آنسو لیے۔۔ عظمیٰ نے مسکراتے اسے دیکھا۔ اور آخری ہچکی لی۔ وہیں اس کا دم نکلا۔ اور جاوید خان بھاگتا ہوا بھانجی تک پہنچا تھا۔

عظمیٰ۔۔؟؟ عظمیٰ۔۔ آنکھیں کھولو۔۔؟؟ انہوں نے گھبرائے ہوئے اس کی نبض چیک کی۔ اس کے دل کی دھڑن رک چکی تھی۔ زیشان نے بہت آس بھری نظروں سے۔۔ جاوید صاحب کی طرف دیکھا۔ جنہوں نے آنکھوں میں آنسو لیے نفی میں سر ہلاتے عظمیٰ کی آنکھیں بند کر دیں۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

زیشان پھوٹ پھوٹ کے ماں سے لپٹ کے رو دیا۔ دوسری طرف جاوید صاحب کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ ارسل کو وہ کیا جواب دیں گے۔؟؟ جو اپنا بیٹا۔۔ اور بیوی ان کے پاس امانت کے طور پر چھوڑ کے شہر سے باہر گئے تھے۔

یہ۔۔۔ شہیر خان نے کیا ہے۔۔ شہیر خان۔۔۔! نہیں۔۔ چھو صوں گا۔۔ تمہیں۔۔۔ جان سے مار ڈالوں گا۔۔ جاوید خان اٹھ کے کھڑے ہوتے چلایا تھا۔ زیشان نے انکے چلانے پر نہیں۔۔ اس نامیہ فوکس کیا تھا۔ جو جاوید خان کے لبوں سے ادا ہوا تھا۔



خان۔۔۔؟؟ آفتاب شیر خان سب سے مل رہا تھا۔ تبسم بیگم اسے زندہ سلامت دیکھ کر بے شکرا دعا کر رہی تھیں۔ کنول بچوں سے مل کے جی اٹھی تھی۔ انابیہ بھی کنول اور خان کو دیکھ خوش ہوئی تھی۔ شہیر۔۔۔ خان کہاں ہے۔۔؟؟ آفتاب نے اپنے زخموں پر ایک نظر ڈالتے ماں سے پوچھا۔

وہ تو۔۔ غفار کے ساتھ۔۔ نکلے تھے۔؟؟ آپ کو ڈھونڈنے۔۔! ابھی تک لوٹے نہیں۔۔ تبسم بیگم دھیرج سے کہا۔ وہ بیٹے کے زخموں پر مرہم لگا رہی تھیں۔ کنول نے مڑ کے اپنے محافظ کو دیکھا۔ جس کے ہوتے اسے کوئی ڈر کوئی خوف نہیں تھا۔ اتنے سارے دشمنوں میں۔۔۔ موت کے منہ سے۔۔ وہ اسے نکال لایا تھا۔ اسے اپنے شوہر اپنے مجازی خدا پر فخر تھا۔ اوت اسکے دل میں اس کا مقام مزید بڑھ گیا تھا۔ سچ



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہی تھا۔ اللہ کے نبی کا فرمان ہے۔۔ کہ اگر۔۔ اللہ کے بعد سجدہ کسی کو جائی نہ ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے مجازی خدا کو سجدہ کرے۔ کنول نے تشکر سے آنکھیں موند لیں۔ اپنے شوہر کو وہ جن میٹھی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ آفتاب خان سے وہ چھپا نہیں رہ سکا۔

کنول۔۔ یہاں آؤ۔۔ بیٹا۔۔! آ کے زخموں پر مرہم لگا دوں۔۔! تبسم بیگم نے اسے پکارا تو وہ بچوں کو گلے سے پھر سے لگاتی اٹھی تھی۔ بچے بھاگتے ہوئے خان سے جا لپٹے تھے۔ اب۔۔! آفتاب شیر خان نے انہیں اپنے سینے سے بھینچ لیا۔ وہ باپ کے چہرے کو چوم رہے تھے۔ آفتاب خان نے انہیں دیکھتے پر سکون ہوتے آنکھیں موندیں۔

آفتاب فریش ہوتا باہر نکلا تھا۔ وہ کافی دیر سے شہیر خانزادہ کا انتظار کر رہا تھا۔ جو ابھی تک نہیں لوٹا تھا۔ اس کے نمبر پر بھی کال ملا چکا تھا۔ غفار کے نمبر پر بھی

لیکن کوئی اسے کچھ نہیں بتا رہا تھا۔ آفتاب شیر خان کا دماغ اس وقت پر سکون تھا۔ وہ جانتا تھا اس سب کے پیچھے جاوید خان ہے۔ اور وہ جاوید خان کو بہت اچھی سزا دینے والا تھا۔ اس کے لیے اس نے بہت کچھ سوچ رکھا تھا۔ لیکن نہیں۔۔ جانتا تھا۔۔ کبھی کبھار جو انسان سوچتا ہے۔۔ وہ ہوتا نہیں۔۔! وہ اپنے کف فولڈ کر

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

رہا تھا۔ جب کنول اندر داخل ہوئی۔ آفتاب اس کی جنب مڑا۔ جو دھیرے سے اس کے پاس آتی مسکرائی تھی۔ اس کی مسکراہٹ میں ایک آسودگی تھی۔ کیا ہوا؟؟ بچے ٹھیک ہیں۔؟؟ بہت آپ سیٹ ہو گئے تھے ناں۔؟ آفتاب نے پرفیوم اٹھایا تھا۔ جو کنول نے اس کے ہاتھ سے لیتے خود اس کے اوپر چھڑکاؤ کرنے لگی۔ آفتاب نے بہت وارفتگی سے اسے دیکھا تھا۔ ہینڈ سم لگ رہے ہیں۔۔۔! وہ تھوڑا قریب ہوئی تھی۔ آفتاب نے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے خود سے قریب کیا۔ آپ مجھے دعوتِ عامدے رہی ہیں۔۔۔! اس کے چہرے پے پر تپش سانسوں کو چھوڑتے وہ گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔ تو نول کے دل کی دھڑنوں میں ارتعاش پیدا ہوا۔ اس کے گلے میں دونوں بانہوں کو ڈالے خود بھی اس کے پاس ہوتی وہ آفتاب کے جذبات کو ہوا دے رہی تھی۔ مکمل آپ کی ہوں۔۔ ہمیشہ سے آپ کی تھی۔۔ آپ کی ہی رہوں گی۔۔! بہت جذب کے عالم میں کہتے آفتاب کے ماتھے پے اپنے لب رکھے۔ اس کے لمس پے آفتاب شیر خان نے آنکھیں بند کرتے دل سے محسوس کیا۔ کیا کچھ نہ تھا اس ایک لمس میں۔۔ پیار محبت شدت احترام سکون۔۔! اس سے پہلے کے وہ پیچھے ہوتی آفتاب نے اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالے اس کے لبوں کو اپنی دسترس میں لیا۔ وہ بہت بری طرح بوکھلائی تھی۔ لیکن مزاحمت نہ کر سکی۔ ان دونوں کا دل ایک ہی تال پے دھڑک رہا تھا۔ اپنی تشنگی کو بڑھتا دیکھ وہ خود ہی پیچھے ہٹا۔ تھینک یو۔۔۔ واپس آنے

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کے لیے۔۔۔! مجھے زندگی کو واپس جینے کے لیے۔۔۔! آفتاب نے اس کے ماتھے سے ماتھا جوڑا۔ اور دل سے اسے کہا۔ کنول نے اس کی جانب بہت محبت سے دیکھا۔ آپ کبھی شکریہ۔۔۔! میری غلطیوں سمیت مجھے معاف کرنے کا۔۔۔! مجھے اپنی زندگی میں واپس لانے کا۔۔۔ کنول نے اس کے سینے پر سر رکھا۔ تو آفتاب نے اسے اپنے حصار میں لیا۔

اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دستک بہت اونچی آواز میں ہو رہی تھی۔ آجائیں۔۔۔! آفتاب نے اندر آنے کی اجازت دی۔ تو ملازمہ گھبرائے ہوئے اندر داخل ہوئی۔

خان جی۔۔۔! جلدی سے باہر آئی ہیں۔۔۔ غضب ہو گیا۔ وہ بہت گھبرائی ہوئی تھی۔ آفتاب اور کنول نے پریشانی سے اسے دوسرے کی جانب دیکھا اور باہر کی طرف قدم بڑھائے جہاں۔۔۔ غفار کے ساتھ کام کرنے والا ایک خاص آدمی کھڑا پریشانی سے اور بے چینی سے آفتاب کا انتظار کر رہا تھا۔

کیا ہوا۔۔۔ علی شیر۔۔۔؟؟ آفتاب سیڑھیاں اترتا نیچے آیا۔ علی شیر نے جذبہ کے عالم میں آفتاب شیر خان کو دیکھا ایک پل کو وہ سہا تھا اس کی شخصیت ہی ایسی تھی۔ کہ سامنے والا مرعوب ہوئے بنا رہ ہی نہیں سکتا تھا۔ خان۔۔۔! گولی چلی ہے۔۔۔! اور۔۔۔؟؟ اسے سمجھ نہ آیا کہ کیسے بتائے۔۔۔؟؟ کیا کہنا چاہتے ہو

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

تم۔۔۔؟؟؟ کسے لگی گولی۔۔۔؟؟؟ آفتاب کے ماتھے پے بل پڑے۔ کنول بھی حیرانی سے دیکھتی وہیں  
سیڑھیوں پے ہی ٹھہر گئی۔

آپ کی۔۔۔ بہن۔۔۔! اب۔۔۔ اس دنیا میں نہیں رہیں۔ علی شیر کے بتانے پے آفتاب کو لگا اس کے سر  
پے آسمان گر پڑا ہو۔ سکتے کی کیفیت میں وہ علی شیر کو دیکھنے لگا۔ چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو چکا تھا۔ تم  
جانتے ہو۔۔۔؟؟؟ کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔؟؟؟ شیر کی رخ وہ غرایا تھا۔ معاف کیجے۔۔۔! لیکن۔۔۔ یہی سچ  
ہے۔۔۔! علی شیر نے سر جھکائے کہا اور ایک پل کی دیری کیے بنا ہو باہر نکلا تھا۔ علی شیر اس کے پیچھے بھاگا  
تھا۔ کنول منہ پے ہاتھ رکھے وہیں بیٹھتی چلی گئی۔ ایسا۔۔۔ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟؟؟ عظمی۔۔۔؟؟؟ کنول  
کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔۔! انا بیہ نے باہر آتے کنول کو روتے دیکھا تو اس کے پاس چلی آئی۔ اور  
عظمی ک پتہ چلا تو اس کے دل میں شہیر خان زادہ کا ہی خیال کوندا۔ اس کے دلمیں طرح طرح کے وسوسے  
پیدا ہونے لگے۔ یا اللہ۔۔۔ ایسا کچھ نہ ہو۔۔۔ خانم اور تبسم بیگم تک بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی۔ خان منشن میں  
اس وقت افراتفری مچ گئی تھی۔ سبھی کو آنے والے وقت سے خوف محسوس ہوا۔

READER'S CHOICE 

ایک طرف آفتاب شیر خان نے حیدر آباد پہنچتے جاوید خان کے خان پبلس میں قدم رکھا۔ تو وہیں دوسری  
طرف شہیر خان زادہ حیدر آباد سے کراچی پہنچتا غفار کی ہاسپٹل سے تسلی کرتا اب خان منشن پہنچا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہیں رک جاؤ۔۔ آفتاب شیر خان۔۔! جاوید خان نے آفتاب شیر خان کو اند آتے دیکھا جو فل سکیویرٹی میں آیا تھا۔ علی شیر نے اسے عظمیٰ کے مرنے کی خبر تو دے دی۔ لیکن اس کا غصہ اتنا سخت تھا۔ کہ وہ مزید کچھ بتانہ سکا۔ گھر کی دہلیز پر ہی آفتاب کے قدم ٹھہرے تھے۔ سامنے ہی اس کی بہن کی میت رکھی گئی تھی۔ زیشان اس کا بھانجا۔۔! عظمیٰ کا بیٹا وہیں نانی کے پاس ماں کی میت کے پاس بیٹھا تھا۔ وہ دس سال کا بچہ۔۔ یہ تصور ہی نہیں کر پار ہا تھا۔ کہ اب اس کی ماں نہیں رہی۔ بس وہ رو رہا تھا۔ ارد گرد سے بے خبر۔۔

اندر آنے کی اجازت نہیں دوں گا میں۔ جاوید خان للکارا تھا۔ میری بہن ہے وہ۔۔! آفتاب غصہ سے آگے بڑھا تھا۔

بہن۔۔؟؟ جب اس پے گولی چلی تب کہاں تھے تم۔۔؟؟ ایک طرف اپنے اس نام نہاد بھائی کو بھیج دیا۔ اس نے۔ میری بھانجی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کا دل نہیں کانپا۔۔۔؟؟ میری معصوم بھانجی کی جان لے لی۔۔! تم آگئے ہو۔ ڈرامہ کرنے۔۔! جاوید نے بھڑکتے ہوئے آفتاب کو کہا۔ تو آفتاب شیر خان نے پلٹ کے سوالیہ اور حیران نظروں سے علی شیر کو دیکھا جس کا سر۔۔ جھک گیا تھا۔ کیا ہوا۔۔؟؟ بھائی نے بتایا نہیں۔۔؟؟ کہ وہ کیا کارنامہ کر کے گیا ہے۔۔؟؟ جاوید اس کے حیران ہونے پر



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ظنمارتے بولا۔ آفتاب نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور آگے بڑھ کے بہن کو دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا۔ اسے۔۔ عظمیٰ کے لیے دل بے انتہاد کھاتا تھا۔ آنکھیں خود ہی نم ہوتی چلی گئی ہیں۔

چہرہ کا رخ موڑتا وہ آنسو صاف کر گیا۔ کچھ ہی دیر میں جنازہ کا وقت تھا۔ ارسل بھی اسی لمحے پہنچا تھا اس پے تو یہ خبر ہی پہاڑ بن کے ٹوٹی تھی۔ اسے تو جاوید خان نے ایک خاص میٹنگ کے لیے اچانک اسلام آباد روانہ کیا تھا۔ اسے کیا پتہ تھا۔۔؟؟ عظمیٰ اسے یوں چھوڑ جائے گی۔۔؟؟ وہ بہت رویا۔۔! ایک مرد ہو کے وہ رویا۔ اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ بیٹے کو سینے سے لگائے وہ سب کے ہمراہ جنازہ اٹھائے چل دیا۔ اسے ایک چپ لگ گئی تھی۔ ایک ایسی چپ جس کے طوفان برپا ہونے کا اندیشہ تھا۔



کیا بولے جارہی ہو۔۔؟؟ ہوش میں تو ہو۔۔؟؟ شہیر کا انابیہ کی باتوں پے غصہ ہی آگیا۔ آپ شاید۔۔ کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہ رہے۔۔! یا شاید جان بوجھ کے انجان بن رہے ہیں۔۔ ساتھ ساتھ انابیہ کے ہاتھ بھی چل رہے تھے۔ وہ اپنا سارا سامان پیک کر رہی تھی۔ اور وہ وہاں سے اب نکلنے کا ارادہ رہتے تھے۔ اس بات سے شہیر کو سخت اعتراض تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینر ۲ منہا چوہان

ناٹیک کہہ رہی ہے۔۔ شہیر بھائی۔۔ آپ اس وقت یہاں سے چلے جائیں۔۔ یہ بات بہت چھوٹی نہیں۔۔ کہ دب جائے۔۔ اور خان کے غصہ سے کون نہیں واقف۔۔؟؟ وہ کچھ بھی سنے بنا۔۔ اپنا فصلہ سنا دے گے۔۔ کنول نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

نہیں۔۔ ہر گز نہیں۔۔! جب میں نے کچھ کیا ہی نہیں۔۔ تو میں کیوں ڈروں۔۔؟؟ خان کا مجھ پے پورا اعتبار ہے۔ وہ جانتے نہیں کیا مجھے۔۔؟؟ شہیر کے ماتھے پے بے شمار بل پڑے تھے۔

غصہ میں صحیح غلط کا فرق مٹ جاتا ہے خان۔۔! خانم کی آواز پے وہ تینوں چونکے۔ ہمیں یہاں سے جانا چاہیے

۔ اور اس وقت ہمارا یہاں سے جانا ہی مناسب ہے۔۔! خانم کی بات پے شہیر نے لب بھینچے۔ آپ سب کا ماغ خراب ہو گیا ہے۔ اور میرا بی کر رہے ہیں۔۔ آپ کو جہاں جانا ہے۔ جائیں۔۔ لیکن۔۔ میں یہیں خان کا انتظار کروں گا۔۔ شہیر بضد ہوا۔

آپ کو میری قسم۔۔ شہیر۔۔! اچانک سے انابہ نے س کا ہاتھ اپنے سر پے رکھا۔ آپ۔۔ چل رہے ہیں۔۔ مجھے آپ چاہی ئی ہیں۔۔ اور میں۔۔ یہ تو نہیں کہہ رہی کہ۔ ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلے جائیں۔۔؟؟ جب کچھ حالات بہر ہوں گے۔۔ تو ہملوٹ آئی میں گے۔۔ تب۔۔ جب۔ آفتاب بھائی

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ کی۔۔۔ ہاری بات۔۔۔ سن لیں۔۔۔ رنہ اس وقت وہ جہاں ہیں۔۔۔ انہیں جو دکھایا جائے گا۔۔۔ وہ وہی دیکھیں گے۔۔۔! اور آپ کی بات سننے بنا ہی۔ انہوں نے۔۔۔؟؟ آپ کو۔۔۔؟؟ انابیہ منہ پے ہاتھ رکھے رو دی۔ شیر نے بے بسی سے سرنفی میں ہلایا۔ عورت مرد کو کتنا کمزور کر دیتی ہے۔۔۔ آج شہیر کو اندازہ ہو رہا تھا۔ چاہے وہ ماں کے روپ میں ہو۔۔۔ یا بیوی کے۔۔۔؟؟

آپ۔۔۔ اس وقت میری سن لیں۔۔۔ پلیز۔۔۔! مجھے اپنے بچوں کا باپ چاہیے۔۔۔! / آخر میں چلا دی تھی۔ کنول اور تبسم۔ کے آنسو بہہ رہے تھے۔ ایک طرف عظمی کے جنے کا دکھ تھا تو دوسری طرف۔۔۔ شہیر کے اوپر الزام لگنے کا۔۔۔! سب جانتے تھے وہ ایسا کچھ کر ہی نہیں سکتا تھا۔ لیکن۔ اس وقت گن شہیر کے ہاتھوں میں تھی۔ اس بات کے گواہ تو خود خان کے آدمی بھی تھے۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ انا۔۔۔! مجھے خان پے پورا یقین ہے وہ ایک طرف کی بات سن کے فیصلہ کبھی نہیں کریں گے۔۔۔! آپ سمجھ کیوں نہیں رہے۔۔۔؟؟ انابیہ سر پے ہاتھ رکھے چلائی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ ایک منٹ میں وہ شہیر کو وہاں سے لے کے چلی جائے۔

میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ کہ میں چھپ کے جاؤں۔۔۔ یہاں سے۔۔۔ مجھے موت قبول ہے۔۔۔ لیکن۔۔۔ چھپ کے۔۔۔؟؟

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ابھی شہیر غصہ سے اتنا ہی بول پایا تھا۔ کہ انابیہ نے اندر جاتے دراز سے گن نکال لائی۔ اور اپنی کنپٹی پے رکھی۔ آپ کو موت قبول ہے۔۔ آپ کو ہماری۔ اپنی فیملی کی پرواہ نہیں۔۔ اپنے بچوں کا نہیں سوچ رہے۔۔ ان کا آپ کے بنا کیا ہو گا۔۔؟ تو۔۔ ہمیں۔۔ موت کے گھاٹ اتار دیں۔۔ پھر جو۔۔ چاہے کریں۔۔! انابیہ نے کہتے ہی گن کا ٹریگر دبانا چاہا۔ کہ شہیر نے دہلتے دل سے آگے بڑھ کے انابیہ کے ہاتھ سے گن کھینچی۔ پاگل ہو گئی ہو۔۔؟ ابھی۔۔ چل جاتی تو۔۔؟؟ شہیر نے اسے خود سے لگانا چاہا تو اس نے شہیر کو پرے دھکیلا۔ آپ چل رہے ہیں یا نہیں۔۔؟؟ انابیہ نے قطعی انداز میں پوچھا۔ تو شہیر نے سختی سے آنکھیں بند کیں۔۔



اب آپ جا سکتے ہیں یہاں سے۔۔! خان۔۔! ارسل جنازے کے بعد آفتاب کو کھر درے لہجے میں کہتے زیشان کو اپنے ساتھ لگایا تھا۔

ارسل۔۔؟؟ آفتاب نے کچھ کہنا چاہا۔ کہ ارسل نے ہاتھ اٹھاتے اسے چپ کرادیا۔ اور ایک دکھتی نظر اس پے ڈالی۔ بھائی تو بہنوں کے محافظ ہوا کرتے ہیں۔۔! آپ۔۔ سے یہ امید نہ تھی۔۔! ارسل ایسا کچھ نہیں۔۔ عظمیٰ بہن تھی میری۔۔! میرے لیے وہ۔۔؟؟ کچھ نہیں تھی۔۔! ارسل نے اس کی بات

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

کاٹی۔ بہتر ہوگا۔ آپ اب یہاں سے چلے جائیں۔ یہ نہ ہو۔ میں اپنے صبر کا پیمانہ کھودوں۔۔۔! اور آپ جیسا بن جاؤں۔۔۔ جب کہ میں۔۔۔ بن نہیں سکتا۔۔۔ میں اپنی بہن کے سر کا سائی بان نہیں چھین سکتا۔۔۔! ارسل نے اسے سختی اور دکھ بھرے لہجے میں کہتے پتے صحرا میں لا کھڑا کیا۔

ارسل۔۔۔ پتر۔۔۔ میری دھی کا خون اتنا سستا نہیں۔۔۔ کہ معاف ہو جائے۔ یاد رکھنا۔۔۔ آفتاب شیر خان۔۔۔! خان ہیں ہم۔۔۔ خون کے بدلے خون ہی لیں۔۔۔ گے۔۔۔! جاوید خان نے للکارتے ہوئے کہا۔ تو آفتاب نے دانت کچکچاتے اسے دیکھا۔

پہلے یہ تو ثابت ہو۔۔۔ کہ یہ۔۔۔ سب۔۔۔ میرے بھائی نے کیا ہے۔۔۔ تو خون کے بدلے خون میں خود دوں گا۔۔۔ لیکن۔۔۔ یاد رکھنا جاوید خان۔۔۔! جو سازش تم نے میرے خلاف کی۔۔۔ اس کا بدلہ تو تمہیں جلد یادیر۔۔۔ دینا ہی ہوگا۔۔۔ لیکن۔۔۔! انگلی اٹھاتے وارن کیا۔ اگر۔۔۔ یہ بات غلط ثابت ہوئی۔۔۔ تو۔۔۔ تمہیں موت کے گھاٹ میں خود اتاروں گا۔ شیر کی سی للکار سے اسے جھاڑتے وہ وہاں سہلے اپنے آدمیوں کے ہمراہ نکلتا چلا گیا۔

جاوید خان ایک پل کو سہا تھا۔ لیکن اگلے ہی پل وہ ارسل کے پاس کھڑا اسکی دل جوئی کرتا اسکے کان بھر رہا تھا۔





## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

علی شیر نے اب کی بار آفتاب کو ساری بات بتادی۔۔ کس طرح شہیر نے اسے ڈھونڈنے کی کیکشش کی۔ اور جب اسے یہ پتہ چلا کہ۔۔ خان پیلس کے جاوید خان اس سب میں شامل ہے۔۔ تو وہ۔۔ یہاں پہنچا۔ اس کے بعد خان پیلس میں کیا ہوا۔۔؟؟ وہ غفار ہی بتا سکتا ہے۔۔! اور غفار کو گولی لگی تھی۔ وہ ہسپتال میں تھا۔ آفتاب نے سختی سے آنکھیں موندتے سر سیٹ کے ساتھ لگایا۔ گاڑ حیدر آباد سے کراچی کی طرف رواں دواں تھی۔ اسے جلد از جلد کراچی پہنچنا تھا۔ اور شہیر سے مل کے بات کلئی پر کرنی تھی۔ اس کا دل نہیں مان رہا تھا۔ کہ وہ غلطی پے گولی چلا سکتا ہے۔۔ اور اگر ایسا ہوا بی تھا تو۔۔ کیوں۔۔؟ وہ وجہ جاننا چاہتا تھا۔۔ کیوں کہ غفار کو گولی لگنے کا مطلب ہے کہ دونوں طرف سے گولیاں چلی تھیں۔ اور اس میں۔۔ غلطی کو غلطی سے۔۔؟؟ لیکن۔۔ یہ سب شہیر کے خلاف جارہا تھا۔ کیونکہ وہ ان کے گھر جا کے گولیاں برسا کے آیا تھا۔ وہ بہت غلط کر آیا تھا۔ اوپر سے۔۔ اب مزید ایک اور غلطی کر گیا۔۔ جس کا خمیازہ سے اب شاید ساری زندگی بھگتنا پڑتا۔



آفتاب خان کی گاڑی جیسے ہی خان منشن میں داخل ہوئی۔ سبھی کے دل بری طرح لرزے تھے۔ کنول نے تبسم بیگم کی جانب ڈرتے ہوئے دیکھا۔  
خان آندھی طوفان کی طرح اندر آیا تھا۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

شہیر۔۔۔خان۔۔۔؟؟؟شہیرخان۔۔۔؟؟؟آفتاب پوری قوت سے چلایا تھا۔ لیکن شہیر خانزادہ ہوتا تو۔۔۔سامنے آتا ناں۔۔۔؟؟؟کہاں ہے۔۔۔شہیر۔۔۔؟؟؟آفتاب نے کنول کی جانب دیکھتے سختی سے پوچھا۔ کنول نے لرزتے دل سے آفتاب کی طرف دیکھا۔ میں نے کچھ پوچھا ہے۔۔۔؟؟؟کہاں ہے۔۔۔شہیر۔۔۔؟؟؟آفتاب کو کچھ غلط ہونے احساس ہوا۔ خان۔۔۔! آپ۔۔۔غصہ میں ہیں۔ آپ۔۔۔؟؟؟کنول نے بات کرنا چاہی کہ۔۔۔! آفتاب نے غصہ سے پاس پڑا واس گرا کے کے توڑ دیا۔ کنول سہم کے پیچھے ہٹی۔ شہیر خانزادہ کہاں ہے۔۔۔؟؟؟سردوسپاٹ لہجے میں پوچھا تھا۔ کنول کو کچھ بھی صحیح نہیں لگ رہا تھا۔ سنائی نہیں دے رہا۔۔۔؟؟؟کیا پوچھ رہا ہوں میں۔۔۔؟؟؟آفتاب کا غصہ سے برا حال تھا۔ کنول نے مدد طلب نظروں سے تبسم بیگم کو دیکھا۔ بیٹا۔۔۔وہ جا چکے ہیں۔۔۔! بالآخر کہہ ہی دیا۔ جا چکے ہیں۔۔۔؟؟؟آفتاب نے دانت پیتے حیرت سے مڑ کے انہیں دیکھا۔ کیوں۔۔۔؟؟؟ایسی بیک۔۔۔منٹ۔۔۔! اس کا مطلب۔۔۔؟؟؟جاوید خان۔۔۔؟؟؟سچ کہہ رہا تھا۔۔۔؟؟؟آفتاب کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی۔۔۔

آپ کو جاوید خان نے کیا کہا کیا نہیں۔۔۔لیکن۔۔۔ایک بات سچ ہے شہیر بھائی بے گناہ ہیں۔ یہ اب تم مجھے بتاؤ گی۔۔۔؟؟؟آفتاب کنول کی بات پے غصہ سے مڑا تھا۔ کہ سہم کے پیچھے ہٹی۔ خود پے بمشکل کنٹرول کرتا

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

وہ کال ملانے لگا۔ علی شیر۔۔۔! مجھے شہیر خان چاہیے۔۔۔ ہر حال میں۔۔۔! چاہے زندہ۔۔۔ یا مردہ۔۔۔! آفتاب خان نے سفاک لہجے میں کہتے پاس کھڑی ماں اور بیوی کو حیرانی کی اتھاہ گہرائی یوں میں ڈال دیا۔ خان۔۔۔؟؟ یہ آپ۔۔۔؟؟ کیا۔۔۔؟؟ بھائی ہے وہ آپ کا؟؟ اور آپ۔۔۔؟؟ جسے میں منوں مٹی تلے دفنا کے آ رہا ہوں۔۔۔ وہ بھی میری بہن تھی۔۔۔! تبسم بیگم کی بات کا ٹاواہ سختی سے کہتا ان کی طرف مڑا۔ اپنے۔۔۔ اپنے انہی ہاتھوں سے۔۔۔ اسے۔۔۔ میں۔۔۔ نے

۔۔۔ قبر میں اتارا ہے۔۔۔! آفتاب کا لہجہ روندھ گیا۔ وہ ضبط کے کن کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔ یہ وہی جانتا تھا۔ نہیں معاف کر سکتا۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔! اور اس بار۔۔۔ کوئی بچہ میں نہیں بولے گا۔ کنول کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ انگلی اٹھاتا وارن کرتا وہاں سے تن فن کرتا باہر نکل گیا۔ اب کیا ہو گا۔۔۔؟؟ ماما۔۔۔؟؟ کنول نے گھبرا کے تبسم بیگم کی جانب دیکھا۔ شاید۔۔۔ ہم سے ہی غلطی ہو گئی ہے۔۔۔ ہمیں۔۔۔ شہیر خان زادہ کو۔۔۔ جانے کو نہیں کہنا چاہیے تھا۔ اس کا جاننا۔۔۔ اس کے حق میں۔۔۔ غلط ثابت ہو رہا ہے۔۔۔ اللہ سے دعا ہے۔۔۔ کہ وہ شہیر کی حفاظت کرے۔ آمین۔۔۔! دونوں ہی پریشانی سے وہاں بیٹھیں اللہ سے دعا کر رہی تھیں۔

@#####

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

جیسے ہی آفتاب تک شہیر خانزادہ کے مل جانے کی اطلاع پہنچی۔ وہ بھی اس جگہ پے پہنچا۔  
شہیر خانزادہ اپنی فمیلی کے ساتھ گاڑی میں ہی پکڑا گیا تھا۔ آگے پیچھے سے اسے گاڑیوں نے کور کیا۔ انابیہ کا  
دل کسی برے وسوے سے دھڑکا۔

پلیز۔۔۔ خان۔۔۔! آپ۔۔۔؟؟ باہر نہیں جائیں گے۔۔۔ انابیہ نے اس کا ہاتھ تھاما۔ انا۔۔۔! میں جانتا  
تھا۔۔۔ آفتاب خان ہم تک پہنچ جائے گا۔۔۔ فرار کاراستہ چن کے غلطی کی۔۔۔ لیکن۔۔۔ اب میں مزید کوئی  
غلطی نہیں دہرانا چاہتا۔ پلیز۔۔۔ اب نہیں روکنا۔۔۔! شہیر نے اسے نرمی سے سمجھایا۔ اور گاڑی سے باہر  
نکلا۔ بچوں نے سہم کے ماں کی جانب دیکھا۔ خانم نے انہیں اپنے ساتھ باتوں میں لگایا۔ وہ نہیں۔۔۔ چاہتی  
تھیں۔۔۔ کہ بچے کیس بھی طرح کا کوئی خون خرابہ جیسی چیز دیکھیں۔۔۔  
خان۔۔۔؟؟ آفتاب کو اپنے سامنے پاتے شیر نے کچھ کہنے کے لیے لب واکبے۔۔۔ لیکن خان نے ہاتھ اٹھاتے  
کچھ بھی بولنے سے منع کر دیا۔ اس کے چہرے پے چٹانوں سی سختی تھی۔ اپنے ساتھ کھڑے آدمی سے گن  
لیتا اس نے اسے لوڈ کیا۔ اسی پل انابیہ فوراً باہر نکلی اور شہیر کا ہاتھ تھاما۔ پتھرائی نظروں سے اس نے آفتاب  
کی جانب دیکھا جس کا نشانہ اب شہیر خانزادہ تھا۔ تم نے۔۔۔ بہت غلط کیا۔۔۔؟؟ بھائی کہا تھا تمہیں۔۔۔؟؟  
اور۔۔۔ تم نے۔۔۔؟؟ کہتے ہوئے گن تانی کہ شہیر مسکایا۔ آپ کو لگتا ہے۔۔۔ کہ میں قصور وار ہوں۔۔۔؟؟

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

شہیر کے لہجے میں درد تھا۔ تم۔۔ ہو شہیر خانزادہ۔۔۔! آفتاب چلایا۔ اگر تم بگناہ ہوتے تو۔۔ کبھی نہ بھاگتے۔۔! آفتاب کی بات پے انابیہ نے سہمتے ہوئے شہیر کی جانب دیکھا۔ آج پھر وہ شہیر کے لیے غلط ثابت ہوئی تھی۔ شہیر نے اسکی جانب ایک نظر بھی نہ دیکھا وہ سامنے آفتاب کو ہی دیکھے جارہا تھا۔ اب۔۔ کچھ بھی کہنے کو باقی نہیں بچا۔۔! اگر آپ کو لگتا ہے۔۔ میں نے ہ سب کیا ہے۔۔ تو شہیر خانزادہ کا سینہ حاضر ہے۔۔ چلائی یں گولی۔۔ اور لے لیں بدلہ۔۔! شہیر نے بائیں وا کرتے بنا ڈرے آفتاب شہیر خان سے کہا۔ ایک پل کو موت کا سناٹا چھا گیا۔ آفتاب نے نشانہ لگایا۔ کہ اسی پل انابیہ شہیر کے سامنے آگئی۔ نہیں۔۔! بھائی۔۔! آپ کو مارنا ہے تو۔۔ مجھے مار ڈالیں۔۔ ایک بہن آپ کی چلی گئی۔۔ آپ اپنی دوسری بہن کو بیوہ کرنے آگئے۔۔؟؟ تو ٹھیک ہے۔۔ بد لہلینا ہے ناں۔۔ آپ نے۔۔ تو مجھے مار کے لے لیں۔۔ لیکن۔۔ میرے بچوں کے سائی بیاں کو مت چھینیں۔ انابیہ کی روتی آواز سنتے آفتاب نے لب بھینچے۔ انابیہ اسے بہنوں کی طرح عزیز تھی۔ وہ کیسے۔۔ اس پے یہ ظلم کر سکتا تھا۔۔؟؟ آفتاب نے ضبط کرتے رخ پھیرا۔ سختی سے آنکھیں موندیں۔ چلے جاؤ۔۔ یہاں سے۔۔! اتنی دور۔۔ کہ آفتاب شیر خان۔۔ تم تک نہ پہنچ سکے۔۔ ورنہ۔۔ سب ختم ہو جائے گا۔۔!



## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

خان۔۔؟؟ شہیر نے پکارنا چاہا۔ جاؤ۔۔۔! آفتاب بنان کی جانب دیکھے چلایا۔ انابیہ نے شہیر کا ہاتھ تھاما۔ اونفی میں سر ہلایا۔ کہ جیسے ابھی کچھ بھی کہنا سننا بے کار ہے۔۔ شہیر نے سختی سے لب بھینچے۔ ایک نظر پھر سے آفتاب کی پشت کو دیکھا۔ اور انابیہ کے ساتھ جاتے گاڑی میں بیٹھا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خان کو اپنے بھائی دوست۔۔ اپنے خیر خواہ۔۔ اپنے سائے کو خیر آباد کر گیا۔ جب کہ راز اس کے سینے میں ہی دفن ہو گیا۔

آفتاب شیر خان نے بھی واپسی کی راہ لی۔ وہ جانتا تھا اب اسے آگے کیا کرنا ہے۔ شہیر خانزادہ کو اسے نے نکلوا تو دیا تھا اب۔۔ ہر چیز کا ہر بات کا سامنا اسے خود کرنا تھا۔ اور وہ کرنے والا تھا۔

#####

کچھ دن بعد۔

پنچائیت لگی تھی۔۔ سب ڈیرے پے موجود تھے۔ معاملہ پنچائیت میں حل ہونا تھا۔ جس کا سربراہ خود آفتاب شیر خان تھا۔ لیکن باقی گاؤں کے بھی سر تنج شامل تھے۔ کیونکہ معاملہ خود سر تنج پے آیا تھا۔ خان۔۔! جیسے کہ۔۔ آپ کے بھائی نے ان کی عورت کو مارا ہے۔۔ تو بدلے میں یا تو۔۔ خون کے بدلے خون ہو گا۔۔؟؟ یا خون بہا۔۔؟؟ سر تنج فاضل خان گویا ہوئے۔

## میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

میں ہر چیز کے لیے تیار ہوں۔۔۔! خان نے گہرا سانس خارج کیا۔ جاوید خان نے ایک نظر اس سل کو دیکھا۔ اور دوسری طرف۔۔۔ عظمیٰ کے بیٹے زیشان کی طرف۔۔۔! ٹھیک۔۔۔ ہے۔ ہمیں خون بہا میں شہیر خانزادہ کی بیٹی چاہیے۔۔۔

جاوید۔۔۔ خان۔۔۔؟؟؟؟ آفتاب غصہ سے چلایا تھا۔ کہ جاوید خان ایک پل کو سہا۔ خود پے قابو رکھیں۔۔۔ آپ کو یا تو شہیر خانزادہ کو پیش کرنا ہو گا۔ یا خون بہا۔۔۔ میں۔۔۔؟؟؟ میں اپنی بیٹی دینے کو تیار ہوں۔۔۔! خان نے پل کے ہزارویں حصہ میں یہ فیصلہ کیا۔ سبھی کی حیران نظریں اس پے اٹھیں۔ کیا آپ۔۔۔؟؟ واقعی۔۔۔؟؟ دیکھیں۔۔۔! قتل۔۔۔ شہیر خانزادہ ہے۔ تو بیٹی بھی۔۔۔؟؟ آپ کو سننے میں۔۔۔ مسئی لہ ہے کیا۔۔۔؟؟ آفتاب شیر خان۔۔۔ اپنی بیٹی اپنے جگر کا ٹکڑا دے گا۔۔۔ زیشان ارسل خانزادہ کو۔۔۔! آفتاب نے انکی بات ٹوکی۔ لیکن۔۔۔ شہیر۔۔۔؟؟ خبردار جواب کسی نے شہیر خانزادہ کا نام بھی لیا تو۔۔۔! بھول جاؤں گا۔۔۔ میں۔۔۔! کہ یہ پچھائی تیت ہے۔۔۔! آفتاب اپنی ٹون میں بولا تو سبھی کو سانپ سونگھ گیا۔ ہمیں منظور ہے۔۔۔! جاوید خان فوراً ہی بولا۔ آفتاب نے مٹھیاں بھینچیں۔ ارسل نے ایک نظر جاوید خان کو دیکھا اور دوسری نظر آفتاب کو۔ اس نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ ایسا وقت بھی آئے گا۔ کہ اپنی ہی بیوی کی خواہش ایسے پوری ہوتی دیکھے گا۔ ہاں۔۔۔ یہ عظمیٰ کی خواہش تھی

## میرے نکاح میں ہو سینر ۲ مانتھا چوہان

کہ ملکہ اسی کی بہو بنے۔ لیکن۔۔؟؟ اسی کے خون بہا میں وہ آئے گی۔۔؟؟ ایسا تو نہ سوچا نہ چاہا۔ اور پھر فیصلہ ہو گیا۔ آفتاب نے ملکہ کا عقد زیشان کے ساتھ طے کر دیا۔ کنول بے بہت واویلا مچایا۔ لیکن اس کی ایک نہ سنی گئی۔

(مزید ناول پڑھنے کے لیے اس لنک کو سرچ کریں)

For more novel kindly Google this link

<https://ezreaderschoice.com>

اسلام علیکم!

READERS CHOICE

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

ہمارے اور گرد بہت سے کردار ہیں جن کو ایک لکھاری ہی جان سکتا ہے اگر آپ ایک لکھاری ہیں اور ان کرداروں کو بخوبی لکھ سکتے ہیں تو اٹھائے قلم اور لکھ دیجئے ایک ایسی کہانی جو دلوں کو چھو لے اور ان کرداروں کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے اپنی صلاحیت کو بھی اجاگر کریں۔ ریڈرز چوائس

آپ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کر رہا ہے کہ جہاں آپ اپنی قابلیت کا لوہا منوا سکیں۔ آج ہی ہمیں اپنی تحریر ارسال کریں جس کو ہم ایک ہفتے کے اندر اپنی ویب سائٹ اور دیگر سوشل میڈیا گروپ میں شامل کریں گے۔

مزید تفصیلات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

واٹس ایپ نمبر کے لیے ابھی میل کیجئے

Facebook ID: <https://www.facebook.com/mubarra1>

Email address: [mobimalik83@gmail.com](mailto:mobimalik83@gmail.com)

[readerschoicemag@gmail.com](mailto:readerschoicemag@gmail.com)

Facebook groups : **Readers Choice,**

## تم میرے نکاح میں ہو سینہ ۲ منہا چوہان

آپ۔۔۔ کیسے۔۔۔؟؟ اتنا بڑا ظلم کر سکتے ہیں۔۔۔ وہ۔۔۔ ابھی چار سال کی بھی پوری نہیں ہوئی۔۔۔ اور آپ اسے۔۔۔ خون بہا میں۔۔۔؟؟ میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔ سنا۔ آپ نے۔۔۔! کنول ملکہ کے آگے ڈھال بن گئی۔ یونو۔۔۔ کنول۔۔۔! اس سب کی کہیں نہ کہیں۔۔۔ تم بھی ذمہ دار ہو۔۔۔ شہیر کو یہاں سے بھاگنے میں تم بھی شامل تھی۔۔۔ اگر وہ نہ بھاگتا تو۔۔۔؟؟ وہ بھاگے نہیں۔۔۔! مجبور ہو کے گئے تھے۔ لیکن۔۔۔ وہ بے گناہ ہیں۔۔۔ اور ایک ایسے گناہ کی سزا آپ میری بچی کو دے رہے ہیں۔ جو۔۔۔ شہیر بھائی نے کیا ہی نہیں۔۔۔! کنول نے غصہ سے بات کاٹی۔ فیصلہ ہو چکا ہے۔۔۔ یا شہیر کی لاش۔۔۔ یا۔۔۔ ملکہ کا عقد زیشان۔۔۔ سے۔۔۔ اور زیشان۔۔۔ پے مجھے پورا بھروسہ ہے۔۔۔! میری بہن کا بچہ ہے وہ۔۔۔! میرے لیے بہت اہم ہے۔۔۔! لیکن بھولیں مت۔۔۔ آپ اپنی بیٹی کا عقد اس کے ساتھ خون بہا میں کر وارہے ہیں۔۔۔ جو میری سمجھ س بالاتر ہے۔ تم نہ ہی سمجھو تو۔۔۔ بہتر ہے۔۔۔ آفتاب نے اپنا والٹ اٹھاتے کہا۔ کنول نے اسے دکھی نظروں سے دیکھا۔ آپ اتنے ظالم کیسے ہو سکتے ہیں۔۔۔؟؟ اپنی بیٹی کو۔۔۔؟؟ نہیں کر رہا میں دشمنوں کے حوالے اسے۔۔۔ بھروسہ رکھو مجھ پے۔۔۔! آفتاب نے آخر کار اسے تسلی دے دی۔ کنول نے سر جھکا کے آنسو پونچھے۔ تو آفتاب نے گہرا سانس خارج کیا۔ جو ہو رہا ہے۔ اسے ہونے دو۔۔۔! میں ٹھیک کر



قر میرے نکاح میں ہو    سینہ ۲    منہا چوہان

دوں۔۔۔ گا۔۔۔ سب۔۔۔! کچھ دیر میں وہ سب آنے والے ہیں۔۔۔ تو۔۔۔ ملکہ۔۔۔؟؟ کوریڈی۔۔۔ کر دیں۔۔۔! کہتے ہوئے آفتاب کا دل دکھاتا تھا۔ اور کس کرب سے گزر تھا یہ وہی جانتا تھا۔ اور واقعی تھوڑی دیر تک وہ سب خان منشن پہنچ چکے تھے۔ ملکہ کو دوپٹہ اوڑھائے وہ اس کا نکاح کر چکے تھے۔ کنول نے اسے اپنے گلے لگایا۔ ہمیں رخصتی بھی آج ہی چاہیے۔ جاوید خان نے نیا شوشہ چھوڑ دیا۔ اگر اپنے قدموں پہل کے جانا چاہتے ہو۔۔۔ تو اپنی زبان کو لگام دو۔۔۔ آفتاب نے اسی وقت اس کو کرار اساجواب دیا کہ وہ منہ بسورتارہ گیا۔ رخصتی بچی کے بالغ ہونے یا اٹھارہ سال کا ہونے پہ ہی ہوگی۔۔۔! فاضل خان نے اونچی آواز میں سب کو اطلاع پہنچائی۔ اور اس بار کوئی اعتراض سامنے نہ آیا۔

آج آفتاب نے اپنے بھائی کی زندگی کو بچایا تھا۔ اپنے جگر گوشہ کی قربانی دے کے۔ لیکن وہ جانتا تھا۔ حالات کو کیسے اپنے رخ موڑنا ہے۔۔۔ اور یہ تو آنے والے وقت نے ہی طے کرنا تھا۔ کہ اس عقد کی کتنی ویلیو تھی۔ اور یہ رشتہ کہاں تک چلتا۔۔۔؟؟؟ وہیں دوسری طرف۔۔۔ شہیر خانزادہ۔۔۔ ملک چھوڑ کے جا چکا تھا۔ آنے والے وقت سے بے خبر۔۔۔! او گزرے وقت سے بھی بے خبر۔۔۔ کہ اس کے جانے کے بعد۔۔۔ آفتاب نے کیا قربانی دی۔۔۔! لیکن دونوں نے ہی اپنے رشتہ کو بچایا تھا۔

ختم شد۔۔۔

## تم میرے نکاح میں ہو سیزن ۲ منہا چوہان

ارے۔۔۔ رکیں۔۔ کہانی ختم نہیں ہوئی سیزن اینڈ ہوا ہے۔۔ بہت ساری باتوں کا خلاصہ ابھی بھی باقی ہے۔۔۔ جی ہاں۔۔

کہانی نے لیا ہے نیوٹرن۔۔! اور نئے انداز میں ہوں گے۔۔ جلوہ گر۔۔ نیو سیزن۔۔ اینڈ لاسٹ سیزن۔۔ دل کو قرار آیا۔ جواب تک کی سب سے بیسٹ کہانی ہوگی۔۔ اور پہلی بار۔۔ خون بہا پے لکھوں گی۔۔! تو پھر ملتے ہیں۔۔ نئے سیزن کے ساتھ۔۔ پرانے کرداروں اور نئے کرداروں کے ساتھ۔۔! دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جزاک اللہ

READERS CHOICE